عارف باللہ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی نادر روزگار،
اور معرکہ آرا کتاب "مثنوی معنوی" کی جامع اور لاجواب شرح

کلیدِ مثنوی

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

5

یہ وہ مقبول خاص و عام کتاب ہے کہ خواندہ ناخواندہ سب ہی اس سے دلچسپی لیتے ہیں مگر مضامین عالیہ ہونے کی وجہ سے مطالب سمجھنے میں بڑی دقت پیش آتی ہے اور بعض اوقات نوبت الحاد و زندقہ تک پہنچ جاتی ہے، حضرت حکیم الامت نے اشعارِ مثنوی کو واضح کر کے اور مسائل تصوف کو عام فہم بنا کر نہایت خوبی سے سمجھا دیا ہے حقیقت یہ ہے کہ اس سے معتبر اور شریعت و طریقت کا پاس و ادب رکھ کر مضامین کو حل کرنے والی کوئی اور شرح نہیں لکھی گئی

اِدارہ تالیفاتِ اشرفیہ
بیرون بوہڑ گیٹ
ملتان

عارف باللہ حضرت مولانا جلال الدین رُومی رحمۃ اللہ علیہ کی نادر روزگار،
اور معرکہ آراء کتاب "مثنوی معنوی" کی جامع اور لاجواب اُردو شرح

کلیدِ مثنوی

از:

حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ

جلد ۵

یہ وہ مقبول خاص و عام کتاب ہے کہ خواندہ، ناخواندہ سب ہی اس سے دلچسپی لیتے ہیں۔ مگر مضامین عالیہ ہونے کی وجہ سے مطالب سمجھنے میں بڑی دقت پیش آتی ہے اور بعض اوقات نوبت الحاد و زندقہ تک پہنچ جاتی ہے۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اشعارِ مثنوی کو واضح کر کے اور مسائل تصوف کو عام فہم بنا کر نہایت خوبی سے سمجھا دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سے معتبر اور شریعت و طریقت کا پاس ادب رکھ کر مضامین کو حل کرنے والی اور کوئی شرح نہیں لکھی گئی

ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ
بیرون بوہڑ گیٹ ● مُلتان

ربع سوم دفتر سوم

قَالَ تَعَالیٰ کَمَا اَرْسَلْنَا فِیْکُمْ رَسُوْلًا مِّنْکُمْ یَتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیٰتِنَا وَیُزَکِّیْکُمْ وَیُعَلِّمُکُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَیُعَلِّمُکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ

چوں در کریمہ صدر قولہ یتلوا و یعلمکم الکتٰب بر فضل علم نظم و معنی و قولہ یزکیکم بر شرف علم کلام و عقائد و علم سلوک و قولہ الحکمة بر مزیت علم اسرار و علم اصول دال باوضح بیان ست و از اں جزو بودن تصوف کہ مشتمل بر سلوک و اسرار ست از علم دین نیک عیان ست و باتفاق اہل مذاق مثنوی در کتب این فن خاص شان ست لاکن از اغلاقش محتاج تبیان ست + بناء علیہ این شرح اردو کہ معنونش را

کلید مثنوی

عنوان ست و ایں ربع ثالث از دفتر ثالث از آن ست (بالفاظ و عبارت (مولوی) شبیر علی و مولوی حبیب احمد سلمہما اللہ کہ ہر یکے از ایشان برائے صاحب معانی یعنی حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب دام ظلہم بمنزلہ لسان و ترجمان ست) در وے اصل متن را چنان حل کردہ کہ غایت امکان ست و مسائل را بطورے تقریر نمودہ کہ ہم موافق تحقیق اہل اتقان و ہم مطابق حدیث و قرآن ست و اشکالات و اغلاط را بطرزے دور ساختہ کہ مورث اطمینان و امان ست و جا بجا ملفوظات سیدنا الحاج محمد امداد اللہ کہ مطرب آذان و منشط اذہان ست ہم در ویش سپردہ

حسب فرمائش

محمد شبیر علی مالک اشرف المطابع تھانہ بھون ضلع مظفر نگر طبع شد

حامداً و مصلیاً و مسلماً

الربع الثالث من کلید المثنوی شرح الدفتر الثانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شرح حبیبی

رنجانیدن امیرے آن خفتہ را کہ مار در دہانش رفتہ بود

عاقلے بر اسپ مے آمد سوار ۔۔۔ در دہانِ خفتہ مے رفت مار

آن سوار آنرا بدید و مے شتافت ۔۔۔ تا رہاند خفتہ را فرصت نیافت

چونکہ از عقلش فراوان بُد مدد ۔۔۔ چند دبوسے قوی بر خفتہ زد

خفتہ از خواب گران چون بر جہید ۔۔۔ یک سوار ترک با دبوس دید

بے محابا ترک دبوس گران ۔۔۔ چونکہ افزون کوفت اورا شد دوان

خفتہ زان زخم گران بر جست زود ۔۔۔ گشت حیران گفت آیا این چہ سود

برد اورا زخم آن دبوس سخت ۔۔۔ زو گریزان تا بزیر یک درخت

سیب پوسیدہ بسے بُد ریختہ ۔۔۔ گفت این خور اے بدرد آمیختہ

سیب چندان مر ورا در خورد داد ۔۔۔ کز دہانش باز بیرون مے فتاد

بانگ مے زد کاے امیر آخر چرا ۔۔۔ قصد من کردی تو نادیدہ جفا

گر ترا ز اصلست با جانم ستیز ۔۔۔ تیغ زن یکبارگی خونم بریز

شوم ساعت کہ شدم بر تو پدید ۔۔۔ اے خنک آنرا کہ روئے تو ندید

بے جنایت بے گنہ بے بیش و کم ۔۔۔ ملحدان جائز ندارند این ستم

مے جہد خون از دہانم با سخن ۔۔۔ اے خدا آخر مکافاتش تو کن

ہر زمان مے گفت او نفرین تو ۔۔۔ اوش میزد کاندرین صحرا بدو

زخم دبوس و سوار همچو باد　　مے دوید و باز بر رو می فتاد

ممتلی و خواب ناک و سست بُد　　بر سر و پایش هزاران زخم شد

تا شبانگہ مے کشید و می کشاد　　تا ز صفرا قے شدن بر وے فتاد

زو بر آمد خوردها زشت و نکو　　مار با آن خورده بیرون جست ازو

چون بدید از خود برون آن مار را　　سجده آورد آن نکو کردار را

سهم آن مار سیاه زشت زفت　　چون بدید آن دردها از وے برفت

گفت تو خود جبرئیل رحمتے　　یا خداوند ولی نعمتے

اے مبارک ساعتے که دیدیم　　مرده بودم جان تو بخشیدیم

تو مرا جویان مثال مادران　　من گریزان از تو مانند خران

خر گریزد از خداوند از خرے　　صاحبش در پے ز نیکو اخترے

از پئے سود و زیان میجویدش　　لیک تا گرگش ندرد یا ددش

اے خنک آنرا که بیند روے تو　　یا در افتد ناگهان در کوے تو

اے روان پاک بستوده ترا　　چند گفتم ژاژ و بیهوده ترا

اے خداوند و شهنشاه و امیر　　من نگفتم جهل من گفت آن مگیر

شمهٔ زین حال اگر دانستمے　　گفتن بیهوده نتوانستمے

بس ثنایت گفتمے اے خوش خصال　　گر مرا یک رمزے گفتے ز حال

لیک خامش کرده مے آشوفتے　　خامشانه بر سرم مے کوفتے

شد سرم کالیوه عقل از سر بجست　　خاصه این سر را که مغزش کمترست

عفو کن اے خوبروے خوب کار　　آنچه گفتم از جنون اندر گذار

گفت اگر من گفتمے رمزے ازان　　زهرهٔ تو آب گشتے در زمان

گر ترا من گفتمے اوصاف مار　　ترس از جانت بر آوردے دمار

مصطفی فرمود اگر گویم براست　　شرح آن دشمن که در جان شماست

زهرهاے پر دلان بر هم درد　　نے رود ره نے غم کارے خورد

نے دلش را تاب ماند در نیاز　　نے تنش را قوت صوم و نماز

همچو موشے پیش گربه لا شود　　همچو بره پیش گرگ از جا رود

اندرو نے حیله ماند نے روش　　پس کنم ناگفته تان من پرورش

همچو بوبکر ربابے تن زنم　　دست چون داؤد در آهن زنم

تا محال از دست من حالے شود　　مرغ پر بر کنده را بالے شود

چون یدالله فوق ایدیهم بود　　دست ما را دست خود فرمود احد

پس مرا دست دراز آمد یقین
بر گذشته ز آسمان ہفتمین

دست من بنمود بر گردون ہنر
مقریا برخوان کہ انشق القمر

این صفت ہم بہر ضعف عقلہاست
با ضعیفان شرح قدرت کے رواست

خود بدانی چون برآری سر ز خواب
ختم شد واللہ اعلم بالصواب

گر ترا من گفتمے این ماجرا
آندم از تو جان تو گشتے جدا

مر ترا نے قوت خوردن بدے
نے رہ و پروائے قے کردن بدے

مے شنیدم فحش و خرمے راندم
رب یسر زیر لب میخواندم

از سبب گفتن مرا دستور نے
ترک تو گفتن مرا مقدور نے

ہر زمان مے گفتم از درد درون
اہد قومے انہم لا یعلمون

سجدہا مے کرد آن رستہ ز رنج
کاے سعادت وے مرا اقبال گنج

از خدا یابے جزاہائے شریف
قوت شکرت ندارد این ضعیف

شکر حق گوید ترا اے پیشوا
آن لب و چانہ ندارم وان نوا

دشمنی عاقلان زینسان بود
زہر ایشان ابتہاج جان بود

دوستی ابلہان رنج [illegible]
این حکایت بشنو از بہر مثال

اوپر بیان کیا تھا کہ عاقل کی زیادتی اور اسکا ظلم (ظاہری) نادان کی مہر و وفا (ظاہری) سے بہتر ہے لہذا اولاً عاقل کی زیادتی کا سودمند اور بہتر ہونا مثال سے ظاہر کرتے ہین اُسکے بعد نادان کی مہر و وفا کا مضر ہونا واقعہ سے ثابت کرینگے چنانچہ فرماتے ہین۔ ایک عقلمند گھوڑے پر سوار آرہا تھا اور ایک سوئے ہوئے شخص کے مُنھ مین سانپ گھُس رہا تھا۔ اِس سوار نے یہ واقعہ دیکھا اور اُس شخص کو بچانے کے لیے دوڑا مگر اتنا وقت نہ ملا اور سانپ اندر گھُس گیا۔ چونکہ حق تعالیٰ نے عقل سے اُسکی کافی مدد فرمائی تھی یعنی عقل اُسکو بہت دی تھی اس لیے اُس نے اُس کے بچانے کی یہ تدبیر کی کہ چند سونٹے زور زور سے اُسکے مارے وہ سونیوالا چوٹ کے صدمہ سے اُس گہری نیند سے جاگ اُٹھا دیکھا کہ ایک ترکی سوار ہاتھ مین سونٹا لیے ہوئے مار رہا ہے۔ جب اُس سوار نے وہ زبردست سونٹا زیادہ بجایا تو یہ بھاگا۔ ضرب شدید کے سبب خوب تیز دوڑنا شروع کیا وہ اِس واقعہ سے حیران تھا اور دلمین کہتا تھا ارے یہ کیا قصہ ہے یہ مجھے کیون مارتا ہے۔ غرض کہ وہ اس ڈنڈے سے پٹتا ہوا ایک درخت کے نیچے پہونچا جہان گلے سڑے سیب بہت سے پڑے ہوئے تھے اسنے کہا کہ انکو کہا۔ اِس غریب نے مجبوراً کھانے شروع کیئے۔ اُس سوار نے اتنے سیب کھلائے کہ گنجائش نہ ہونے کے سبب منھ سے باہر نکلنے لگے۔ لیکن وہ اب بھی یہی کہے جاتا تھا کہ اور کھا۔ آخر اُسنے دق ہوکر یہ کہا کہ ای امیر آخر یہ تو بتا کہ تو بے قصور میری جان کے پیچھے کیون پڑا ہے۔ اگر سر سے میری جان ہی سے تجھے دشمنی ہے تو ایک دفعہ ہی تلوار مار کر مجھے مار ڈال سسکا سسکا کر مارنے سے کیا فائدہ۔ کیسی منحوس گھڑی تھی کہ مین تجھے نظر پڑا۔ ارے بڑا مبارک ہے وہ شخص جسنے تیری منحوس صورت نہ دیکھی۔ مارنے بے قصور بیجرم

اور بلا کسی تعدی یا کوتاہی کے تو یہ ظلم کرتا ہی۔ ایسا ستم تو بے دین لوگ بھی نہین کرتے بات کہنے مین میرے
منھ سے خون نکلتا ہی۔ اے خدا تو اس سے میرا انتقام لے۔ وہ ہر وقت ایک نئی تشنیع کرتا تھا لیکن وہ کچھ
کچھ پرواہ نہین کرتا تھا اور مارتا تھا کہ دوڑ عجیب مصیبت تھی سونٹے کی ضربین پڑ رہی تھین سوار ہوا کی طرح دوڑ رہا
تھا۔ اور اسکو دوڑا رہا تھا۔ یہ بیچارہ دوڑتا تھا اور دوڑ مین گر گر پڑتا تھا کیونکہ اسکا دل تو پیٹ بہت بھرا ہوا تھا۔ پھر نیند
کا خمار موجود تھا۔ پھر کمزور بھی تھا۔ ان سب کے علاوہ سر مین پاؤنمین رے کے بہت سے زخم ہو گئے تھے۔ وہ سوار شام
تک اسکو کھینچتا رہا۔ اور جو مشکل آگے پڑتی تھی اسکو اپنے ناخن تدبیر سے حل کرتا رہا حتے کہ غلبہ صفرا سے اس کو
قے ہونی شروع ہوئی اور اس سے بھلا برا غرض سارا کھایا پیا نکل گیا۔ اور اسکے ساتھ سانپ بھی نکل گیا جبکہ
اسنے اندر سے سانپ کو نکلا ہوا دیکھا تو اس محسن شخص کی بیحد تعظیم کی۔ اور اس کالے اور موٹے سانپ کا خطرہ جب پیش نظر
ہوا تو سب تکلیفین بھول گیا۔ اور کہا کہ آپ تو میرے حق مین فرشتۂ رحمت ہو گئے یا یون کہون کہ آپ تو میرے
مالک اور خداوند نعمت ہین۔ ارے کیسی مبارک گھڑی تھی کہ مین آپکی نظر پڑ گیا۔ مین تو مر ہی چکا تھا۔ آپ نے مجھے
نئے سرے سے زندگی بخشی آپکی حالت یہ تھی کہ ماں کیطرح مجھے ڈھونڈھتے تھے اور میری یہ حالت کہ مین گدھون
کیطرح آپ سے بھاگتا تھا گدھا اپنی حماقت سے اپنے مالک سے بھاگتا ہی اور اپنی خوش اقبالی اور سعادت بخت
کے سبب اسکا مالک اسکے درپے ہوتا ہی حالانکہ اس تلاش مین اسکو کوئی اپنا نفع و نقصان پیش نظر نہین ہوتا
بلکہ مقصود یہ ہوتا ہی کہ کوئی بھیڑیا یا کوئی اور درندہ اسکو نہ کھا جاوے۔ اے بڑا مبارک ہے وہ شخص کہ آپ کی
صورت دیکھے یا آپ کے کوچہ ہی مین پہونچ جاوے۔ اے مقدس اور محمود جان والے شخص مین نے آپکی
شان مین بہت بیہودگی اور بکواس کی ہی۔ لیکن اے آقا اے شہنشاہ اے امیر یہ مین نے نہین کیا بلکہ
میری نادانی نے کیا ہی آپ کچھ خیال نہ فرمائیے۔ اگر مجھے واقعہ کی ذرا بھی اطلاع ہوجاتی تو مین بیہودہ بکواس
نہ کرسکتا۔ بلکہ جناب مین آپکی بہت تعریف کرتا اگر مجھ سے اشارۃً بھی آپ واقعہ بیان فرما دیتے۔ مگر آپ
زبان سے تو کچھ فرماتے نہ تھے بلکہ چپکے چپکے پریشان کر رہے تھے اور چپکے ہی چپکے میرے سر پر ڈنڈے بجا
رہے تھے۔ جس سے دماغ پریشان ہو گیا اور عقل خارج ہو گئی۔ آپ اپنے سر کو معافی دیجئے کہ اس سے جو
کچھ بھی ہو جاوے کم ہے بالخصوص اس سر کو جسمین مغز پیشتر ہی سے کم ہو۔ اور مین نے جو کچھ اپنی حماقت سے
کہا ہے اس سے درگذر فرمائیے۔ سوار نے جواب دیا کہ اگر مین اشارۃً بھی واقعہ بیان کر دیتا تو فوراً مارے
خوف کے تیرا پتا پانی ہو جاتا۔ اور اگر مین سانپ کے حالات تجھ سے بیان کرتا تو خوف سے تیری جان نکلجاتی
یہانتک پہونچ کر مولانا انتقال فرماتے ہین اور فرماتے ہین کہ یون ہی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ اگر مین اس دشمن یعنی نفس کی حالت من وعن بیان کر دون جو تمھارے اندر ہے تو تم مین جو بڑے
بہادر ہین انکے بھی پتے پھٹ جائین نہ وہ رستہ چل سکین اور نہ کوئی کام کر سکین غلبۂ خوف کے سبب نہ انکو تضرع و
زاری کی تاب رہے اور نہ انکے جسمون مین روزہ نماز کی قوت رہے انکی حالت ایسی ہو جائے جیسے چوہے کی بلی
کے آگے اور وہ بالکل لاشئے محض ہو جاوین اور یون بیخود ہو جاوین جیسے بھیڑیے کے سامنے بکری کا بچہ۔ نہ انمین
تدبیر ہی رہے نہ عمل ہی بلکہ حس و حرکت سب باطل ہو جاوے۔ اس لیے مین مفصل بیان نہین کرتا۔ اور بلا بیان

سکئے ہی تمھاری پرورش کرتا ہون مین بوبکر ربابی کیطرح خاموش ورداؤد کی طرح اس لوہے کو نرم کرنے مین مصروف ہون
تاکہ جوبات تمھارے لحاظ سے محال ہے مین اسکو فعلیت مین لے آؤن اور تمھارے نفسون کو ماردون اسطرح تمھاری ارواح
جو بے پر اور محبوس ہین اور اسلیئے عروج روحانی نہین کرسکتین انکو سامان عروج ملجاوے اور وہ عروج کرسکین۔ چونکہ
واقعہ بیعت رضوان مین ید اللہ فوق ایدیھم فرمایا گیا ہے اور میرے ہاتھ کو حق سبحانہ نے مجازاً اپنا ہاتھ فرمایا ہے
اس لیے میرا ہاتھ بہت بڑا ہے حتے کہ ساتوین آسمان سے بھی آگے نکل گیا ہے۔ یعنی حق سبحانہ نے میری تائید اپنی
قوت سے فرمائی ہے پس جو کام کہ طاقت بشریہ سے باہر ہین انکا ظہور اس قدرت الٰہیہ کے سبب میرے ہاتھ سے
ہوسکتا ہے۔ چنانچہ میرے ہاتھ نے آسمان پر اپنا کمال دکھایا۔ اے قاری اسکی تصدیق اقتربت الساعۃ
وانشق القمر سے کرلے جسمین چاند کے دو ٹکڑے ہونیکی خبر دیگئی ہے۔ جسکا ظہور میرے ہاتھ سے اور میری
انگلی کے اشارہ سے ہوا ہے یہ صفت تو مین نے ضعف عقول کے سبب بیان کی ہے ورنہ اسمین تو بے انتہا قوت ہے
جسکی تفصیل مین نہین کرنا چاہتا۔ کیونکہ قدرت الٰہیہ کی تشریح ضعیف العقل لوگونکے سامنے جائز نہین اس لیے کہ
انکے فتنہ مین پڑجانیکا اندیشہ ہے۔ جب تم نیند سے بیدار ہوگے اور حقیقت حال سے واقف ہوگے خواہ دنیا مین
یا عقبےٰ مین اسوقت تمکو خود معلوم ہوجائیگا۔ یہان تک جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ختم ہوا واللہ اعلم۔
یہ روایت سند صحیح سے ثابت ہے یا نہین مینے بنا بر صحت مضمون نقل کردیا ہے۔ اب مولانا پھر واقعۂ سوار کی طرف
عود کرتے ہین اور کہتے ہین کہ سوار نے کہا کہ اگر مین تجھسے واقعہ بیان کردیتا تو فوراً تیری روح پرواز کرجاتی۔
نہ تو کھا سکتا نہ تیرے سینے سے قے کرنیکا کوئی ذریعہ یا خیال ہوتا۔ مین تیرا برا بھلا سنتا جاتا تھا اور اپنے کام مین مشغول
تھا۔ اور حق سبحانہ سے چپکے چپکے دعا کرتا تھا کہ اے اللہ اس کام کو آسان کردے۔ نہ تو مجھے عقل کی اجازت تھی
کہ تجھسے سبب بیان کرون۔ اور نہ غایت شفقت کے باعث مجھسے یہی ہوسکتا تھا کہ تجھے تیری حالت پر چھوڑ دون
مجبوراً گالیان سنتا تھا اور دردِ دل سے کہتا تھا کہ اے اللہ اسے ہدایت کر یہ جانتا نہین۔ غرض اسنے اس مصیبت سے
چھوٹ کر اسکی بیحد تعظیم کی۔ پاؤن پر گر پڑا۔ اور یہ کہا کہ اے میرے سعادت کے باعث اور اے میری خوش اقبالی
اور دولت کے سبب مین تیرا شکر کرنیکی قدرت نہین رکھتا پس خدا سے دعا کرتا ہون کہ وہ تجھے اسکی بہتر جزا دے
میرے جبڑے میرے ہونٹ میری آواز مین طاقت نہین کہ تیرا شکر کرسکے۔ بس مین تو یہ کہتا ہون کہ خدا تجھے
اسکی جزا دے۔ اب تمکو معلوم ہوا کہ عاقلون کی دشمنی ایسی ہوتی ہے جیسے اس سوار کی وہ اگر زہر بھی دین تو وہ بھی
انبساط روح کا سبب ہوتا ہے اور نادانون کی دوستی سراپا رنج اور بے راہ روی ہوتی ہے۔ اسکی مثال کے لیے یہ حکایت سن۔

شرح شبیری

ایک امیر کا اس سونے والے کو مارنا جس کے منھ مین کہ سانپ چلا گیا تھا

عاقلے الخ یعنی ایک عاقل گھوڑے پر سوار آرہا تھا اور ایک سونے والے کے منھ مین سانپ گھس رہا تھا۔
آن سوار الخ۔ یعنی اُس سوار نے اُسکو (دور سے) دیکھا اور دوڑا تاکہ اُس سونے والے کو چھڑادے مگر مہلت نہ پائی (اور وہ سانپ منھ مین گھس ہی گیا)
چونکہ الخ۔ یعنی چونکہ اُسکو عقل سے زیادہ مدد تھی (یعنی بہت عاقل تھا) تو چند گرز زور سے سونے والے کے مارے دبوس سے مراد کوڑا ہے۔
خفتہ الخ یعنی جب سونے والا خواب گران سے اُٹھا تو ایک سوار ترک مع کوڑے کے دیکھا۔
بیحابا الخ۔ یعنی جب کہ ترک نے بے دھڑک زیادہ بھاری کوڑے مارے تو یہ شخص دوڑنے لگا یعنی بیچارہ بھاگا
برد الخ۔ یعنی اُسکو اُس سخت کوڑے کا زخم ایک درخت کے نیچے تک لے گیا اور وہ اُس سے بھاگ رہا تھا مطلب یہ کہ وہ حضرت اُسکو پیٹ رہے تھے اور یہ بیچارا بھاگ رہا تھا یہانتک کہ ایک درخت کے نیچے پہونچے۔
سیب پوسیدہ الخ۔ یعنی وہان بہت سے سڑے ہوئے سیب پڑے تھے تو اُس سوار نے کہا کہ اے دردمند ان مین سے کھا۔
سیب چندان الخ۔ یعنی اُس آدمی کو اسقدر سیب کھلائے کہ اُسکے منھ سے باہر گرنے لگے۔
بانگ میزد الخ یعنی وہ چلّا رہا تھا کہ اے امیر آخر تو نے کیون میرے ستانے کا قصد کیا ہی مین نے تیرا کیا کیا ہی۔
گر ترا ز۔ الخ۔ یعنی اگر تجھکو میرے ساتھ کوئی فطرتی دشمنی ہی ہی تو ایک دفعہ تلوار مار کر میرا خون گرادو۔
شوم ساعت الخ۔ یعنی بڑی منحوس گھڑی تھی جب کہ مین تجھپر ظاہر ہوا تھا۔ اور جس نے تیرا منھ نہین دیکھا وہ بڑا خوش نصیب ہے۔
بے خیانت الخ۔ یعنی بے خیانت کیے اور بے گناہ اور بغیر کسی کمی بیشی کے (تو جب مجھے ستارہا ہی تو) ایسا ستم تو ملحد بھی روا نہین رکھتے۔
میجکد خون الخ یعنی بات کے ساتھ میرے منھ سے خون گر رہا ہی اے خدا تو ہی اِس سے بدلا لینا۔
ہر زمان الخ۔ یعنی وہ تو ہر گھڑی نئی نفرین کہہ رہا تھا اور وہ سوار اُسکو مارتا تھا (اور کہتا تھا کہ) اِس جنگل مین دوڑ۔
زخم دبوس۔ الخ یعنی چابک کا زخم اور ایک سوار ہوا کی طرح (پیچھے تھا) تو یہ شخص دوڑتا اور پھر منھ کے بل گرتا تھا
ممتلی۔ الخ۔ یعنی (سیبون سے) بھرا ہوا اور نیند مین اور سست تھا اور اُس کے سر پر اور پاؤن پر ہزارون زخم ہوگئے تھے۔
تاشبانگہ۔ الخ۔ یعنی رات تک یہی کھینچا تانی کرتا رہا یہانتک کہ صفرا کی وجہ سے اُسکو قے ہونا شروع ہوئی۔
زو برآمد۔ الخ یعنی اُس کے اندر سے برا بھلا کھایا ہوا نکلنا شروع ہوا تو اُس کھانے کے ساتھ اُسمین سے سانپ بھی نکلا۔
چون بدید۔ الخ یعنی جب کہ اُس سانپ کو اپنے سے باہر دیکھا تو اُس نکوکار کے تعظیم کے لیے جھک گیا اور بہت ہی ممنون ہوا۔
سہم آن۔ الخ۔ یعنی اُس بڑے اور بُرے سیاہ سانپ کا خوف جب اُسنے دیکھا تو ساری تکالیف

(کوڑون وغیرہ کی) اُس سے جاتی رہین۔
گفت تو الخ۔ یعنی کہنے لگا کہ تو تو جبرئیل رحمت ہی یا آقا اور ولی نعمت ہی۔
اے مبارک الخ۔ یعنی مبارک گھڑی تھی وہ کہ تو نے مجھے دیکھا تھا اور مین تو مردہ تھا تو نے مجھے جان بخشی ہی
تو مرا۔ الخ۔ یعنی تو تب مجھے مان کی طرح ڈھونڈھ رہا تھا اور مین تجھ سے گدھون کی طرح بھاگ رہا تھا۔
خر گریزد الخ۔ یعنی گدھا تو آقا سے گدھے پن سے بھاگتا ہے اور اسکا آقا نیک خصلتی کی وجہ سے اُس کے پیچھے پھرتا ہے۔
نز پئے الخ۔ یعنی اپنے کسی نفع کے واسطے اُسکو نہین ڈھونڈھتا بلکہ تاکہ اُسکو بھیڑیا یا درندہ پھاڑ نہ ڈالے۔
اے خنک۔ الخ۔ یعنی خوش نصیب ہی وہ کہ تیرا منھ دیکھ لے یا ناگہان تیرے کوچہ ہی مین آجاوے۔
اے روان الخ۔ یعنی اے جان پاک محمود تجھے کسقدر بیہودہ اور فضول باتین کہی ہین۔
اے خداوند۔ الخ۔ یعنی اے آقا اور شہنشاہ اور امیر یہ سب مین نے نہین کہا بلکہ میرے جہل نے کہا آپ اُسکی گرفت نہ کیجئے۔
شمۂ زین۔ الخ۔ یعنی اگر اس حال مین سے مین تھوڑا سا بھی جان لیتا تو مین بیہودہ باتین ہرگز نہ کہہ سکتا۔
بس ثنایت۔ الخ۔ یعنی اے خوشخصال مین آپ کا بہت ہی مشکور ہوتا اگر اُس راز مین سے آپ ایک بات مجھے بتا دیتے۔
لیک خامش۔ الخ۔ یعنی لیکن آپ تو چپ ہی چپ خفا ہو رہے تھے اور خاموش ہی مجھے پیٹ رہے تھے اسلیے مجھے کیا خبر کہ اسمین آپ کو یہ مصلحت مدنظر ہے۔
شد سرم۔ الخ۔ یعنی میرا سر پرگشتہ ہوگیا اور عقل سر سے نکل گئی خاص کر یہ سر جسمین کہ مغز بھی کم ہے۔
عفو کن۔ الخ۔ یعنی اے خوبرو اور اے اچھے کام والے تو معاف کردے مین نے جو کچھ کہا وہ جنون کی وجہ سے تھا۔ اُس سے درگذر غرضکہ جب یہ خوب معافی مانگ چکا اور بہت ہی شرمندہ ہوا تو اُس مشفق سوار نے جواب دیا کہ۔
گفت اگر من۔ الخ۔ یعنی اُس سوار نے کہا کہ اگر مین اُسمین سے ایک راز بھی تجھسے کہدیتا تو تیرا (خوف کی وجہ سے) پتہ پانی ہو جاتا یعنی اگر تجھے معلوم ہو جاتا کہ میرے اندر سانپ ہی تو فورًا ہول کے مارے مرجاتا۔
گر ترا۔ الخ۔ یعنی مین اگر تجھ سے سانپ کی حالت بیان کر دیتا تو خوف تیری جان مین سے دماغ نکال لیتا یعنی خوف کے مارے فورًا مین ہو جاتے۔ تو چونکہ وہ سوار نیکدل تھا اور محقق تھا اس لیے اُسکو اس شخص پر شفقت تھی اور اسنے اسکی حالت کو ظاہر نہین کیا کیونکہ اُسکو معلوم تھا کہ اگر اسکو ذرا بھی علم ہو جاوے تو جان کھو دیگا۔ اور اُسکی جان جاتی رہیگی اس لیئے اُسنے بے اُسکو اطلاع کیے ہوے اُسکی تدبیر شروع کردی جس سے کہ وہ سانپ نکل گیا اور یہ بچ گیا اب آگے مولانا اسکی تائید مین ایک حدیث لاتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہی کہ حضور مقبول صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خطاب فرماکر فرماتے ہین کہ اگر مین اُن حالتون کی جو کہ تمہارے اندر ہین اور وہ خصائل رذیلہ جو باطن مین بھرے ہوے ہین تم لوگون سے کہون تو تم پر اسقدر خوف حق غالب ہو

اور نہ کہا سکو اور نہ پی سکو نہ ہنس سکو نہ بول سکو غرضکہ بالکل دنیا سے بے تعلق ہوجاؤ اور تھوڑے ہی دنوں مین جان کہو بیٹھو اسلیے مین تمکو بتاتا نہیں ہون۔ بلکہ اُنکا علاج شروع کردیتا ہون (اس لیے کہ مقصود تو اُنکا ازالہ ہے نہ اُنکا علم تو اگر صحابہ کو علم ہوجاتا اور اُسوقت اسقدر خوف مسلط ہوجاتا تو پھر تو وہ اس قابل بھی نہ رہتے کہ اُنکو زائل ہی کرین) تو اسیطرح اس سوار نے اُسکو بتلایا نہیں بلکہ علاج شروع کردیا۔ اب سمجھو کہ فرماتے ہین کہ۔

مصطفیٰ فرمود الخ۔ یعنی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر مین ٹھیک ٹھیک اُس دشمن کی شرح کردون جو کہ تمہاری جان مین ہے یعنی اگر اُن خصائل و اخلاق ذمیمہ کو جو باطن مین بھر رہے ہین مین اُنکو ظاہر کردون اور جو اُن پر وعیدین اور عذاب ہین وہ معلوم ہی ہین تو۔

زہرہا ے۔ الخ۔ یعنی بڑے قوی دل والون کے پتے پھٹ جاوین اور نہ وہ راہ چل سکین اور نہ کسی کام کا فکر کرسکین یعنی بالکل ہی مجبور ہوجاوین اور اُنسے کچھ ہو ہی نہ سکے۔

نے دلش۔ الخ۔ یعنی نہ اُسکے دل کو نیاز کی تاب رہے اور نہ اُسکے بدن مین روزہ نماز کرنیکی قوت رہے۔

ہمچو موشے الخ۔ یعنی وہ چوہے کی طرح (ہوجاوے) کہ وہ بلی کے سامنے فنا ہوجاتا ہے یا بکری کے بچہ کی طرح کہ بھیڑیے کے سامنے اپنی جگہ پر (قائم) نہیں رہتا۔

اندرو نے۔ الخ۔ یعنی اُسکے اندر نہ حیلہ رہے اور نہ روش رہے۔ پس مین بے کہے ہوے تمہاری پرورش کررہا ہون۔ مطلب یہ کہ اگر معلوم ہوجاوے تو اُس قوی دل کی بھی یہ حالت ہوجاوے۔ لہذا مین کچھ کہتا نہیں بلکہ اصلاح کی تدابیر کرتا ہون کہ جس سے مرض زائل ہوجاوے۔ اور معلوم بھی نہ ہو۔ آگے مولانا بزبان حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ۔

ہمچو بوبکر۔ الخ۔ یعنی مانند بوبکر ربابی کے مین خاموش رہتا ہون اور داؤد علیہ السلام کی طرح لوہے مین ہاتھ مارتا ہون۔ مطلب یہ کہ جسطرح بوبکر ربابی جو کہ ایک بزرگ ہین اور سالہا سال تک خاموش رہے ہین اسی طرح رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاموش ہی رہتے تھے لیکن تدابیر ازالہ رذائل کی فکر ہمیشہ فرماتے تھے۔ آگے پھر حضرت ہی مقولہ فرماتے ہین کہ۔

تا محال۔ الخ۔ یعنی تاکہ محال بات میرے ہاتھ سے حال (واقع) ہوجاوے۔ اور بال اُکھڑے ہوے جانور کے پر نکل آوین یعنی اس خاموشی اور تدبیر مین لگے رہنے کا یہ فائدہ ہے کہ جن اخلاق کا ازالہ محال ہے وہ بھی زائل ہوجاوین گے۔

چون ید اللہ۔ الخ۔ یعنی جبکہ حق تعالیٰ کا ہاتھ اُنکے ہاتھون کے اوپر ہے اور ہمارے ہاتھ کو حق تعالیٰ نے اپنا ہاتھ فرمایا ہے۔

پس مرا دست۔ الخ۔ یعنی پس میرا ہاتھ یقیناً (تصرف مین) دراز ہوگیا۔ اور ساتوین آسمان سے بھی گذر گیا۔

دست من۔ الخ۔ یعنی میرے ہاتھ نے آسمان پر ہنر دکھلایا اور اے قاری انشق القمر کو پڑھ تو سب تجھے معلوم ہوجاویگا۔ کہ آسمان پر بھی تصرف ہے آگے مولانا فرماتے ہین کہ۔

این صفت۔ الخ۔ یعنی یہ صفت بھی عقول کے ضعف کی وجہ سے ہے اور ضعیفون سے قدرت کی شرح کب جائز ہی

مطلب یہ کہ حق تعالیٰ تو ان ممکنات اور افعال سے پاک ہیں لیکن جب عقول ضعیف ہیں تو ایسی طرح سمجھا جاویگا اور کیا صورت ہوسکتی ہے ورنہ تعالیٰ اللہ عن ذلک علواً کبیرا۔

خود بدانی۔ الخ یعنی جب تم نیند سے جاگو گے تو خود جان لو گے (اور ان مثالوں کی ضرورت ہی نہ ہوگی) اور یہ حدیث ختم ہوگئی واللہ اعلم بالصواب مطلب یہ کہ جب قیامت میں اٹھو گے تو اسوقت حقائق و معارف سب کھل جاوینگے۔ اس حدیث کو مولانا نے روایت بالمعنی کیا ہے اور اسکی شرح اور بیان مطلب کے طور پر کہین کہین خود بھی مثال وغیرہ دیدی ہین آگے پھر اس سوار کا مقولہ بیان فرماتے ہین کہ۔

گر ترا۔ الخ۔ یعنی اگر مین تجھ سے یہ قصہ (سانپ کے اندر چلے جانیکا) کہدیتا تو تیری جان تجھ سے جدا ہو جاتی۔

مر ترا۔ الخ۔ یعنی نہ تجھے کھانے کی قوت رہتی اور نہ قے کرنے کی طاقت اور سبیل ہوتی۔ مطلب یہ کہ تو نے جو یہ سیب کھاکر قے کی ہے اگر تجھے معلوم ہو جاتا تو تجھ سے ہرگز نہ ہوسکتا۔

می شنیدم الخ یعنی مین فحش سن رہا تھا اور گدھے کو ہانک رہا تھا اور زیر لب رب یسر پڑھ رہا تھا۔ مطلب یہ کہ تیری باتوں کو سن رہا تھا اور دعا کر رہا تھا کہ اے اللہ اسکی مشکل آسان کر۔

از سبب۔ الخ۔ یعنی سبب بیان کرنیکی عادت نہین ہے اور تیرے چھوڑنے کی بھی قدرت نہین۔ مطلب یہ کہ چونکہ مجھے تم پر شفقت بھی اس لیے نہ تو تم کو چھوڑ ہی سکتا تھا کہ مرنے دوں اور نہ یہ ہوسکتا تھا کہ تمکو حال سے آگاہ کردون کہ وہ بھی مضر تھا اس لیے یہ طریقہ اختیار کیا تھا۔

ہر زمان۔ الخ۔ یعنی ہر وقت دردرونی کی وجہ سے کہہ رہا تھا کہ اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے کہ وہ مجھے جانتے نہین ہین۔ مطلب یہ کہ مین اس کہنے مین تیری خطا نہ سمجھتا تھا بلکہ تجھے معذور سمجھکر دعا کرتا تھا کہ اے اللہ اسکی آنکھ کھول دے کہ یہ مجھے دیکھ لے اور مجھے پہچان لے اب تک اسکو میرے مشفق ہونیکی خبر نہین ہے چونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام بہت شفیق اپنی امت پر ہوتے تھے اسلیے حضور مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اللہم اہد قومی فانہم لایعلمون جب اس نے یہ اسکی شفقت دیکھی تو اسکی یہ حالت ہوئی کہ۔

سجدہا۔ الخ۔ یعنی وہ تکلیف سے چھوٹا ہوا سجدہ کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اے سعادت اور میرے اقبال اور خزانہ۔ مطلب یہ کہ بہت تعظیم و تکریم اور شکریہ بجا لایا۔

از خدا۔ الخ۔ یعنی تو اسکی جزا اور شریعت حق سے پاوے اسلیے کہ یہ ضعیف (یعنی مین) تیرے شکر کی طاقت نہین رکھتا۔ پس تجھکو حق تعالیٰ ہی جزائے خیر دے۔

شکر حق۔ الخ۔ یعنی (بس میری جانب سے) حق تعالیٰ ہی تیرا شکر کرین (یعنی بدلہ دین) مین تو وہ لب اور جبڑا نہین رکھتا اور نہ وہ بخشش (کہ جس سے تیرا شکریہ ادا کرون) آگے مولانا فرماتے ہین کہ۔

دشمنی الخ۔ یعنی عاقلون کی دشمنی اسطرح ہوتی ہے اور انکا زہر بھی جان کے لیے باعث تازگی ہوتا ہے مطلب یہ کہ انکی ظاہری ایذا دہی اور تکالیف جو کہ اصل مین کسی مصلحت پر مبنی ہوتی ہین انجام کار عمدہ اور بارآور ہوتی ہین جیسا کہ اس سوار کی زدوکوب اور سختی نے انجام کار اس شخص کی جان بچادی ورنہ وہ ضرور مرجاتا۔ یہی حال اولیاء اللہ کا ہوتا ہے کہ انکی بعض باتین جو کہ بظاہر سخت اور ترش معلوم ہوتی ہین فی الحقیقت و فی الواقع نافع محض ہوتی ہین

لہذا اگر شیخ کی طرف سے کوئی ناگواری بھی پیش آوے تو اُسکو صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کرنا ضروری ہے چونکہ مولانا نے اوپر فرمایا تھا کہ آگے ہم دو حکایتیں لاتے ہیں ایک تو عاقل کی دشمنی کی بہتری پر اور دوسری نادان کی دوستی کے ضرر پر۔ یہاں تک تو عاقل کی دشمنی کا بھی نافع ہونا بتادیا آگے دوسری حکایت لاتے ہیں فرماتے ہیں کہ۔

دوستی الخ۔ بیوقوف کی دوستی بھی رنج و کلفت ہی ہوتی ہے تو اس حکایت (ذیل) کو مثال کے واسطے سن۔ آگے حکایت فرماتے ہیں جسکو بہت سے انتقالات کے بعد پورا فرمایا ہے اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک ریچھ کو اژدہا کے منھ سے چھڑایا اور اُسکو پال لیا اور خدمت یہ کھلائی کہ سوتے وقت مکھیاں ہٹایا کرے۔ ایک روز ایک مکھی بار بار آکر بیٹھی۔ تو اُسنے اُسکو اڑایا لیکن وہ پھر بیٹھ جاتی تھی اِس ریچھ کو غصہ آگیا آخر کو حیوان تھا ایک پتھر لایا اور جب وہ مکھی پھر آئی تو اُس مکھی کے کھینچ کر مارا وہ مکھی تو مری ہو یا نہ مری ہو لیکن وہ آقا صاحب تین ہو گئے تو دیکھو حالانکہ وہ دوستی کرتا تھا اور خدمت کرتا تھا لیکن چونکہ نادان تھا اس لیے انجام کار اُس سے مضرت ہوئی۔ اب سمجھو فرماتے ہیں کہ۔

شرح حبیبی

حکایت آن مرد ابلہ کہ مغرور بود در تملق خرس

اژدہائے خرس را در می کشید	شیر مردے رفت و فریادش رسید

ایک اژدہا اپنی نظر سے یا اپنی سانس سے ایک ریچھ کو کھینچ رہا تھا یہ حالت دیکھکر ایک شیر مرد گیا اور اُسکی فریاد کو پہونچا۔ یعنی اژدہے سے اُسکو چھڑایا۔ اِس شعر میں چونکہ ایک شیر مرد کی غمخواری کا ذکر ہے اِسی مناسبت سے آگے مولانا اپنے مقصد کی طرف انتقال فرماتے ہیں۔

شرح شبیری

اُس بیوقوف آدمی کی حکایت کہ ریچھ کی خوشامد میں مغرور ہو رہا تھا۔

اژدہائے۔ الخ۔ یعنی ایک اژدہا ایک ریچھ کو (سانس وغیرہ کے ذریعہ سے) کھینچ رہا تھا تو ایک شیر مرد گیا اور اسکی فریاد کو پہونچا یعنی اُسکو اُس اژدہا سے چھڑایا آگے مولانا انتقال فرماتے ہیں کہ۔

شرح حبیبی

شیر مردانند در عالم مدد	آن زمان کافغان مظلومان رسد
بانگ مظلومان ز ہر جا بشنوند	آن طرف چون رحمت حق میدوند

آن ستونهای خللهای جهان — آن طبیبان مرضهای نهان

محض مهر و داوری و رحمت اند — همچو حق بی‌علت و بی‌رشوت اند

اینچه یاری میکنی یکبارگیش — گوید از بهر غم و بیچارگیش

مهربانی شد شکار شیر مرد — در جهان دارو نجوید غیر درد

هر کجا دردی دوا آنجا رود — هر کجا فقری نوا آنجا رود

هر کجا پستی است آب آنجا رود — هر کجا مشکل جواب آنجا رود

آب کم جو تشنگی آور بدست — تا بجوشد آب از بالا و پست

تا سقاهم ربهم آید خطاب — تشنه باش الله اعلم بالصواب

آب رحمت بایدت رو پست شو — وانگهان خور خمر رحمت مست شو

رحمت اندر رحمت آید تا بسر — هر یکی رحمت فرو ما ای پسر

چرخ را در زیر پا آر ای شجاع — بشنو از فوق فلک بانگ سماع

پنبهٔ وسواس بیرون کن ز گوش — تا بگوشت آید آن بانگ خروش

پاک کن دو چشم را از موی عیب — تا ببینی باغ و سروستان غیب

دفع کن از مغز و از بینی زکام — تا که ریح الله آید در مشام

هیچ مگذار از تپ صفرا اثر — تا بیابی از جهان طعم شکر

داروی مردی کن و عنین مپو — تا برون آیند صد گون خوبرو

کندهٔ تن را ز پای جان بکن — تا کند جولان بپای این چمن

غل بخل از دست و گردن دور کن بخت نو دریاب از چرخ کهن

ور نمی تانی بکعبه لطف پر عرضه کن بیچارگی پر چاره گر

زاری و گریه قوی سرمایه ایست رحمت کلی قوی تر دایه ایست

دایه و مادر بهانه جو بود تا که کی آن طفل گریان می شود

طفل حاجات شما را آفرید تا بنالید و شود شیرش مزید

گفت ادعوا الله بی زاری مباش تا بجوشد شیرهای مهرهاش

هاو هوی باد و شیر افشان ابر در غم ماید یک ساعت تو صبر

فی السماء رزقکم بشنیده اندرین پستی چه بر چفسیده

ترس و نومیدیت و آن آواز غول می کشد گوش تو تا قعر سفول

هر ندائی که ترا بالا کشید آن ندائی دان که از بالا رسید

هر ندائی که ترا حرص آورد بانگ گرگی دان که او مردم درد

این بلندی نیست از روی مکان این بلندیهاست سوی عقل و جان

هر سبب بالاتر آمد از اثر سنگ و آهن فائق آمد بر شرر

آن فلانی فوق آن سرکش نشست گرچه در صورت به پهلویش نشست

فوقی آنجاست از روی شرف جای دور از صدر باشد مستخف

سنگ و آہن زین جہت کہ سابق است ؎ در عمل فوقِ این دو لائق است

وان شرار از روئے مقصودی خویش ؎ زآہن و سنگ ست زین رو پیش پیش

سنگ و آہن اول و پایان شرر ؎ لیک این ہر دو تن اند و جان شرر

کان شرر کاندر زمان واپس ست ؎ در صفت از سنگ و آہن برترست

در زمان شاخ از ثمر سابق ترست ؎ در ہنر از شاخ او فائق ترست

چونکہ مقصود از شجر آمد ثمر ؎ پس ثمر اول بود آخر شجر

سوئے خرس و اژدہا گردیم باز ؎ زانکہ طوے دارد اضمار و مجاز

جس طرح اس بہادر نے ریچھ کی مدد کی تھی یون ہی اُن شیر مردون (اہل اللہ) کا شیوہ ہے کہ جب ان کو مظلومونکی نالہ و زاری پر اطلاع ہوتی ہے تو یہ اُنکے مدد معاون بن جاتے ہین۔ اور جس طرف سے مظلومون کی چیخ پکار سنتے ہین رحمت حق کی طرح بلا توقع نفع اُسی طرف مدد کے لیے دوڑتے ہین۔ انکی مدد کچھ کسی خاص قسم کے ضرر کے ساتھ مخصوص نہین بلکہ یہ لوگ مانع ضرر عالم جسمانی بھی ہین کہ اپنی برکت سے یا اپنی دعا سے یا کسی اور صورت سے عالم یا اجزاء عالم کو حتی الامکان اختلال سے روکتے ہین۔ چنانچہ انکی برکت سے بقاء عالم تو احادیث سے ثابت ہے اور اجزاء عالم کی امداد دعا سے اور تدابیر سے مشاہد ہے اور امراض نہانی روحانی کے لیے بھی طبیب ہین۔ چنانچہ یہ بھی مشاہد ہے یہ لوگ سراپا محبت۔ عدل۔ اور رحمت ہین حق سبحانہ کی طرح انکی امداد بھی نفع ذاتی اور رشوت پر مبنی نہین جب وہ کسیکی اعانت کرتے ہین اور کوئی کہتا ہے کہ آپ خواہ مخواہ اسکی مدد کیون کرتے ہین تو کہتے ہین کہ محض اسکی تکلیف اور بیچارگی کے سبب۔ پس ان شیر مردونکا شکار صرف شفقت سے یعنی انکے اندر صفت شفقت ہی ہے نہ کہ غرض۔ اس لیے یہ حضرات مشابہ دوا کے ہین کہ جسطرح دوا کو نفع رسانی کے لیے صرف درد کی ضرورت ہے اور کوئی ذاتی نفع مقصود نہین۔ یون ہی ان حضرات کو صرف ازالہ تکلیف مقصود ہے اور کچھ نہین پس اگر تمکو انکی شفقت سے متمتع ہونا ہے تو اپنے اندر درد و طلب پیدا کرو۔ یہ حضرات خود بخود متوجہ ہونگے کیونکہ دوا اسی طرف متوجہ ہوتی ہے جہان درد ہو اور سامان وہین آتا ہے جہان احتیاج ہو اور پانی نشیب ہی کی طرف دوڑتا ہے اور جواب اشکال ہی کے لیے ہوتا ہے۔ غرض ہر شے کی توجہ کا منشا اُسکی ضرورت اور قابلیت ہے۔ پس تمکو چاہیے کہ پانی کو کم تلاش کرو۔ یعنی ثمرات محمودہ کو مطمح نظر اور ماحصل مقصود نہ بناؤ۔ بلکہ اپنے اندر تشنگی اور طلب پیدا کرو جو داعی ہے پانی کا تاکہ تیرے لیے۔ پانی ہر طرف سے جوش مارے اور تو رحمت حق کا مرجع بنکر اُن لوگون میں

داخل ہوجاوے جنکی نسبت فرمایا گیا ہے سقاہم ربہم شرابًا طہورًا۔ خلاصہ یہ کہ تشنگی اور طلب حاصل کر۔ اور اگر تجھے
آب رحمت حق کی ضرورت ہے تو اپنے اندر وہ صفت پیدا کر جس سے تو اس پانی کی توجہ کا محل بن سکے یعنی پستی اور
فروتنی عبودیت۔ رضا و تسلیم اختیار کر اور جب تیرے اندر یہ صفت پیدا ہوجاوے تو مزہ سے شراب رحمت پی۔ اور
مست ہو یہان ایک بات اور بھی بتادینے کے قابل ہے وہ یہ کہ اگر تیری طلب کی پیاس نہ بجھے گی اور پستی میں روز افزون
ترقی ہوتی رہے گی تو بے انتہا رحمتین تیری طرف متوجہ ہونگی۔ پس تو ایک ہی رحمت پر قانع نہ ہوجانا۔ اور طلب نہ چھوڑ
بیٹھنا بلکہ عروج روحانی اسقدر کرنا کہ آسمان بھی تیرے قدمون کے نیچے رہ جاوے۔ یعنی فوقیت و علو حسی مین جو تجھ سے
آسمان کو حاصل ہے تو تفوق روحانی مین اسپر بھی قناعت نہ کرنا بلکہ اس سے بھی آگے بڑھنا۔ بس یہ بات حاصل
کرنے اور آسمان کے اوپر سے آواز سماع سن لے یعنی اسرار و معارف الٰہیہ پر حق سبحانہ کی طرف سے مطلع ہوجا۔ اور
اسکا طریقہ یہ ہے کہ وساوس اختیاریہ کا روڑا اپنے کان سے نکال ڈال کہ تو اس شور کی آواز سن سکے اور اپنی ہر دو چشم
سے عیب کا بال نکال ڈال تاکہ تو غیب کا باغ اور سروستان دیکھ سکے۔ اور مغز اور ناک سے زکام کو دفع کر تاکہ حق سبحانہ
کی بو تیرے مشام مین آسکے اور تپ صفراوی کا نام و نشان بھی نہ چھوڑ اور اپنے مزاج روحانی مین اعتدال پیدا کر تاکہ
اس جہان مین تجھے شکر کا مزہ آوے اور نامردی کا علاج کرکے مرد بن۔ اور نامردی کی حالت مین تک و دو مت کر
تاکہ سیکڑون طرح کے خوبصورت تیرے لیے اپنے گھر سے نکل پڑین اور اپنے جسم کی بیڑی کو اپنی جان کے پاؤن سے
علٰحدہ کر تاکہ وہ چمنستان غیب مین دوڑ سکے اور بخل کا طوق اپنے ہاتھ اور گردن سے الگ کر۔ غرض کہ یہ سب باتین کر
اور چرخ کہن سے نئی قسمت حاصل کرلے۔ خلاصہ یہ کہ اپنی روح کے نقائص کو دور کر اسکے مزاج کی اصلاح کر۔ اور
فیوض ربانیہ کی توجہ کی قابلیت پیدا کر۔ تن پروری کی فکر چھوڑ اور افنائے تن مین جو تجھکو بخل ہے اسکو ترک کر
جب تو یہ سب باتین کریگا تو حق سبحانہ کی طرف سے تجھے ایک قسمت حاصل ہوگی۔ جو موجودہ قسمت سے مختلف ہوگی۔
اور تو مختلف قسم کے فیوض ربانیہ کا مرجع بنے گا۔ یہ حکم تو اسوقت ہے جبکہ تو مجاہدات و ریاضات پر قادر ہو۔ اور
اگر تجھ سے یہ نہیں ہوسکتا تو اسکا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ حق سبحانہ کی طرف متوجہ ہو اور اس چارہ گر حقیقی کے سامنے
اپنی بیچارگی کو پیش کر اور اسکی درگاہ مین خوب تضرع و زاری کے ساتھ التجا کر اور طالب رحمت ہو کیونکہ گریہ و زاری
بہت بڑی دولت ہے۔ اور رحمت کلی بہت بڑی دایہ اور مربیہ ہے اور دایہ اور ماں کی عادت یہ ہے کہ وہ بہانہ
ڈھونڈھتی ہین اور منتظر رہتی ہین کہ یہ لڑکا کب رووے کہ ہم اسکو دودھ دین یون حق سبحانہ نے بھی تمھاری طفل دیدہ
کو جو مثل لڑکے کے ہین پیدا کیا ہے کہ وہ روئین اور اسکی رحمت کا دودھ جوش مارے۔ چنانچہ خود فرماتے ہین
ادعوا اللّٰہ تضرعا و خفیۃ اور ادعونی استجب لکم۔ پس ضرور گریہ و زاری کر تاکہ اسکی عنایات کا دودھ جوش مارے
جب تو ایسا کریگا تو حق سبحانہ ضرور تیری دستگیری فرمادین گے خواہ یون کہ آنکو مرتفع کردین یا یون کہ بدون مجاہدات
کے ہی ثمرات عطا فرمادین۔ چونکہ غالب احوال مجاہدات و ریاضات سے مانع طلب معیشت ہوتی ہے اس لیے
آگے توکل کی تعلیم فرماتے ہین کہ (بڑا مانع غالب احوال مین انہماک فی طلب المعیشۃ ہوتا ہے) مگر تمکو کسیقدر توکل سے بھی
کام لینا چاہیئے اور سمجھنا چاہیئے کہ ہوا کے زناٹے اور ابر کی شیر افشانی یہ سب ہمارے ہی معاش کے لیے ہے آخر تو نے
فی السماء رزقکم تو سنا ہی ہوگا تو پھر اس پستی زمین سے کیون لپٹا ہوا ہے اور کیون سمجھتا ہے کہ ہمارا جوتنا بونا وغیرہ ہی رزق

کا مدار ہے۔ اگر ہم خدا کی طرف متوجہ ہو جائیں گے تو یہ کام رہ جاوینگے۔ اور ہمکو روٹی نہ ملیگی۔ پس اس انہماک کو چھوڑ
اور خدا پر بھروسہ کر۔ اور دل کو اُسی کیطرف لگا ہاتھ پاؤن سے یہ کام بھی کر اور یہ سمجھ کہ اسمین بھی مین حق سبحانہ ہی کے
حکم کا امتثال کر رہا ہون۔ کہ اُسنے اختیار اسباب کا حکم دیا ہے ایسا کرنے سے خود یہ ہی مجاہدہ بنجاویگا۔ خوب یاد رکھ
کہ تجھے جو توجہ الی الحق مین بھوکون مرنے کا اندیشہ ہے اور بصورت عدم انہماک فی طلب المعیشۃ کے رزق کے ملنے سے
ناامیدی ہے یہ شیطان کی آواز ہے (چنانچہ حق سبحانہ فرماتے ہین الشیطان یعدکم الفقر) جو کہ تیرے کان کو پستی
کی طرف مائل کرتی ہے۔ اور جو آواز تجھے عالم بالا کیطرف کھینچے اور جو داعیۃ تیرے قلب مین توجہ الی الحق کا پیدا ہو
اُس آواز کو اوپر سے سمجھ۔ اور حق سبحانہ کی طرف سے جان۔ ہم پھر کہتے ہین کہ جو آواز تیرے اندر حرص پیدا کرے
وہ اُس بھیڑیے یعنی شیطان کی آواز ہے۔ جو آدمیون کو پھاڑتا ہے پس تجھکو خوب خبردار رہنا چاہیئے۔ یہ جو ہمنے
کہا ہے کہ وہ اوپر کی آواز ہے۔ اِس اوپر سے فوقیت مکانی نہ سمجھنا جو محسوس بحس ظاہر ہوتی ہے۔ بلکہ یہ بلندی
عقلی اور معنوی ہے۔ جسکے ادراک کا مرجع عقل وجان ہے۔ اور فوقیت معنویہ وعقلیہ کچھ حق سبحانہ ہی تک محدود
نہین۔ کہ تم کہو کہ فوقیت عقلیہ تو ہمارے سمجھ مین نہین آتی۔ بلکہ اِس قسم کی فوقیت خود اشیاے محسوسہ مین بھی پائی جاتی
ہے۔ اور تمکو اِس فوقیت کا اعتراف بھی ہے۔ چنانچہ ہر سبب اپنے اثر اور مسبب سے فائق ہوتا ہے اور لوہا اور پتھر شرارہ
سے فائق ہین اور تم یہ بھی کہتے ہو کہ فلان شخص جو کہ مسند صدارت پر جلوہ گر ہے اِس سرکش سے اوپر بیٹھا ہے اگرچہ صورت
اور ظاہر مین اسکے برابر بیٹھا ہوتا ہے یا برابر بھی نہین ہوتا بلکہ نیچے ہوتا ہے پس یہ فوقیت مکانیہ نہین ہوتی بلکہ فوقیت
شرف ہوتی ہے۔ کیونکہ جاے صدر جاے عالی ہوتی ہے۔ اور جو جگہ صدر سے دور ہو وہ جسقدر دور ہوتی ہے
اُتنی ہی حقیر اور پست ہوتی ہے اگرچہ دیکھنے مین جاے صدر کے برابر یا اُس سے اونچی ہو اور لوہا اور پتھر چونکہ عمل ور
تاثیر مین سابق ہین اِس لیے یہ دونون تفوق کے مستحق ہین اور اگر دوسری جہت پر نظر کیجاوے تو شرارہ اپنی
مقصودیت کے سبب لوہے اور پتھر سے کہین فائق ہے گو سنگ و آہن مقدم ہین اور شرر مؤخر لیکن مقصودیت کے
لحاظ سے یہ دونون بمنزلہ تن کے ہین اور شرر بمنزلہ جان کے اور جو تفوق جان کو تن پر ہے وہی شرر کو سنگ و آہن پر ہے
کیونکہ شرر جو کہ زمانہ مین مؤخر ہے وصف مقصودیت مین سنگ و آہن سے بڑھکر ہے دیکھو بلحاظ زمانہ شاخ ثمر پر مقدم
ہے لیکن وصف مین شاخ سے ثمر فائق ہے۔ اور چونکہ شجر سے ثمر ہی مقصود ہوتا ہے اِس لیے ثمر اول ہوتا ہے اور
شجر آخر۔ خیر اب ہم اژدہے اور ریچھ کے قصہ کی طرف لوٹتے ہین امر معنوی اور مجاز کی بحث مین کب تک مشغول
رہین اور کب تک فوقیت معنویہ ومجازیہ کی تشریح کرتے رہین۔ یہ بحث تو بڑی لمبی چوڑی ہے۔ جسقدر بیان
کر دیا گیا وہی کافی ہے۔

شرح شبیری ۲ شیر مردانند۔ الخ۔ یعنی بہت سے شیر مرد عالم مین مددگار اسوقت ہوتے ہین جبکہ
مظلومون کی فغان پہونچتی ہے۔

بانگ الخ۔ یعنی جسوجگہ سے کہ مظلومون کی آواز سُنتے ہین تو اُس طرف حق تعالیٰ کی رحمت کی طرح دوڑتے ہین۔
مطلب یہ کہ بہت سے ایسے شیر مردان حق ہوتے ہین کہ جب وہ مظلومون کی فریاد سنتے ہین اور جہان کہین سے
بھی سُن لین تو اُسوقت وہ اُسکی مدد کو پہونچتے ہین لیکن نہ وہ ہر وقت سُن سکتے ہین اور نہ ہر جگہ سے سُن سکتے ہین

بلکہ جب بھی سُن لین تو وہ مدد کرتے ہین۔
آن ستونہاے الخ۔ یعنی وہ دنیا کے خلقون کے ستون ہوتے ہین اور وہ امراض باطنی کے طبیب ہوتے ہین مطلب یہ کہ وہ امور دینویہ مین بھی بعض دفعہ مدد کرتے ہین اور امراض باطنیہ کے طبیب ہونا تو ظاہر ہے۔
محض ۔ الخ۔ یعنی یہ حضرات خالص مہربانی اور داوری اور رحمت ہوتے ہین اور حق تعالیٰ کی طرح بے غرض اور بے رشوت ہوتے ہین یعنی اُنکی کوئی ذاتی غرض نہین ہوتی بلکہ محض نفع رسانی اُس مظلوم کی اور فریادرسی ہوتی ہے۔
اینچہ ۔ الخ۔ یعنی یہ کیا ایکبار اُسکی مدد کرتے ہو تو کہتے ہین کہ اُسکے غم اور بیچارگی کی وجہ سے مطلب یہ کہ اگر کوئی اُنسے سوال کرتا ہے کہ تم کیون اُسکی مدد کرتے ہو اور تمھاری اسمین کیا غرض ہے تو وہ جواب دیتے ہین کہ ہمکو محض اُسکی غمخواری مقصود ہے اور ہماری کوئی غرض نہین ہے آگے فرماتے ہین کہ
مہربانی ۔ الخ۔ یعنی اُس شیر مرد کا شکار مہربانی ہی ہے اور دنیا مین سوائے درد کے اور کوئی دوا کو تلاش نہین کرتا۔ چونکہ شکار مطلوب ہوتا ہے تو مقصود یہ ہے کہ شیر مرد کا مطلوب و مقصود صرف مہربانی خلق اللہ پر ہوتی ہے اور بات بھی یہی ہے کہ جب درد ہوتا ہے جب ہی دوا بھی پہونچتی ہے اگر درد اور سوز ہے تو اُسکی دوا اور علاج کو بہم پہونچ سکتا ہے اور اگر درد ہی نہین ہے تو پھر دوا اور علاج اور تدبیر بھی حاصل نہین ہوسکتی۔ آگے یہی فرماتے ہین کہ۔
ہر کجا درد ے ۔ الخ۔ یعنی جہان کہین درد ہوتا ہے دوا اُسی جگہ جاتی ہے اور جہان کہین فقر ہوتا ہے عطا اُسی جگہ جاتی ہے۔ آگے اِسکی ایک مثال فرماتے ہین کہ۔
ہر کجا ۔ الخ۔ یعنی جہان کہین پستی ہوتی ہے۔ پانی اُسی جگہ جاتا ہے اور جہان کہین اشکال ہوتا ہے جواب وہین جاتا ہے۔ اِس لیے کہ جب اشکال ہوا ہے تو اُسکے حل کی طلب ہوگی۔ اور جب طلب ہوگی تو حق تعالے کی مدد ہوگی اور ثمرات بھی حاصل ہوجاوینگے لہذا طلب حاصل کرنا چاہیے۔ اور طلب لگالینی ضروری ہے پھر انشاء اللہ تعالیٰ ثمرات خود بخود ہاتھ آجاوینگے آگے یہی فرماتے ہین کہ۔
آب کم جو الخ۔ یعنی پانی کم تلاش کرو اور پیاس لگاؤ تاکہ تمھارے اوپر سے اور نیچے سے سب طرف سے پانی اُبلنے لگے مطلب یہ کہ طلب نکالو اور کام مین لگے رہو اور ثمرات کے طالب مت ہو تو جب طلب ہوگی پھر یہ ثمرات انشاء اللہ تعالیٰ خود بخود تمکو حاصل ہوجاوینگے اور اِسکی ایسی مثال ہے کہ جیسے کسی نے ایک شخص کو حساب لکھنے پر دس روپیہ ماہوار پر ملازم رکھا تو اُس ملازم کے کام پر دس روپیہ ملینگے اور اُنسے اشیاء خانگی آوینگی تو اصل ثمرات اِس ملازمت کے وہ اشیاء خانگی ہوئین تو اگر یہ شخص کام کرتے وقت اور حساب لکھتے وقت یہی چاہا کرے کہ جب دس روپیہ ملینگے تو اتنے کا گھی اور اتنے کی دال وغیرہ وغیرہ لاؤنگا تو بیچ بتاؤ کہ اِس سے کام ہوگا۔ ہرگز نہین۔ بلکہ تعجب نہین ہے کہ اُس حساب مین بھی یہ آٹا اور گھی لکھ جاوے اور کاغذ کو خراب کردے۔ تو پھر اِسکو وہ دس روپیہ بھی نہ ملینگے جو اُسپر ثمرات مرتب ہون اور اگر یہ کام مین لگا رہا اور اُسنے اُن باتون کو بالکل کام کے وقت الگ رکھدیا اور کام اچھی طرح کرلیا تو مہینے پر دس روپیہ ملینگے اور وہ ساری اشیاء موجود ہونگی لہذا اگر سالک کام کو چھوڑکر اسمین لگ جاوے کہ مزہ کیون نہین آیا اور روشنی کیون نظر نہین آتی

وغیرہ وغیرہ تو بس نتیجہ یہ ہوگا کہ کام خراب ہوگا۔ اور جو ملنے والا تھا وہ سب بند ہو جاویگا خوب سمجھ لو۔ اور فرماتے ہین کہ۔
تا سقاہم۔ الخ۔ یعنی تاکہ سقاہم ربہم الخ۔ جواب آوے۔ تو پیاسے ہو جاؤ۔ واللہ اعلم بالصواب۔ مطلب یہ کہ طلب پیدا کرو تاکہ آیت سقاہم ربہم کے مصداق ہو جاؤ۔ اور حق تعالیٰ کی طرف سے تمکو امداد ہو۔
آب رحمت الخ۔ یعنی اگر تجھے رحمت کی ضرورت ہے تو جا اور عاجزی اختیار کر اور اسوقت شراب رحمت پی اور مست ہو تو معلوم ہوا کہ عاجزی اور تضرع سے رحمت حق نازل ہوتی ہے۔
رحمت اندر۔ یعنی اے صاحبزادے از سرتاپا رحمت پر رحمت نازل ہوگی تو ایک ہی رحمت پر رحمت ٹھہر مطلب یہ ہے کہ اگر تو پستی اور تواضع اختیار کریگا تو یاد رکھ کہ چارون طرف سے نزول رحمت حق ہوگا اور بے نہایت نعمتین حاصل ہونگی لیکن تجھکو لازم ہے کہ ہر وقت اور ہر گھڑی طلب مزید مین رہے اور کسی حد پر پہونچکر طلب کو ترک نکرے اسلیے کہ ؎ اے برادر بے نہایت درگہیست ✤ ہرچہ بروے میرسی بروے مایست ✤ لہذا جو درجہ قرب حق کا حاصل ہو اس سے زیادہ کے طالب ہو اور جسقدر اعمال اسکی تکمیل کے لیے تم سے ہوسکین انکو کرو۔ پھر دیکھو کہ کیا کیا نعمتین اور رحمتین بے مانگے نازل ہوتی ہین اس لیے کہ ؎ رحمت حق بہانہ مےجوید ✤ آگے بھی یہی مضمون فرماتے ہین کہ۔
چرخ را۔ الخ۔ یعنی اے برادر آسمان کو بھی پاؤن کے نیچے لا۔ اور (پھر) آسمان کے اوپر آواز سماع سُن۔ مطلب یہ کہ تم کو لازم ہے کہ مجاہدات و ریاضات سے اسقدر عروج روحانی کرو کہ اس آسمان ظاہری سے بھی بلند مرتبہ ہو جاؤ۔ اسلیے کہ روح تو مجردات سے ہے اور یہ چرخ اجسام سے تو جب عروج کرکے مجردات تک پہونچوگے تو پھر یقیناً یا دنیا اور اجسام سب نیچے اور اسفل ہو جاوینگے اسکے بعد جب اسقدر بلند مرتبہ ہو جاوے تب پھر اسرار حق دیکھو اور اسوقت حقائق کا مشاہدہ کرو کہ کالشمس فی رابعۃ النہار تمھارے سامنے ہونگے۔ اور فرماتے ہین کہ۔
پنبہ وسواس الخ۔ یعنی وسواس (شیطانی) گوش (دل) سے نکال ڈالو تاکہ تمھارے کان مین آسمان سے خروش آوے۔ مطلب یہ کہ شیطانی خطرات کو اور اسکے مقتضیات کو دل مین سے نکال ڈالو اسوقت حق تعالیٰ کی طرف سے تم پر رحمت ہوگی اور اسرار اور حقائق منکشف ہو جاوینگے اور فرماتے ہین کہ۔
پاک کن الخ۔ یعنی دونون آنکھون کو عیوب کے بالون سے صاف کرو تاکہ غیب کے باغ اور سروستان کا مشاہدہ کرسکو۔ مطلب یہ کہ چشم قلب کو شہوات نفسانیہ سے پاک صاف کرو تاکہ تمکو مشاہدہ انوار و تجلیات حق کا ہو۔ لیکن یہ یاد رکھنا کہ اگر اس قصد سے کروگے کہ ہمکو انوار و تجلیات حاصل ہون تو خاک بھی حاصل نہ ہوگا۔ اور ہمیشہ کورے ہی رہوگے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔
دفع کن الخ۔ یعنی مغز سے اور ناک سے زکام کو دور کرو تاکہ حق تعالیٰ کی بو تمھارے مشام مین آوے۔ مطلب یہ کہ اپنے حواس باطنیہ کو پاک صاف کرو تاکہ حق تعالیٰ کے اسرار و حقائق کا مشاہدہ کرسکو۔
ہیچ مگذار الخ۔ یعنی صفراوی بخار مین سے کوئی شے بھی مت چھوڑو تاکہ جہان غیب سے شکر کا مزہ تمکو حاصل ہو۔ مطلب وہی کہ امراض باطنیہ کو دور کرو تاکہ تمکو عبادت اور ذکر حق مین لطف و ذوق حاصل ہو لیکن یہ یاد رہے کہ اگر اس ذوق و لطف کے لیے کام کیا جاویگا تو یہ بھی حاصل نہ ہونگے اور کچھ بھی حاصل نہ ہوگا خوب یاد رکھو۔
دارو ے الخ۔ یعنی مردانگی کی دوا کر اور نامرد ہوکر مت دوڑ تاکہ سیکڑون طرح کے خوبرو تیرے سامنے ظاہر ہون

مطلب یہ کہ تحقیق اور کمال حاصل کرو اس طرح غیر محققانہ تنگ و دو مت کرو۔ اِس لیے کہ فضول ہے اور جب محقق ہو گے تو پھر تو اسرار الٰہیہ خود بخود تم کو حاصل ہون گے لہذا معلوم ہوا کہ اصل مین تحقیق اور معرفت اور محبت وغیرہ جو مشابہ مردانگی کے ہین حاصل کرو اُسکے بعد اسرار حق جو خوبرو ونکی مثل ہین خود بخود منکشف ہون گے۔

کُند کہ تن الخ یعنی قیدِ تن کو جان کے پاؤن مین سے نکال ڈال تاکہ وہ اُس چمن کے گرد جولانی کرے۔ مطلب یہ کہ روح کو ان قیود شہوات و لذات سے نکال ڈالو اور اُنکے مقتضیات پر عمل مت کرو۔ تاکہ روح کو قرب حق حاصل ہو اور وہ اسرار الٰہیہ اور حقائق حق سے آگاہ ہو۔

غل بخل الخ۔ یعنی بخل کے کھوٹ کو گردن اور ہاتھ سے علیحدہ کردے اور آسمان کہن سے بخت نو حاصل کر۔ مطلب یہ کہ اخلاق رذیلہ کو مجاہدات و ریاضات کرکے دور کردے اور اُسکے بعد عالم غیب سے علوم و معارف جدیدہ حاصل کر یہان تک اُن لوگون کو خطاب تھا جن کو کہ فرصت ہے اور وہ ریاضات و مجاہدات پر قادر ہین اور اُن کو اسکی فرصت بھی ہے آگے اُن لوگون کا ذکر ہے کہ جو مجاہدات و ریاضات کے لیے خالی نہین ہین۔ اور اُنکو حقوق شرعیہ کے ادائگی سے یا کسی اور مباح کام مین مشغولی سے فرصت ہی نہین ہوتی اُنکو تدبیر وصول و قرب بتاتے ہین کہ۔

ور نمی تانی الخ۔ یعنی اور اگر تو نہ کرسکے تو کعبۂ لطف کے پاس اُڑ اور اپنی عاجزی کو چارہ گر کے سامنے پیش کردے۔ مطلب یہ کہ اگر تو ریاضت و مجاہدہ کے لیے خالی نہین ہے اور تجھکو اور امور سے فرصت نہین ملتی تو خیر تو اسیقدر کر کہ حق تعالیٰ سے دعا کر اور اپنے اِس عجز سے اُنکے سامنے پیش کردے اور ہر وقت معافی مانگ اور اعمال ضروریہ مین لگا رہ اور معاصی سے اجتناب کر اور اکثر گریہ و زاری کر تو انشاء اللہ رحمت حق متوجہ ہو گی اور وہ تیری چارہ گری کریگی اور تو بھی محروم نہ رہیگا بلکہ اگر نیت خالص ہے تو کیا عجب ہے کہ اُن پہلوان سے بڑھ جاوے آگے فرماتے ہین کہ۔

زاری و گریہ الخ۔ یعنی زاری اور گریہ یہ ایک بہت بڑا سرمایہ ہے اور رحمت کلی بہت قوی دایہ ہے۔ لہذا اگر اِس سرمایہ سے کام لیا جاوے تو وہ دایہ ضرور مہربان ہوگی اور تمھاری تربیت کریگی کہ جس سے تمکو قرب حق حاصل ہوگا۔ حتی کہ بعض بزرگون نے ایسے لوگون کو جو کم فرصت ہین صرف یہ بتایا ہے کہ ہر نماز کے بعد تین مرتبہ لاالٰہ الااللہ کہہ لیا کرین اور سچ یہ ہے کہ اگر دوام ہو تو کیا یہ کم ہے۔ یہ وہ چیز ہے کہ جس سے کافر صد سالہ ایک پل مین پاک صاف اور معصوم نوزائیدہ بچے کی طرح ہوجاتا ہے یہ وہ با جبروت کلمہ ہے کہ جسمین نام حق ہے اور اُسکی وحدانیت کا اقرار ہے پھر کیا اِسکا دوام کچھ کم ہے۔ بہت بڑی برکت کی شے ہے لیکن دوام ضروری ہے لہذا اگر انسان کو فرصت ہے تب وہ درجۂ کمال مجاہدات و ریاضات سے حاصل کرے۔ کہ اِس سے بڑھکر اور کونسی شے ہوگی اور اگر تم کو فرصت ہے تو بس کسی محقق سے اپنی حالت بیان کرکے کچھ مختصر پوچھ لے اور اُسپر دوام کرے حق تعالیٰ برکت فرمادین گے آگے فرماتے ہین کہ۔

دایہ۔ الخ۔ یعنی دایہ اور مان بہانہ ڈھونڈھتی ہین کہ اُسکا لڑکا کب روتا ہے (پس وہ ذرا رویا اور اُس نے دودھ پلایا) اسیطرح رحمت حق بہانہ میجوید۔ جہان ذرا عاجزی اور تضرع و زاری دیکھی بس اُسیطرف توجہ اور مبذول ہوجاتی ہے لہذا اگر اور بھی کچھ نہ ہوسکے تو عجز و نیاز اور تضرع و زاری تو کرتا رہے کہ اِسی سے اُمید رحمت ہے آگے خود فرماتے ہین کہ۔

طفل حاجات الخ یعنی تمھاری حاجات کے طفل کو پیدا کیا تاکہ وہ روویے اور اسکا دودھ ظاہر ہو مطلب یہ کہ حق تعالے نے تمھارے ساتھ تمھاری حاجات لگا دین تاکہ جب وہ پیش آوینگی تو اسوقت تم کو حق تعالے یاد آویگا اور جہان وہ یاد آیا اور اسکے سامنے ذرا بھی تواضع ہوئی کہ فوراً رحمت حق جوش کرتی ہی اور ظاہر ہوتی ہی۔

گفت الخ۔ یعنی حق تعالے نے فرمایا کہ بندو کو پکارو اور بے زاری کے مت رہو تاکہ اسکی مہربانیون کا دودھ جوش کرے۔ مطلب یہ کہ دیکھو حق تعالے قرآن شریف مین خود فرماتے ہین کہ ادعوا اللہ تضرعا وخفیۃ تو معلوم ہوا کہ تضرع اور دعا حق تعالے کو بھی محبوب ہی۔ اور اسی سے دریائے رحمت جوش مین آتا ہی جیسا کہ ظاہر ہی۔

ہاے ہوئے الخ۔ یعنی ہوا کی ہاے اور ہوئے اور بادل کا برسنا یہ سب ہمارے ہی غم مین ہے اور ایک ساعت تجھکو صبر ہے۔ مطلب یہ کہ کل کائنات و موجودات حق تعالے ہی کی یاد مین لگے ہوے ہین لیکن انسان غافل بیٹھا ہے تو کیسے تعجب اور حیرت کی بات ہے آگے فرماتے ہین کہ۔

فی السماء الخ یعنی کیا آیت وفی السماء رزقکم کو تو نے نہین سنا ہے تو اس پستی مین کس لیے چپک رہا ہی مطلب یہ کہ جب رزق ظاہری آسمان اور عالم غیب ہی مین ہے تو رزق باطنی اور حقیقی تو لامحالہ عالم غیب ہی مین ہوگا تو پھر اس پست دنیا مین لگے رہنے سے کیا فائدہ ہے بلکہ عالم غیب اور عالم بالا کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔

ترس۔ الخ۔ یعنی خوف اور تیری ناامیدی اور وہ آواز شیطانی تیرے کان کو قعر اسفل کی طرف لیجاتا ہی مطلب یہ کہ تمکو جو احکام کی بجاآوری سے انکی سختی کا خوف اور انکے پورا نہ ہو سکنے کی ناامیدی انسے باز رکھتی ہی تو یہ ساری باتین تمکو اسفل کی طرف لیجاتی ہین اور عالم بالا سے دور کرتی ہین آگے صاف فرماتے ہین کہ۔

ہر ندائے الخ۔ یعنی جو ندا کہ تجھے اوپر کیطرف کھینچے تو اسکو جان لو کہ وہ اوپر ہی سے آرہی ہے۔ اس لیے کہ مشاہدہ ہے کہ انسان کو جس طرف سے آواز آتی ہے اسی طرف کو وہ جاتا ہے تو جب میلان اوپر کیطرف کو ہی تو معلوم ہوا کہ وہ آواز بھی اوپر ہی سے آرہی ہے۔ تو مطلب یہ ہے کہ جو وسوسہ نیک آوے اسکو عالم غیب سے جانو اور سمجھ لو کہ یہ وسوسہ حق تعالے کی طرف سے ہے۔

ہر ندائے الخ۔ یعنی جو آواز کہ وہ تیرے اندر حرص کو پیدا کرے تو جان لو کہ یہ ایک بھیڑیے کی آواز ہے کہ جو آدمی کو پھاڑنے والا ہے مطلب یہ کہ جس وسوسہ کا مقتضا شہوت و غضب و حرص وغیرہ ہو اسکو سمجھ لو کہ یہ وسوسہ شیطانی ہے لہذا اس سے بچنا ضروری ہے آگے فرماتے ہین کہ۔

این بلندی الخ۔ یعنی یہ بلندی مکان کی رو سے نہین ہے بلکہ یہ بلندی عقل و جان کی طرف سے ہے۔ مطلب یہ کہ ہم نے جو کہا ہے کہ وہ آواز اوپر سے آتی ہے تو اس اوپر اور بلندی سے مراد یہ بلندی اور فوقیت ظاہری اور مکانی نہین ہے بلکہ اس سے بلندی اور فوقیت عقلی مراد ہے کہ جو محسوس اور مدرک حواس ظاہری سے نہین ہے۔ آگے مثال سے فرماتے ہین کہ۔

ہر سبب الخ۔ یعنی ہر سبب اثر سے اوپر ہوتا ہے دیکھو آگ سے فائق لوہا اور پتھر ہے مطلب یہ کہ ہر سبب مرتبہ مین پہلے ہوتا ہے اور اسکا اثر بعد کو مرتب ہوتا ہے لیکن ظاہر مین سبب کو اثر پر کچھ بھی فوقیت نہین ہوتی۔ بلکہ وہ اثر ہی غالب ہو جاتا ہے جیسا کہ لوہے اور پتھر کے ملانے سے آگ پیدا ہوتی ہے تو آگ کے پیدا ہونیکا

سبب اُن دونون کا ملنا ہے تو وہ اس سے پہلے اور اُسپر فوق ہے لیکن ظاہر مین خود آگ ہی اِس سے بلند ہوجاتی ہے اسیطرح ایسی ہی بلندی وہان بھی مراد ہے اور مثال فرماتے ہین کہ۔

آن فلان نے الخ یعنی فلان شخص اُس سرکش پر بیٹھ گیا۔ اگرچہ ظاہر مین اُسکے پاس بھی نہ بیٹھا ہو۔ مطلب یہ کہ دیکھو بولتے ہین کہ فلان شخص فلان پر چڑھ گیا۔ یعنی غالب ہوگیا حالانکہ ظاہر مین تو وہ اُسکے پاس بھی نہین پھٹکا مگر اُسکو اُسکے اوپر بولتے ہین۔

فوقے الخ۔ یعنی اُس جگہ کی فوقیت شرف کی وجہ سے ہے اور دور جگہ صدر سکم درجہ ہوتی ہے مطلب یہ کہ اُس جگہ فوقیت سے مراد یہ ہے کہ وہ شے اُسپر شرف رکھتی ہے جیسا کہ صدر نشین دور والی جگہ سے شرف اور مرتبہ مین بلند ہوتی ہے اگرچہ ظاہر مین بلند نہ ہو۔

سنگ و آہن الخ۔ یعنی لوہا اور پتھر اِس سبب سے کہ یہ سابق ہین تو عمل مین ان دونون کی فوقیت لائق ہے (اور انکو فوق کہنا درست اور بجا ہے)

وان شرر الخ۔ یعنی اور وہ شرر اپنی مقصودیت کی حیثیت سے آہن و سنگ سے اِس جہت سے کہین زیادہ ہے۔ مطلب یہ کہ اگر اس حیثیت سے دیکھا جاوے کہ آہن و سنگ سبب ہین ظہور شرر کے تب تو وہ اول اور فوق ہین اور اگر اس حیثیت سے دیکھا جاوے کہ اصل مقصود تو شرر ہے اور وہ دونون اِس کے لیے آلہ ہین تو اُسوقت شرر اول اور سابق اور فوق ہوگا۔

سنگ و آہن الخ۔ یعنی لوہا اور پتھر اول ہین اور آخر مین شرر ہے۔ لیکن یہ دونون تن ہین اور جان شرر ہی ہے مطلب یہ کہ اگرچہ بحیثیت سبب ہونے کے تو سنگ و آہن ہی مقدم اور فوق ہین لیکن چونکہ مقصود اور مطلوب شرر ہے اِس لیے اِسکو فوق اور سابق کہا جاویگا۔

کان شرر الخ۔ یعنی کہ وہ شرر زمانہ مین تو بہت بعد مین ہے لیکن وصف مین سنگ و آہن سے بہت برتر ہے لہذا معلوم ہوگیا کہ فوقیت صرف مکانی ہی نہین ہوتی بلکہ فوقیت عقلیہ بھی ہوا کرتی ہے تو اُس آواز کا بلندی سے آنے مین بھی فوقیت مکانی نہین ہے بلکہ فوقیت عقلیہ ہی ہے۔ آگے ایک اور مثال ہے۔

در زمان الخ۔ یعنی زمانہ مین تو شاخ پھل سے بہت پہلے ہے اور ہنر مین وہ پھل شاخ سے بہت فائق ہے تو ایک حیثیت سے ایک شے فوق ہے اور دوسری حیثیت سے دوسری شے۔

چونکہ۔ الخ۔ یعنی چونکہ درخت سے مقصود پھل ہی ہوتا ہے لہذا پھل اول ہوا اور آخر مین درخت ہوا حالانکہ ظاہر مین برعکس ہے خوب سمجھ لو۔ آگے فرماتے ہین کہ۔

سوے خرس الخ۔ یعنی ہم پھر ریچھ اور اژدہا (کے قصہ) کی طرف واپس ہوتے ہین (اور اُسکو بیان کرتے ہین) اِس لیے کہ یہ اسرار اور مجاز تو بہت طول رکھتا ہے اگر لاکھون دفتر لکھے جاوین تب بھی کم ہے لوکان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی اور چونکہ حقائق و معارف بھی کلمات مین داخل ہین اِس لیے اُس حکم مین بھی لامحالہ داخل ہونگے۔ آگے فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

خرس چون فریاد کرد از اژدہا	شیر مردے کرد از چنگش رہا
حیلت و مردی بہم دادند پشت	اژدہا را او بدین قوت بکشت
اژدہا را او بدین حیلت بہ بست	تاکہ آن خرس از ہلاک تن برست

ریچھ نے جب اژدہے کے ستم سے فریاد کی تو ایک شیر مرد نے اُسکو اُسکے پنجہ سے چھڑایا۔ اِس طرح کہ تدبیر اور شجاعت نے ایک دوسرے کی مدد کی۔ اور اِس مجموعہ سے جو اُسکو ایک قوت حاصل ہوئی اِس قوت سے اُسنے اژدہے کا کام تمام کردیا اور تدبیر کے جال مین اُس نے اژدہے کو پھانس کر ہلاک کرڈالا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ریچھ ہلاکت جسمانیہ سے بچ گیا۔

شرح شبیری خرس چون الخ۔ یعنی جب ریچھ نے اُس اژدہا سے فریاد کی تو ایک شیر مرد نے اُسکو اُسکے چنگل سے چھڑادیا۔

حیلت و مردی الخ یعنی حیلہ اور مردانگی نے ملکر مدد کی تو اُسنے اِس قوت سے اِس اژدہا کو مارڈالا مطلب یہ کہ اِس شخص نے تدبیر اور قوت دونون سے کام لیا اور اُس کے بعد اُس اژدہا کو مارکر اُس کے منھ سے اُس ریچھ کو چھڑایا۔ اِس لیے کہ نہ تو صرف تدبیر بغیر مردانگی کے کارآمد ہے اور نہ مردانگی بغیر تدبیر کے کارآمد ہے۔ غرضکہ اُسنے دونون سے کام لیکر مارڈالا۔

اژدہا را۔ الخ۔ یعنی اُسنے اژدہا کو اِس حیلہ سے باندھ لیا یہان تک کہ وہ ریچھ تن کے ہلاک ہونے سے بچ گیا۔ یعنی وہ بیچارا چھوٹ گیا ورنہ ہلاک ہوجاتا۔ آگے فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

اژدہا را ہست قوت حیلہ نیست	لیک فوق حیلۂ تو حیلہ ایست
ماکران بسیار لیکن باز بین	در نُبی واللہ خیر الماکرین
حیلۂ خود را چو دیدی باز رو	کز کجا آمد سوئے آغاز رو
ہر چہ در پستی است آمد از علا	چشم را سوے بلندی نہ ہلا
روشنی بخشد نظر اندر علا	گرچہ اول خیرگی آرد بلا
چشم را در روشنائی خوے کن	کہ نہ خفاشی نظر آنسوے کن

عاقبت بینی نشان نور تست — شهوت حالی حقیقت گور تست

عاقبت بینی که صد بازی بدید — مثل آن نبود که یک بازی شنید

زان یکی بازی چنان مغرور شد — کز تکبر ز اوستادان دور شد

سامری وار آن هنر در خود چو دید — او ز موسیٰ از تکبر سر کشید

او ز موسیٰ آن هنر آموختہ — وز معلم چشم را بر دوختہ

لاجرم موسیٰ دگر بازے نمود — تا کہ آن بازیّ او جانش ربود

اے بسا دانش کہ اندر سر دود — تا شود سرور بدان خود سر ردد

سر نخواہی کہ رود تو پائے باش — در پناہِ قطب صاحب رائے باش

گرچہ شاہی خویش فوقِ او مبین — گرچہ شہدی جز نبات او مچین

فکرِ تو نقش ست و فکرِ اوست جان — نقدِ تو قلب ست و نقدِ اوست کان

او توئی خود را بجو در اوئے او — کو و کو گو فاختہ سان سوئے او

ورنہ خواہی خدمتِ ابنائے جنس — در دہانِ اژدہائے ہمچو خرس

ور ترش می آیدت قندِ رضا — ہمچو خرسے در دہانِ اژدہا

بو کہ استادے رہاند مر ترا — وز خطر بیرون کشاند مر ترا

زاری می کن چو زورت نیست ہین — چونکہ کوری سر مکش از راہ بین

تو کم از خرسی نمی نالی ز درد — خرس رست از درد چون فریاد کرد

اے خدا آن سنگدل را موم کن — نالہ اش را تو خوش و مرحوم کن

اِس شخص کے اژدہے سے ریچھ کو چھڑا لینے اور اژدہے کو مار ڈالنے کی وجہ یہ تھی کہ اسمین دو قوتین جمع تھین اول قوت شجاعت دوسری قوت تدبیر اور اژدہے کے اندر قوت تو ہے مگر تدبیر نہین۔ اس لیے وہ اسپر غالب نہ آسکا لیکن آدمی کو اپنی تدبیر پر نازان نہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ اسکی تدبیر سے بڑھکر بھی تدبیر ہے اور گو مدبرین علی تفاوت مراتب تدبیر ہم بہت ہین لیکن قرآن مین دیکھ لے ارشاد ہے کہ واللہ خیر الماکرین کہ حق سبحانہ جملہ مدبرین سے بہتر مدبر ہین پس جب اپنی تدبیر پر بھی نظر پڑے تو اس سے تجھے اسکے مبدأ کی طرف انتقال کرنا چاہیے۔ اور سوچنا چاہیے کہ یہ وصف ہم مین کہان سے آیا ہے کچھ ایک تدبیر ہی پر منحصر نہین بلکہ جو کچھ ہستی اور عالم امکان مین ہے وہ سب اوپر سے یعنی واجب الوجود ہی کی طرف سے آیا ہے اور حقیقی مبدأ فیاض

وہی ہے پس دیکھ تو واجب الوجود ہی کو ہر بات مین مطمح نظر بنانا۔ حق سبحانہ کو مطمح نظر بنانے مین بالآخر
نور معرفت پیدا ہوتا ہی اگرچہ مصیبت کا واقع ہونا اولًا نظر کو خیرہ کرتا ہی کیونکہ ابتداءً نظر بسبب ظاہری ہی پر پڑتی
ہے اور اول وہلہ مین وہ اُسی کو اسکا منشا اور مبدا سمجھتا ہی تو اپنی آنکھ کو روشنی کا عادی بنا اور حق سبحانہ ہی کی طرف
نظر کر کہ تو خفاش نہین کہ روشنی سے گریزان اور متوحش ہو۔ یہ تو مبدا پر نظر کرنیکی ہدایت تھی۔ آگے آل پر نظر کرنیکی
ہدایت فرماتے ہین اور کہتے ہین کہ جسطرح مبدا پر نظر کرنا ضروری ہے یون ہی آل کو دیکھنا بھی ضروری ہے
کیونکہ آل پر نظر کرنا تیری نور بصیرت کی علامت ہے۔ اور موجودہ خواہشات نفسانی مین گرفتار ہونا فی الحقیقت
تیری نابینائی ہی۔ پس تجھے عاقبت بین ہونا چاہیے نہ کہ شہوت پرست۔ عاقبت بینی بڑی چیز ہی چنانچہ وہ عاقبت بین دعارف محقق
جسنے حق سبحانہ کے سیکڑون تصرفات دیکھے ہون یا خود سیکڑون پختہ تدابیر رکھتا ہو ہرگز اس ناتجربہ کار اور نادان کے برابر نہین ہوسکتا۔
جسنے صرف ایک بازی سُنی ہو یعنی احیانًا اُس سے کوئی تدبیر صادر ہوگئی ہو اور اس ایک بازی پر وہ اتنا مغرور ہوگیا ہو کہ تکبر سے اپنے کو پنی ہر
اُستادون سے مستغنی سمجھکر دور ہوگیا ہو۔ اور جب سامری کیطرح اُسنے اپنے اندر ایک ہنر دیکھا ہو تو وہ موسیٰ کیطرح پختہ اور محقق کامل اُستاد سے
اپنے کو بڑا سمجھکر کھنچ گیا ہو۔ سامری نے یہی کیا تھا کہ اس ہنر کو موسےٰ ہی سے سیکھا تھا اور خاک سم اسپ جبرئیل کی
خاصیت اُسکو انہین سے معلوم ہوئی تھی اور باوجود اسکے اُسنے اپنے معلم سے آنکھ بند کرلی تھی۔ اور اُسنے اپنے کو
مستغنی اور اُنسے فائق سمجھ بیٹھا تھا مگر اسکا انجام کیا ہوا یہی کہ موسےٰ علیہ السلام نے دوسری تدبیر کی کہ اُس تدبیر نے
اُسکا خاتمہ کردیا۔ پس اگر تو ایسا کریگا تو تیرا بھی وہی حشر ہوگا۔ جو سامری کا ہوا تھا۔ ادسے بہت سی حکمتین دماغ مین
اس غرض سے جگر کھاتی ہین کہ اُنسے آدمی سردار بنجاوے مگر اُنسے بجاے اسکے کہ سرداری حاصل ہو خود سر
بنجاتا ہے اور اتنا بھی نہین رہتا جتنا تھا پس اگر تو چاہتا ہے کہ سر نہ جاے تو پاؤن بن اور عاجزی و فروتنی
اختیار کر اور کسی قطب صاحب راے کی پناہ مین رہ۔ اسکو متبوع بنا اُسکی راے کا اتباع کر۔ تو کتنا ہی بڑا اہل
اور دانش کا بادشاہ ہو مگر اپنے کو اُس سے بڑھکر نہ سمجھ۔ اور اگر تو شہد بھی ہو تو بھی اُسکی مصری سے منتفع ہو۔
اپنی شیرینی پر نازان ہوکر مستغنی مت ہو یاد رکھ کہ تیری اور اُسکی فکر مین وہی نسبت ہے جو جسم و جان مین ہے
کہ تیرا فکر ارذل و اخس ہے۔ اور اسکا فکر اشرف و اعلےٰ۔ اور تیرے نقد اور اُسکے نقد مین وہی نسبت ہی جو کھوٹے
سونے اور کان زر مین ہے کہ تیرا نقد کھوٹا ہے اور اسکا نفس کان زر۔ اور سمجھ کہ تو وہی ہے یعنی اُسمین مندمج اور مندرج
اور سمندر کا قطرہ ہے پس تو اپنے کو اُسمین ڈھونڈھ اور اُسی کا قمع بن اور فاختہ کی طرح کوکو کرتا ہوا اسی کی طرف جا۔
اور اُسی کا طالب اور مشتاق بن اور اگر تو اُسکو بھی اپنا ہی سا سمجھتا ہے اور اس بنا پر تو اپنے ابناے جنس کی خدمت سے
احتراز کرتا ہے تو سمجھ لے کہ تو دیچھ کی طرح شیطان کے قبضہ مین ہے جو اژدہے کے مانند تیرے ہلاک کے درپے ہے
اور بدون اس شیر مرد کی مدد اور اعانت کے تو ہرگز اُس ظالم کے پھندے سے نہین نکل سکتا۔ اور ہم پھر کہتے
ہین کہ اگر قند رضا و تسلیم و اطاعت و انقیاد تجھے ترش معلوم ہوتا ہے تو سمجھ لے کہ تو ریچھ کی طرح اژدہے کے
منھ مین ہے اور عنقریب موت کے منھ مین جانیوالا ہے۔ پس جبکہ تو خود نہین چھوٹ سکتا اور تجھ مین اتنی قوت
نہین تو گریہ و زاری کر اور استعانت و استمداد سے ہرگز استنکاف مت کر ممکن ہے کہ رحم کھا کر کوئی استاد کامل
اور عارف محقق تجھے چھڑالے۔ اور اس خطرہ سے نکال لے۔ اور جبکہ تو خود اندھا ہے تو واقف راہ سے سرتابی

مت کر تیری رہائی کی صرف یہی صورت ہے ارے تو تو دیکھ رہے بھی کم ہے کہ تو اپنی مصیبت سے رو تا بھی نہین کہ کسی کو رحم آوے اور تیری اعانت کرے۔ دیکھ تو سہی اژدہا اپنی فریاد کی بدولت چھوٹ گیا تجھے اس سے بھی عبرت نہین ہوتی۔ (ف) بوکہ الخ اور شعر آیندہ مین ترغیب ہے۔ اتباع مرشد کامل کی اور تدبیر بتاتے ہین شیطان کے پھندے سے نجات پانے کی اور تحذیر کرتے ہین استبداد خود رائی سے جو اشعار بالا مین مذکور ہے چونکہ اتباع وانقیاد کامل دل پر نہایت شاق ہے اس لیے مولانا مناجات فرماتے ہین۔ اور فرماتے ہین کہ لے خدا اس پتھر کی طرح سخت دل کو موم کردے۔ اور اسکے نالہ کو خوش آیندہ اور قابل رحم کردے۔ کہ وہ اس مصیبت سے نجات پائے۔

شرح شبیری اژدہا را۔ الخ۔ یعنی اژدہا کو قوت تو تھی حیلہ نہ تھا لیکن تیرے حیلہ کے اوپر ایک اور حیلہ ہے۔ مطلب یہ کہ اس شیر مرد نے قوت و تدبیر دونون سے کام لیا اور اژدہا مین صرف قوت تھی مگر تدبیر کچھ نہ جانتی تھی اس لیے ایک سے کام نہ چلا۔ اور گرفتار ہوگئی اگلے مصرع مین انتقال فرماتے ہین کہ کہین اپنی اس تدبیر اور حیلہ پر نازان مت ہونا اور یہ مت سمجھ لینا کہ ہم بھی کچھ تدبیر اور حیلہ پر قادر ہین بلکہ یاد رکھو کہ فوق کل ذی علم علیم تمھارے سے زیادہ ایک اور حیلہ گر اور قادر ہے اور اس کے سامنے تم بالکل مجبور ہو۔ اور وہ حق تعالےٰ جل علےٰ شانہ ہین لہذا ہر وقت اپنے کمالات کے سامنے کمالاتِ حق اور جبروت اور عظمت حق کو پیش نظر رکھو۔ اور متکبر اور مغرور مت ہو۔

ماکران الخ۔ یعنی مکر کرنیوالے تو بہت ہین لیکن قرآن شریف مین واللہ خیر الماکرین کو بھی دیکھو مطلب یہی کہ اپنی تدابیر کے سامنے تصرفِ حق کو پیش نظر رکھو۔ تو کبھی تکبر اور غرور پیدا نہ ہو۔

حیلہ خود را الخ یعنی جب اپنے حیلہ کو دیکھو تو واپس ہو (اور یہ دیکھو) کہ وہ کہان سے آیا ہے اور اس آغاز کی طرح جاؤ مطلب یہ کہ اپنے تصرفات اور تدابیر کے مبدأ و منشا کو دیکھو کہ اصل مین کہان سے آیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ تمام افعال عبد مخلوق حق ہین۔ اس لیے بس اپنے تصرفات پر نظر پڑتے ہی اور اپنے کمالات کو دیکھتے ہی فوراً کمالات اور تصرفات حق کو دیکھو کہ وہی اصل اور اسی سے یہ سب پیدا ہین۔

ہر چہ۔ الخ۔ یعنی جو چیز کہ پستی مین ہے وہ بلندی سے آئی ہے تو خبردار نگاہ کو بلندی ہی کی طرف رکھ۔ مطلب یہ کہ جسقدر افعال و تصرفات ہین سب عالم غیب اور جانب حق ہی سے آئے ہین اس لیے اس اصل اور مبدا ہی کیطرف نظر رکھو۔ تو اس سے تمکو یہ نفع ہوگا کہ۔

روشنی الخ۔ یعنی نظر کو بلندی مین روشنی حاصل ہوگی اگرا ول بلا تاریکی کو لائی ہو۔ مطلب یہ کہ اگرچہ بلیات دنیاوی مین پھنسکر قلب تاریک ہوگیا ہو لیکن پھر بھی اگر توجہ اس عالم غیب کیطرف ہوگی تو امید اصلاح کی ہے اور امید ہے کہ رحمت حق نازل ہوجاویگی۔ ہان عناد نہ ہو۔ جیساکہ بارہا بیان کیا گیا ہے۔

چشم را۔ الخ۔ یعنی آنکھ کو روشنی کی عادت ڈال اگر تو خفاش نہین ہے تو اس طرف نظر کر۔ مطلب یہ کہ تجلیات حق و انوار الٰہی کے مشاہدہ کی عادت ڈال اس لیے کہ آخر استعداد تو ہے ہی تو اسکو ظاہر کر اور پھر دیکھ کہ کس قدر انوار و تجلیات طاری ہوتے ہین۔

عاقبت بینی الخ ۔یعنی عاقبت بینی تیرے نور کی نشانی ہے اور یہ شہوت حالی تیرے قلعہ کا حجاب ہے ۔مطلب یہ کہ
اگر تم دیکھو کہ تمھارے اندر اخلاق حمیدہ ہین اور عاقبت اندیشی ہے تو سمجھ لو کہ یہ تجلیات اور انوار حق ہین اور اُن ہی کی
یہ برکت ہے اور اگر شہوت و غضب اخلاق ذمیمہ تمھارے اندر ہین تو سمجھو کہ یہ حصار تقویٰ اور قلعہ خوف حق کا حجاب ہے۔
عاقبت بینی الخ۔ یعنی جس عاقبت بین نے کہ سیکڑون بازیان دیکھی ہون وہ اُسکی مثل نہین کہ جسنے ایک ہی بازی
سُنی ہو۔مطلب یہ کہ جس عارف اور محقق نے کہ لاکھون تصرفات حق کا مشاہدہ کیا ہو اور ہر وقت اُسکا یہی کام ہو
تو وہ بیشک عالم اور محقق ہوگا بخلاف اُسکے کہ جسنے صرف اپنے ہی تصرفات کو دیکھا ہو کہ جو اُن تصرفات کے
سامنے بالکل ہیچ اور کالعدم ہین اور ایسی مثال ہے کہ گویا صرف ایک ہی سُنا ہے اِس لیے کہ اِسکا دیکھنا بھی
جب کہ بے تحقیق ہے تو سننے ہی کے مثل ہے ۔
زان یکے الخ۔یعنی اُس ایک ہی تصرف سے اِسقدر مغرور ہو گیا کہ تکبر کی وجہ سے اُستادون سے دور ہو گیا مطلب
یہ کہ حالانکہ تصرفات انسانی تصرفات حق کے سامنے بالکل ہی ہیچ اور کالعدم ہین لیکن یہ غیر محقق اپنے اُسی ایک
تصرف اور تدبیر کو دیکھ کر ایسا مغرور ہو جاتا ہے کہ اُستادون سے الگ ہو جاتا ہے ۔ اور اُنکی طرف نسبت کو بھی عار
جانتا ہے حالانکہ ظاہر ہے کہ جو کچھ بھی ہے اُس اُستاد ہی کا طفیل ہے لہٰذا یاد رکھو کہ من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ
اور لان شکرتم لازیدنکم ولان کفرتم ان عذابی لشدید لہٰذا چاہئے کہ اُستاد اور شیخ سے ہمیشہ تعلق رکھے اور اُس سے ہرگز
ہرگز قطع تعلق نہ کرے کہ اُسکی بڑی نحوست اور ادبار ہوتا ہے آگے اُستاد اور شیخ سے نافرمانی اور گستاخی اور بے تعلقی
کے ادبار اور نحوست کی ایک نظیر بیان فرماتے ہین کہ۔
سامری وار الخ۔یعنی سامری کی طرح کہ اُسنے جب وہ ہنر اپنے اندر دیکھا تو موسٰے علیہ السلام سے تکبر کی وجہ سے
سرکشی کی۔
او ز موسٰے علم الخ ۔یعنی اُسنے موسٰی علیہ السلام سے ہی اُس ہنر کو سیکھا تھا اور معلم سے آنکھ کو سی لیا تھا۔
لاجرم الخ۔یعنی آخر کار موسٰی علیہ السلام نے دوسرا تصرف دکھایا یہان تک کہ وہ تصرف اُسکی جان لے گیا۔
مطلب یہ کہ دیکھو سامری نے حضرت موسٰی علیہ السلام ہی سے اُس خاک پاے اسپ جبریل علیہ السلام کی تاثیر کو
معلوم کیا تھا لیکن کمبخت نے ناشکری کی اور حضرت موسٰی علیہ السلام کا معاند اور مخالف ہو گیا۔نتیجہ یہ ہوا کہ اُنھونے
بد دعا کی اور اُس سے وہ تصرف اور وہ بات تو کیا ہی باقی رہتی بلکہ جان بھی جاتی رہی اور پھر جو انجام ہوا تو وہ
ظاہر ہے کہ دوزخ ملی ۔تو دیکھو کہ دنیا مین تو اُس سے وہ علم اور تصرف سلب ہوا اور ایک مرض سخت مین مبتلا
ہوا اور آخرت مین بھی معذب ہوا نعوذ باللہ منہ۔لہٰذا ہرگز ہرگز شیخ کی ناشکری اور اُسکی شان مین گستاخی اور
بے ادبی نہ چاہیئے کہ بہت سخت بات ہے حضرت حاجی صاحبؒ سے اگر کوئی شخص عرض کرتا کہ حضرت کی برکت سے
یہ نفع ہوا وہ نفع ہوا تو فرماتے کہ بھائی مین کیا ہون مین تو صرف واسطہ ہون اور میرے ذریعہ سے تمھاری استعداد
ظاہر ہو جاتی ہے ورنہ فی الواقع تو جو کچھ تمھارے اندر ہی استعداد ہوتی ہے وہ ظاہر ہو جاتی ہے لیکن چونکہ حضرت
محقق اور شیخ کامل اور مجدد وقت تھے اِس لیے یہ فرما کر پھر فرماتے ہین کہ اصل مین اور فی الواقع تو ایسا ہی ہے جیسا کہ
مین نے کہا لیکن تمکو ضروری ہے کہ تم یہی سمجھو جیسا کہ تم نے کہا تمھارے لیے یہ سمجھنا کہ جو ہوا ہے ہماری استعداد کی وجہ سے

ہوا ہے مضر ہے لہذا خوب یاد رکھو کہ اگر کسی وقت مرید شیخ سے مرتبہ مین عند اللہ بھی بڑھ جاوے ۔لیکن پھر بھی اُسی کو واسطہ اور اُسی کو وسیلۂ وصول سمجھے ورنہ بالکل ہی محروم رہ جاویگا نعوذ باللہ منہ۔ آگے فرماتے ہین کہ۔

اے بسا دانش ۔ الخ۔ یعنی بہت سی عقلین ایسی ہوتی ہین کہ وہ سر کے اندر دوڑتی ہین تاکہ اُنکے ذریعہ سے سردار ہوجاوین تو خود سر ہی جاتا رہتا ہے مطلب یہ کہ بہت مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ عقل کے ذریعہ سے انسان بلند اور سردار بننا چاہتا ہے لیکن پھر بجاے اسکے کہ سرداری حاصل ہو اور بلند مرتبہ ہو خود یہ حضرت ہی فنا ہوجاتے ہین جیسا کہ سامری کے قصہ مین ہے کہ اُسنے چاہا تھا کہ اس ذریعہ سے مین مشہور ہونگا مجھکو لوگ مانین گے نتیجہ یہ ہوا کہ اپنی جان ہی کھو بیٹھا۔ جیسا کہ معلوم ہوا۔ آگے تعلیم فرماتے ہین کہ۔

گر نخواہی الخ۔ یعنی اگر تو چاہتا ہے کہ سر نہ جاوے تو پاؤن ہوجا۔ اور کسی قطب صحیح الراے والعقل کی پناہ مین جا۔ مطلب یہ کہ اگر چاہتے ہو کہ طریق حق مین ہلاک اور غارت نہ ہو تو تواضع اور خشوع وخضوع اختیار کرو اور کسی شیخ کامل اور مربی شفق کے پاس تفویض محض اختیار کرو۔ پھر انشاء اللہ تعالےٰ کبھی بھی گمراہ نہ ہوگے اور ٹھوکر نہ کھاؤگے۔

گرچہ شاہی ۔ الخ۔ یعنی اگرچہ بادشاہ ہے تو اپنے کو اُس سے زیادہ مت دیکھ اور اگرچہ تو شہد ہے مگر اُسکی شکر کے سوا اور کچھ مت چن۔ مطلب یہ کہ اگرچہ تو مرتبہ مین شیخ سے بڑھ جاوے اور اس سے زیادہ بھی ہوجاوے لیکن یہ یاد رکھ کہ کبھی اپنے کو اُس سے زیادہ مت سمجھنا بلکہ اُسکو اصل اور اپنے کو تابع ہی جاننا ورنہ تباہ اور ہلاک ہوجاؤگے ۔آگے شیخ کی اور مرید کی عقل کی مثال فرماتے ہین کہ۔

فکر تو۔ الخ۔ یعنی تیرا فکر تو نقش ہے اور اُسکی فکر جان ہے اور تیرا نقد تو کھوٹا ہے اور اُسکا نقد معدنی ہے ۔مطلب یہ کہ تیری سمجھ اور عقل کہ مثل قشر اور پوست کے تابع ہے اور اُسکی عقل جان اور مغز کی طرح اصل ہے تو اگر قشر مغز سے علیحدہ ہوجاویگا تو انجام کار یہ ہوگا کہ اُسکے ساتھ تو کچھ قیمت اِسکی بھی ملتی تھی لیکن اب بالکل بیکار اور بے قیمت اور فضول ہوجاویگا کوئی بھی نہ پوچھے گا۔ کہ حضرت کون ہین۔ اِس لیے جہانتک ہوسکے اُس سے لگا ہی رہے کہ اسی مین سلامتی ہے اور فرماتے ہین۔

او تو ئی خود را۔ الخ۔ یعنی وہ تو تو ہی ہے اپنے کو اُسکے وجود مین تلاش کر اور کو کو کہو اور اُسکی طرف فاختہ ہوجاؤ مطلب یہ کہ اپنے کو اِس طرح سپرد کردو اور سونپ دو کہ پھر تمھاری راے اور عقل شیخ کے سامنے لاشے اور کالعدم ہوجاوین اور تم بالکل اپنی راے وغیرہ کو فنا ہی کردو۔ اور ہر وقت اُسکی رضا جوئی مین لگے رہو۔ اور اگر ایسا نہ کروگے اور شیخ کی خدمت سے اور اُسکی اطاعت سے عار کروگے اور اُس سے علیحدہ رہوگے تو یاد رہے کہ کورے کے کورے ہی رہوگے ایک دوسری جگہ خود مولانا فرماتے ہین کہ ؎ چون بہر زخمے تو پر کینہ شوی + پس کجا صیقل چو آئینہ شوی + اسی کو بیان فرماتے ہین کہ۔

در نخواہی الخ۔ یعنی اور اگر تو اپنے ہمجنسون کی خدمت نہ چاہے گا تو اژدہا کے منھ مین رکھی کی طرح رہے گا۔ مطلب یہ کہ اگر شیخ سے جو کہ تمھاری ہی طرح انسان ہے اور کھاتا پیتا ہے علیحدہ ہوگے اور اُسکی خدمت کو عار سمجھوگے تو پھر تو نفس وشیطان کے پنجہ سے چھٹکارا بہت ہی مشکل ہے۔ لہذا چاہئیے کہ خدمت کرو کہ ایک وہ دن ہوگا کہ تم خود مخدوم ہوجاؤگے اِس لیے کہ ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد۔ لیکن ہان یہ یاد رکھو کہ اگر اس خدمت سے مخدومیت کی نیت ہوگی

توپھر بھی کچھ حاصل نہ ہوگا۔ پس اس سے تو صرف خدمت شیخ ہی مقصود ہو۔ اور مطلوب اصلی رضائے حق ہو اب اسپر جو مل رہے وہ عنایت ہے اپنی طرف سے فرمایش مت کرو۔ اپنی جانب سے تو بس کام مین لگے رہو۔ کہ جو کچھ ہے وہ اسمین ہے سے فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب + کہ حیف باشد از و غیر او تمنائے + جو عاشق ہوتے ہین اُنکی تو یہ حالت ہوتی ہے کہ کہتے ہین کہ سے شرکت غم بھی نہین چاہتی غیرت میری + غیر کی ہوکے رہے یا شب فرقت میری + لہذا یاد رکھو کہ شیخ اور اُستاد سے علٰحدہ ہو کر اور اُنسے قطع تعلق کر کے ہرگز فلاح حاصل نہین ہوسکتی۔ بلکہ جو کچھ موجود بھی ہے وہ بھی شاید سلب ہوجاوے۔ اللہم احفظنا وارزقنا برکات شیخنا واُستادنا سلمہم اللہ تعالےٰ بزرگون کی تو یہ حالت تھی کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب مرض الموت مین مبتلا تھے تو مولانا ذوالفقار علی صاحب کے مکان پر قیام تھا اور بہت ہی ضعیف ہوگئے تھے لیکن جب مولانا ذوالفقار علی صاحب تشریف لاتے تو آپ اُٹھ بیٹھتے اگرچہ اُسمین بہت ہی تکلف ہوتا تھا اسپر مولانا ذوالفقار علی صاحب نے فرمایا کہ حضرت مین تو نیازمندانہ اور خادمانہ حاضر ہوتا ہون۔ اور آپ ایسا برتاؤ فرماتے ہین۔ فرمایا کہ کس طرح نہ کرون آپ میرے اُستاد ہین۔ اسپر مولانا ذوالفقار علی صاحب نے فرمایا کہ حضرت بھلا مین کب اُستاد ہوا تھا فرمایا کہ ایک مرتبہ مولانا مملوک علی صاحب کو کوئی کام تھا اس لیے وہ تشریف لے جارہے تھے اور اُس زمانہ مین مین کافیہ اور آپ بڑی کتابین پڑھتے تھے تو مولانا مملوک علی صاحب نے آپ سے فرمایا کہ ذرا ان کو سبق کھلوا دو۔ اُسوقت آپ نے مجھے ایک سبق پڑھایا تھا اس لیے آپ میرے اُستاد ہوے اسپر مولانا ذوالفقار علی صاحب نے فرمایا کہ حضرت مجھے تو یاد بھی نہین تو فرماتے ہین کہ حضرت آپکی تو یہی خوبی ہے کہ آپ احسان کر کے بھول جاوین اور اُسکو یاد نہ رکھین لیکن اگر مین اُسکو بھول جاؤن تو میری نالائقی ہے اس لیے آپ کو تو بیشک یاد نہ ہوگا مگر مجھے یاد ہے اور اس لیے مجھے اُسکا حق بھی حتی المقدور ادا کرنا ضروری ہے اللہ اکبر کیا تواضع اور کیسی حق شناسی اور کیا ادب تھا کہ صرف ایک سبق پڑھ کر بھی مدۃ العمر ادب دلمین رہا اور اخیر عمر تک بالکل اُستادون جیسا ادب اور لحاظ رہا۔ اسی لیے جب ایک شخص نے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب سے دریافت کیا کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تو اتنی ہی کتابین پڑھی ہین جتنی کہ ہمنے بلکہ شاید بعض کتابین ہمنے ہی زیادہ پڑھی ہونگی تو منجملہ ایک لمبی تقریر کے یہ بھی فرمایا کہ مولانا نے ہمیشہ اساتذہ کا بیحد ادب کیا ہے اس لیے اسکی یہ برکت ہے کہ مولانا کو علوم وہبی عطا ہوے ہین۔ تو دیکھئے کہ ادب شیخ اور اُستاد کی کیا برکت ہے لہذا اگر بے ادبی اور گستاخی کریگا تو اُسیقدر اُسکا وبال ہوگا۔ خوب سمجھ لو۔ آگے فرماتے ہین کہ۔

در ترش الخ۔ یعنی اور اگر تجھکو رضا کی قند ترش معلوم ہوتی ہے تو تو اژدہا کے مُنھ مین ریچھ کی طرح سے ہے مطلب یہ کہ اگر تمکو یہ طریق رضا ناگوار معلوم ہوتا ہے اور اطاعت نہین ہوسکتی تو سمجھ لو کہ ہمیشہ اسی طرح مقید نفس وشہوت وہوا رہوگے اور کبھی بھی اس سے چھٹکارا نہین مل سکتا۔

بو کہ۔ الخ۔ یعنی شاید کہ کوئی اُستاد تجھکو چھڑادے اور خطرہ سے تجھے باہر کھینچ دے تو تو زاری کر جب تجھ مین زور نہین ہے اور جب تو اندھا ہے تو راستہ دیکھنے والے سے سرکشی مت کر۔ دونون شعر بالا مین مصرعہ مقدم مؤخر ہین اور اصل عبارت یون ہے کہ سے زاری کن چون در تو نیست این + بو کہ اُستادے رہاند مر ترا +

وندخطر بیرون کشاندمر ترا + چونکه کوری سرکش اندر راہ ہین + مطلب یہ ہے کہ اگر تمھارے اندر زور نہین ہے اور تمھارے
اندر خود قدرت دفع بلیّات کی نہین ہے تو خیر تواضع وزاری ہی کرو کہ اسی کے ذریعہ سے شاید رحمت حق جوش مین
آوے۔ اور کسی اُستاد کو تیرے لیے مقرر کردے وہ تیری ہدایت کردے۔ اگرچہ کسی درجہ ضلالت وگمراہی کو پہونچ
چکا ہو۔ اِس لیے کہ وہ قادرِ مطلق ہین وہ جو چاہین کرین اُنکی قدرت مین یہ بھی ہے کہ وہ ایک کافر گبر صد سالہ کو ایک
لمحہ مین ولی اور قطب کردین جیسا کہ حضرت غوث اعظمؒ کے تذکرہ مین اُنکے ایک شاگرد راوی ہین کہ ایک مرتبہ حضرت
تہجد کو حسب معمول اُٹھے تو مین بھی اُٹھ کھڑا ہوا کہ اگر کسی کام وغیرہ کی ضرورت ہوگی تو حاضر ہونگا۔ لیکن حضرت کے
سامنے نہین آسکے بلکہ ایک طرف کو آڑ مین رہے تو دیکھا کہ حضرت نے مصلے کی طرف رُخ نہین کیا بلکہ دروازہ کی طرف کو چلے
اور خانقاہ کا دروازہ کھول کر باہر تشریف لے گئے تو یہ بھی پیچھے ذرا فاصلہ سے چلے حتیٰ کہ حضرت شہر پناہ کے دروازہ پر
پہونچے۔ تو حضرت کی کرامت سے جسقدر قفل کہ لگ رہے تھے ٹوٹ کر گر پڑے اور پھاٹک کھُل گیا حضرت باہر
تشریف لے گئے اور یہ برابر ساتھ ہین۔ مگر ذرا فاصلے سے حتیٰ کہ شہر پناہ سے ذرا دور آگئے دیکھا کہ ایک بہت بڑا شہر ہے
حضرت اور یہ اُسمین داخل ہوے اِسکے بعد ایک مکان مین گئے حضرت جب اندر گئے تو یہ بھی چلے گئے اور ایک
کونے مین کھڑے ہوگئے دیکھا کہ چند آدمی بہت ہی پاکیزہ صورت بیٹھے ہین اور حضرت کو دیکھتے ہی وہ سب کھڑے
ہوگئے تھے اور پھر حضرت کے سامنے مؤدب بیٹھے ہوے تھے۔ اور ایک صاحب بہت ہی ضعیف اور نہایت
نورانی شکل ایک حجرہ سے نکلے اور اُس حجرہ مین سے کراہنے کی آواز آرہی تھی تو وہ شخص معمر اُس مریض کی تیمارداری
مین مشغول ہوے تھوڑی دیر مین وہ آواز تو منقطع ہوگئی اور پانی گرنے کی آواز آئی اِسکے بعد وہی معمر ایک جنازہ لیکر نکلے
تو حضرت نے اُسکی نماز پڑھائی اور وہ اُسکو لیکر چلے گئے اِسکے بعد اُن حاضرین نے عرض کیا کہ حضرت اب کیا حکم ہے تو
حضرت نے کچھ دیر سوچا کہ ایکدم سے دروازہ سے ایک نصرانی زنار پہنے داخل ہوا حضرت نے اپنے ہاتھ سے اُسکی زنار توڑی
اور کلمہ تلقین کیا اور فرمایا کہ یہ ہے اُسکے بعد وہان سے تشریف لے چلے تو یہ بھی پیچھے ہوئے حتیٰ کہ اُسی طرح خانقاہ مین
داخل ہوگئے اور حضرت نے نوافل ادا فرمائین۔ جب صبح ہوئی تو ان پر اسقدر حیرت غالب تھی کہ سبق نہ پڑھا گیا
حضرت نے فرمایا کہ پڑھو۔ تو عرض کیا کہ حضرت رات کے واقعہ کی حیرت اِس قدر غالب ہے کہ کچھ سمجھ مین ہی نہیں آتا
تب حضرت نے فرمایا کہ کیا تم ساتھ تھے اُنھون نے عرض کیا کہ جی ہان ہمراہ تھا تو فرمایا کہ وہ شہر جو کہ تم نے دیکھا تھا وہ
موصل تھا (جو کہ بغداد سے سیکڑون کوس پر ہے) اور وہ سب اقطاب تھے اور وہ معمر شخص حضرت خضر تھے اور وہ
مریض ایک قطب تھے وہ چونکہ انتقال فرما رہے تھے اِس لیے حق تعالیٰ نے اُنکی تجہیز تکفین کے لیے حضرت خضر علیہ السلام
کو مقرر فرمایا اور سب اقطاب کو ایک جگہ جمع کیا تھا کہ وہ انتقال فرما گئے اور حضرت خضر علیہ السلام اُنکو دفن کرنیکے لیے
لے گئے۔ اور چونکہ مین قطب الاقطاب ہون اس لیے اُن سب نے پوچھا کہ اُنکی جگہ اب کس کے لیے حکم ہے تو مین نے
حق تعالیٰ سے دعا کی ارشاد ہوا کہ قسطنطنیہ مین ایک نصرانی صلیب پرستی مین مشغول ہے اُسکو بنایا جاوے لہٰذا
طے الارض کے ذریعہ سے اُسکو حاضر کیا گیا۔ اور پھر مین نے تمھارے سامنے اُسکا زنار توڑ کر کلمہ تلقین کیا۔ بس
کلمہ کا تلقین کرنا تھا کہ وہ ابدال اور قطب ہوگیا۔ تو دیکھو ایک کافر کو ایکدم مین قطبیت عطا ہوگئی۔ لیکن عادت اللہ
یون جاری نہین ہے بلکہ عادت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ اول کام کرے پھر کچھ ملتا ہے لہٰذا اس بھروسہ پر کہ

فلان کو اِس طرح دولت ملگئی تھی ہمکو بھی ملیگی۔ کام کو شیخ چھوڑ بیٹھے کہ مضر ہے اور اسکی تو ایسی مثال ہے کہ جیسے کسی نے خون کیا تھا اور ڈاکہ ڈالا تھا لیکن جب اُسکو عدالت مین حاضر کیا گیا اور مقدمہ پیش ہوا تو اسپر گورنمنٹ کی طرف سے مراحم خسروانہ ہوے اور اُنکی وجہ سے رہا کر دیا گیا۔ اب کوئی نادان اِسکو دیکھ کر یون کہنے لگے کہ بس ڈاکہ ڈالنے سے تو رہا ہو جاتے ہین اور خوب مال ملتا ہے اور خوب رہزنی اور قتل و غارت شروع کر دے اور کوئی کام احکام گورنمنٹ مین سے نہ مانے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ ایکروز پھانسی ہوگی اور ان حضرت کا گلا ہوگا۔ خوب سمجھ لو۔ کہ ہمیشہ کام مین لگے رہو اور شیخ اور اُستاد کے دامن کو مت چھوڑو اور اُس سے علیحدگی اختیار مت کرو۔ اور اُسکی شان مین گستاخی مت کرو کہ باعث محرومی اور بہت بڑی گمراہی ہے اللہم احفظنا۔ آگے فرماتے ہین کہ۔

تو کم از خرسی۔ الخ۔ یعنی تو تو ریچھ سے بھی کم ہے کہ درد کی وجہ سے آہ و نالہ بھی نہین کرتا۔ اور دیکھو کہ ریچھ نے فریاد کی تو وہ چھوٹ گیا اِسی طرح اگر تم تضرع و زاری کروگے تو ان قیود نفسانی اور شیطانی سے رستگاری پاؤگے۔ اب چونکہ نافرمانی اور گستاخی شیخ اور محسن ایک بڑی بلا تھی اور مولانا کی عادت ہے کہ جب کسی ایسی شے کا ذکر فرماتے ہین تو فوراً مناجات فرمانے لگتے ہین۔ لہذا آگے بھی مناجات فرماتے ہین کہ۔

اے خدا۔ الخ۔ یعنی اے الٰہی اِس پتھر دل کو موم کر دے اور اُسکے نالہ کو اچھا اور مرحوم کر دے۔ مطلب یہ ہے کہ اے الٰہی ہمارے قلوب کو جو بہت ہی سخت ہو گئے ہین نرم فرما دے۔ اور ہمارے نالون مین ایسا تضرع و زاری بخش کہ جس سے تجھے رحم آوے اِس لیے کہ اگر تضرع و زاری نہ ہوگی تو اُسپر آپکو بھی رحم نہ ہوگا۔ تو صرف زبان سے استغفار کرنے سے کوئی نتیجہ نہ نکلیگا۔ آگے اسپر ایک حکایت لاتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ایک اندھا یہ صدا لگاتا تھا کہ اے مسلمانو مین دو کوریون مین مبتلا ہون اِس لیے مجھپر دُہرا رحم کرو۔ جب لوگون نے اُس سے پوچھا کہ اِسکا کیا مطلب ہے کہ دو کوریون مین مبتلا ہے تو بولا کہ ایک تو مین اندھا ہون اور دوسری میری آواز بہت ہی بُری ہے تو جب کسی سے مانگتا ہون تو وہ میری آواز کو سنکر دھتکار دیتا ہے اِس لیے ایک یہ بھی باعث محرومی ہے تو دو کوریان میرے اندر ہین تو مولانا فرماتے ہین کہ ایک تو ہمارے قلوب اندھے ہی ہین اور پھر اگر آواز مین بھی تضرع و زاری نہ ہوگا تب تو بس بالکل گئے گذرے ہونگے اور ایک کی جگہ دو بلکہ تین کوریان ہو جاوینگی تو پھر رحمت حق ہو ہی نہین سکتی۔ والعیاذ باللہ۔ اب سمجھو فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

گفتن نابینائے سائل با مردم کہ من دو کوری دارم مرا رحم کنید

آن یکے کوری ہمی گفت الامان	من دو کوری دارم از اہل زمان
پس دو بارہ رحمتم آرید ہان	چون دو کوری دارم اے اہل زمان
از تعجب مردمان گفتند لیک	این دو کوری را بیان کن نیک نیک
زانکہ یک کوریت مے بینیم ما	آن دگر کوری کدام آن وا نما

گفت زشت آوازم و ناخوش نوا — زشت آوازی و کوری شد دو تا
بانگ زشتم مایهٔ غم می شود — مهر خلق از بانگ من کم می شود
زشت آوازم بہر جا کہ رود — مایهٔ خشم و غم و کین می شود
بر دو کوری رحم را دو تا کنید — اینچنین نا گنج را گنجا کنید
کرد نیکو چون بگفت این راز را — لطف آواز دلش آواز را
زشتی آواز کم شد زین گله — خلق شد با وی برحمت یکدله
وانکه آواز دلش ہم بد بود — آن سه کوری زشتی سرمد بود
لیک وہابان کہ بی علت دہند — بو کہ دستی بر سر زشتی نہند
چونکہ آوازش خوش و مرحوم شد — زو دل سنگین دلان چون موم شد
نالهٔ کافر چو زشت ست و شہیق — زان نمی گردد اجابت را رفیق
اخسئوا بر زشت آواز آمدست — کو بخون خلق چون سگ بود مست
چونکہ نالهٔ خرس رحمت کش بود — نالهٔ تو نبود این ناخوش بود
وانکہ با یوسف تو گرگی کردهٔ — باز خون بی گناہے خوردهٔ
توبہ کن وز خورده استفراغ کن — ور جراحت کہنہ شد رو داغ کن
باز گرد از گرگی ای روباہ پیر — نصرت از حق می طلب نعم النصیر

یہان سے مولانا فریاد و گریہ وزاری کے ساتھ دردِ دل کی ضرورت بتانا چاہتے ہین اور فرماتے ہین کہ ایک اندھا کہہ رہا تھا کہ آئی تو یہ اور اندھون مین تو ایک ہی اندھاپن ہوتا ہے مجھ مین دو ہین۔ اس لیے اگر اُنپر ایک شفقت کی ضرورت ہے تو مجھپر دو شفقتون کی۔ کیونکہ تو مجھ مین دو اندھے پن ہین۔ لوگون نے تعجب سے کہا کہ اُن اندھے پنون کو مفصل بیان کر ہمکو ایک ہی اندھاپن دکھلائی دیتا ہے تم بیان کرو۔ کہ دو اندھے پن کون سے ہین تو اس نے کہا کہ مین بدآواز ہون ایک میری بدآوازی دوسرے اندھاپن یون دو اندھے پن ہوگئے۔ میری بدآوازی باعث رنج ہو جاتی ہے اور جسقدر میرے اندھے پن سے اُنکو رحم آتا ہے وہ بھی میری آواز سے جاتا رہتا ہے غرضکہ جہان میری آواز جاتی ہے غم وغصہ اور مخالفت کا سبب ہو جاتی ہے۔ پس تم میرے ان دو اندھے پنون پر رحم کرو اور اس کمین نہ سمانے والے کو سمائی کے قابل کردو۔ جب اُسنے یہ کہا تو اسکی اس دردبھرے دل کی آواز کے لطف نے اُسکی آواز کو خوش آیندہ کر دیا۔ اور اسکی اس شکایت نے اُسکی آواز کی برائی کو مٹا دیا۔ اور لوگون نے متفق ہوکر اُسپر رحم کیا۔ اب تم غور کرو کہ جس کے دل کی آواز بھی بری ہو اور دلمین درد بھی نہ ہو۔ تب تو تین اندھے پن جمع ہو جائینگے جو کہ اغلب احوال مین اسکے لیے دائم ہونگے اغلب احوال مین ہم نے اس لیے کہا کہ یہ اہل اللہ جو بے علت و توقع نفع سخاوت کرتے ہین ممکن ہے اسکے سر پر دست شفقت رکھین اور اسکی اس نابینائی کو دور کرکے بینا اور عارف کردین۔ اس لیے چاہیے کہ ایسے لوگون کی بھی تحقیر نہ کیجاوے کیونکہ اُنکا اہتدا ممکن ہے گو بعید ہے۔ غرض جب اُسکی آواز دردِ دل سے خوش آیندہ اور قابل رحم ہوگئی تو اس سے سخت دلون کا دل

موم کی طرح نرم ہوگیا۔ اور اُنہوں نے اُس پر رحم کیا یہاں تک تو درد دل کی فضیلت معلوم ہوگئی اب کچھ بے درد کا بیان بھی سُن لینا چاہیئے نالۂ کافر چونکہ بُرا اور مکروہ ہے اِس لیے اجابت سے قرین نہیں ہوتا۔ اور اِس زشت آواز کے لیے حکم ہوتا ہے اخسئوا فیہا ولا تکلمون اور اُسکی آواز میں زشتی کیوں پیدا ہوئی اِس لیے کہ وہ خونخوار تھا اور خلق خدا کے خون سے کتے کی طرح یا گدھے کے مانند مست تھا۔ کم از کم یہ کہ خود اپنے ہی اوپر ظلم کرتا تھا۔ اور اپنے اوپر بھی اُسکو درد نہ آتا تھا۔ جبکہ ریچھ کا نالہ تو رحمت کو اپنی طرف متوجہ کرنے والا ہو اور تیرا نالہ رحمت کو اپنی طرف مائل نہ کرے تو اِسکی وجہ یہ ہے کہ وہ ناپسندیدہ ہے اور وجہ یہ ہے کہ تو نے اپنی جان پر جو کہ یوسف کے مانند عزیز ہے زیادتی کی ہے اور اِسکے ساتھ بھیڑیا پن کیا ہے یا ایک بے گناہ کا خون کھایا ہے یعنی کسی دوسرے کو بھی اولاد وغیرہ کو گمراہ کیا ہے۔ پس توبہ کر اور جو کھایا ہے اُسکو نکال اور مجاہدہ کر۔ اور اگر زخم پُرانا ہوگیا ہے تو اُس کو داغ کر۔ یعنی مجاہدہ میں انتہائی کوشش کر اور اے پُرانے حیلہ گر تو آیندہ کے لیے اِس بھیڑیے پن اور اپنے نفس پر اور دوسروں پر ظلم کرنے سے باز آ اور خدا سے مدد چاہ وہ بہتر مدد کرنے والا ہے۔

شرح شبیری

ایک اندھے سائل کا لوگوں سے یہ کہنا کہ میں دو کوری رکھتا ہوں مجھ پر رحم کرو

آن یکے الخ۔ یعنی ایک اندھا کہتا تھا کہ اللہ بھلا کرے سلے لوگو میں دو کوری رکھتا ہوں۔

پس دوبارہ۔ الخ۔ یعنی پس رحم (بھی) دوبار کرو جبکہ میں دو کوری رکھتا ہوں اور میں بیچ میں ہوں۔ تو رحم بھی دو ہونے چاہییں۔

از تعجب الخ۔ یعنی لوگوں نے تعجب سے کہا لیکن ان دونوں کوریوں کو تو ذرا اچھی طرح بیان کر دکہ اِس سے کیا مراد ہے)

زانکہ الخ۔ یعنی اِس لیے کہ تیری ایک کوری ہم دیکھ رہے ہیں وہ دوسری کوری کیا ہے ذرا دکھلا تو سہی۔

گفت زشت الخ۔ یعنی بولا کہ میں بُری آواز والا ہوں اور بُری صدا والا تو زشت آوازی اور کوری دُہری ہوگئی

بانگ زشتم الخ۔ یعنی میری بُری آواز سبب تکلیف (خلق) ہوتی ہے اور میری آواز کی وجہ سے لوگونکی مہربانی کم ہوجاتی ہے۔

زشت آوازم الخ۔ یعنی میری بُری آواز جہاں جاتی ہے غصہ اور غم اور کینہ کا سبب ہوجاتی ہے (اور لوگ مجھ سے نفرت کرنے لگتے ہیں)

بر دو کوری الخ۔ یعنی دو کوری پر رحم بھی دُہرا کرو اور ایسے نہ سمانے والے کو بھی کہیں جگہ دیدو۔

زشتی آواز۔ یعنی اِس گلہ کرنے سے اُسکی زشت آوازی کم ہوگئی اور مخلوق نے اُسپر ایک دل ہو کر رحم کیا یعنی اُسکی اِس نالہ و فریاد اور اپنی کمی کے اعتراف کا یہ اثر ہوا کہ سب لوگ اُسپر مہربان ہوگئے۔

کردنیکو الخ۔ یعنی اُس کے دل کی آواز کی خوبی نے اُسکی آواز ظاہر کو بھی اچھا کر دیا۔ جبکہ اُسنے راز کو کہا۔ یہاں عبارت میں کچھ تقدیم و تاخیر ہے اور کرد کا مفعول اول تو نکفت دل ہے اور مفعول ثانی آواز ہے اور عبارت

یون ہی کہ گو دلطف آواز دلکش آواز رانیکو ہی گفت اور ازراہ اسی لیے معنی بھی اسی اعتبار سے لیے گئے ہین مطلب یہ ہی
کہ اس تضرع وزاری سے لوگونکی وہ نفرت جو اُسکی آواز سے تھی جاتی رہی اور اُسپر سب نے رحم کیا۔ اسیطرح اگر دعاء درعوا
عن الحق مین ہماری آواز مین بھی تضرع ہوگا تو ضرور ہے کہ رحمت حق متوجہ ہوگی ورنہ عادت اللہ یون ہی کہ ایسے
موقعہ پر رحمت نازل نہین ہوتی۔ آگے فرماتے ہین کہ۔

وانکہ آواز الخ۔ یعنی اور وہ شخص کہ جسکی آواز قلب بھی بُری ہو اُسکو تو یہ تینون بُریان ہمیشہ کے لیے بُرائی ہوجاوین۔ اور
اُسکے اندر تو دو ہی کوریان تھین لیکن اب یہ تینون کوریان ہوجاوین جیسا کہ ظاہر ہے کہ ایک کوری چشم اور دوسری
آواز اور تیسری قلب کی۔

لیک وہابان الخ۔ یعنی لیکن عطا فرمانے والے جو کہ بے سبب بھی عطا فرماتے ہین شاید کہ اُسکی زشتی پر کوئی ہاتھ
رکھدین۔ مطلب یہ کہ عادت اللہ تو یون ہی جاری ہے لیکن ممکن یہ بھی ہے کہ باوجود اُسکے عناد اور مخالفت کے تینون کوریان
جمع ہوجاینگے۔ کوئی بندہ خدا اُسپر مہربان ہو اور اُسکی ساری خرابیان دور ہوجاوین اور ساری گند کٹجاوے اس لیے کہ ان
حضرات کی عطا کے لیے کسی علت اور سبب کی ضرورت نہین ہے۔ بلکہ وہ حضرات بے کسی اپنی حاجت کے بھی
عطا فرما دیتے ہین۔ لیکن اسپر بھروسہ نہ کرے کہ یہ اتفاقی ہے۔ عادی نہین ہے جیسا کہ اوپر بتایا بھی گیا ہے آگے
پھر اس سائل کو فرماتے ہین کہ۔

چونکہ الخ۔ یعنی جبکہ آواز اچھی اور مرحوم ہوگئی تو اُس سے سنگین دلون کا دل بھی موم کی طرح ہوگیا۔ یعنی بڑے بڑے
سنگدلون کو بھی اُسکی بے کسی اور بے بسی پر رحم آ ہی گیا تو جو حضرات کہ رحم دل اور نرم دل ہوتے ہین وہ تو کیون
رحم نہ فرمادینگے خوب سمجھ لو۔ اور فرماتے ہین کہ۔

نالۂ کافر الخ۔ یعنی کافر کا نالہ جب بُرا ہے اور منکر ہے اسی لیے اجابت کا قرین نہین ہوتا مطلب یہ کہ تضرع کا تو وہ
اثر ہوتا ہے کہ سنگدل بھی موم کی طرح نرم ہوجاتے ہین۔ اور سختی اور تکبر کا یہ اثر ہوتا ہے کہ اُسکو سب نفرت سے دیکھتے ہین
اور اسی لیے چونکہ دعا کافر اور فریاد منکر کبھی قبول نہین ہوتی بلکہ رد ہوتی ہے۔

اخسئوا۔ الخ۔ یعنی زشت آوازی پر ہی اخسئوا کا جواب آیا ہے اس لیے کہ وہ آزار ہی مخلوق کی وجہ سے کتے کی مثل
ہو رہا تھا۔ مطلب یہ کہ چونکہ کفار کی ذات سے اکثر اہل ایمان کو کلفت ہی ہوتی ہے اور پھر خاص کر حضور مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم کو بہت ہی ہوتی ہے کیونکہ آپکی خدمت مین ہر ہفتہ مین اعمال پیش ہوتے ہین اس لیے حق تعالے کو کفار کی دعا
اور اُنکی پکار بہت ہی منکر معلوم ہوتی ہے۔ اور اُنکی دعا پر اسی لیے قیامت مین اخسئوا فیہا ولا تکلمون ارشاد ہوگا تو دیکھیے
تضرع نہ ہونے سے کس قدر بڑی مضرت ہے۔

چونکہ الخ۔ یعنی جبکہ ریچھ کی فریاد رحمت کی جاذب ہے تو اگر تیرا نالہ ایسا نہین ہے تو وہ بُرا ہے۔ مطلب یہ کہ دیکھو جب
اُس ریچھ نے فریاد کی تو اُسکی فریاد پر تو ایک نیک انسان کو رحم آگیا لیکن تیری فریاد پر جو حق تعالے کو رحم نہین آتا
حالانکہ وہ رحیم وکریم ہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ تیرا نالہ دل سے نہین ہے بلکہ وہ ایک آواز منکر ہے کہ جس سے سب کو
نفرت ہے اور صرف زبان ہی سے کہہ رہا ہے دل بالکل کورا پڑا ہے ورنہ رحمت حق بہانہ میجوید + اگر تیرے
اندر ذرا سا بھی تضرع ہوتا تو ضرور حق تعالے کو توجہ ہوئی اور ضرور رحمت نازل ہوتی۔ لہذا توبہ کرو اور تضرع وزاری

اور تواضع اختیار کرو۔ آگے خود فرماتے ہین کہ۔

وانکہ الخ۔ یعنی تو نے جو یوسف (جیسون) کی ساتھ گرگی کی ہی اور پھر کسی بیگناہ کا خون کھایا ہی۔

توبہ کن الخ۔ یعنی توبہ کر اور کھائے ہوئے کی سقے کر۔ اور اگر زخم پرانا ہو گیا ہی تو داغ لگوا۔ (کہ حدیث مین ہی کہ آخر دوا داغ لگوانا ہی) مطلب یہ ہی کہ تمنے جو اس نافرمانی اور عصیان سے اہل اللہ اور بندگان خدا اور انبیاء کو تکلیف پہونچائی ہی اور ویسے بھی اون کو ستایا ہی اور بہت سے حقوق العباد کھائے بیٹھے ہو تو اب اس سے نجات ملنے کا یہ طریقہ ہی کہ جسکو ستایا ہی اوس سے معاف کراؤ۔ اور حقوق العباد جو کھا چکے ہو اون کو ادا کرو اور آگے او سکے بعد پھر تضرع وزاری کام دے سکتی ہی۔ ورنہ اگر حقوق العباد گردن پر باقی رہین اور زبانی توبہ کیجیا دے تو اس تضرع وزاری سے کام نہین چلتا۔ بلکہ بعد ان مجاہدون کے جن کو ستایا ہی اونسے بمنت معافی مانگی جاوے اور حقوق العباد ادا کئے جاوین تب یہ تضرع وزاری کارآمد ہو سکتی ہی۔ اور اگر قلب بالکل ہی مسخ ہو چکا ہو اور کسی طرح درست ہی نہوتا ہو تو اب اوسکا یہ علاج ہی کہ اوسکو خوب اچھی طرح ذلیل وخوار کرو اور مجاہدات وریاضات کاملہ کرو اور اپنے کو کسی شیخ کامل کے سپرد کر دو اوس کے بعد پھر انشاء اللہ تم پر رحمت نازل ہو گی۔

آگے نصیحت فرماتے ہین کہ۔

باز گرد الخ۔ یعنی اے بڈہی لومڑی (کی طرح) گرگی سے باز آجا۔ اور حق تعالیٰ سے مدد چاہ کہ وہ بہت اچھا مدد کرنے والا ہی۔ مطلب یہ کہ اے مکار اور اے نفس و شیطان کے جال مین پہنسنے والے ذرا تو اپنے دل مین شرما اور اس مردم آزاری سے باز آ۔ اور اسمین حق تعالیٰ سے مدد مانگ کہ وہ تیری مدد فرما دینگے اور تو مقصود کو پہونچ جاویگا۔ اب آگے اوس ریچھ کی اور اس شخص کی حکایت کو پورا فرماتے ہین۔

شرح حبیبی

تتمہ حکایت خرس وآن ابلہ کہ بر وفاے خرس اعتماد کردہ بود

خرس ہم از اژدہا چون وارہید — وان کرم زان مرد مردانہ بدید

چون سگ اصحاب کہف آن خرس زار — شد ملازم از پئے این بردبار

آن مسلمان سر نہاد از خستگی — خرس حارس گشت از دل بستگی

آن یکے بگذشت و گفتش حال چیست — اے برادر مر ترا این خرس کیست

قصہ واگفت وحدیث اژدہا — گفت بر خرسے منہ دل ابلہا

دوستی ز ابلہ بتر از دشمنی است — او بہر حیلہ کہ دانی راندنی است

گفت واللہ از حسودی گفت این — ورنہ خرسے چہ نگری این مہر بین

گفت مہر ابلہان عشوہ دہ است — این حسودی من از مہرش بہ است

ہی بیا با من بران این خرس را — خرس را مگزین مہل تو جنس را

گفت رو رو کار خود کن اے حسود — گفت کارم این بد و رزقت نبود

من کم از خرسے نباشم اے شریف — ترک او کن تا منت باشم حریف

بر تو دل می لرزدم ز اندیشهٔ / با چنین خرسے مرو در بیشهٔ
این دلم هرگز نلرزید از گزاف / نور حق است این نه دعوے و نه لاف
مومنم ینظر بنور الله شده / هان وهان بگریز ازین آتشکده
اینهمه گفت و بگوشش در نرفت / بدگمانی مرد را سدیست زفت
دست او بگرفت و دست از وے کشید / گفت رفتم چون نهٔ یار رشید
گفت رو بامن تو غمخواره مباش / بوالفضولا معرفت کمتر تراش
بازگفتش من عدوے تو نیم / لطف باشد گر بیائی در پیم
گفت خوابستم مرا بگذار و رو / گفت آخر یار را منقاد شو
تا بخسپی در پناه مقبلے / در جوار دوستے صاحبدلے
در خیال افتاد مرد از جد او / خشمگین شد زود بگردانید رو
کین مگر قصد من آمد خونی است / یا طمع دارد گدائے تونی است
یا گرو بستست با یاران بدین / که بترساند مرا زین همنشین
یا حسد دارد ز مهر یار من / کاینچنین جد می کند در کار من
خود نیامد هیچ از خبث سرش / یک گمان نیک اندر خاطرش
ظن نیکش جملگی بر خرس بود / او مگر مر خرس را همجنس بود
بدگمان و ابله و نا اهل بود / وز شقاوت او مطیع جهل بود
بدرگ و خود رائے و بدبخت ابد / گمره و مغرور و کور و خوار و رد
خرس را بگزید بر صاحب کمال / روسیه حاصل بته فاسد خیال
عاقلے را از خری تهمت نهاد / خرس را دانست اهل مهر و داد

جب ریچھ نے اژدہے کے پنجہ سے رہائی پائی اور اس بہادر شخص کی یہ شفقت مشاہدہ کی تو وہ بیچارہ ریچھ سگ اصحاب کہف کیطرح اس شخص کے پیچھے لگ لیا سا اور اسکے ساتھ ہو لیا - وہ مسلمان کہین ماندگی کے سبب لیٹ رہا - تو ریچھ اُس تعلق کے سبب جو اوسکو اس شخص کیساتھ پیدا ہو گیا تھا پہرہ دینے لگا - اتفاقاً ایک شخص کا وہان گذر ہوا تو اُسنے دریافت کیا کہ بھائی یہ کیا بات ہی اور اس ریچھ کو تجھ سے کیا تعلق ہے اسنے وہ تمام واقعہ اور اژدہے کی کہانی بیان کی اوسنے کہا کہ ارے احمق ریچھ سے دل نہ لگانا نادان کی دوستی دشمنی سے بدتر ہی لہذا جس تدبیر سے بھی ممکن ہو اسکو نکال دینا چاہیے - اوس شخص نے یہ سنکر کہا کہ اسنے میرے اس امتیاز پر حسد کیا اور حسد سے ایسا کہتا ہی ورنہ اسکے ریچھ پن کو کیا دیکھتے ہو اسکی محبت کو دیکھنا چاہیئے - گو صورتاً ریچھ ہی مگر اسکی محبت آدمیون سے زیادہ ہی - لہذا یہ ہرگز نکالنے کے قابل نہین - اوسنے کہا کہ یہ سچ ہی کہ یہ محبت کرتا ہی مگر احمقون کی دوستی دہوکھا دینے والی ہوتی ہی اور میرا یہ حسد (یعنی میری نصیحت جسکو تو حسد سمجھتا ہی) اسکی محبت سے اچھا ہی دیکھہ تو میری ساتھ آ - اور اس ریچھ کو چھوڑ دے اور ریچھ کو اپنی ہم جنس کے مقابلہ مین مت اختیار کر اور اپنے ہمجنس کو مت چھوڑ - اوسنے کہا چل چل اپنا کام کر زیادہ باتین نہ بنا - مین سمجھتا ہون

کہ تو حاسد ہی اوسنے کہا خیر میرا جو کام تھا کر چکا تمھاری قسمت مین کیا کرون سارے بہلے مانس مین ریچھ سے تو کم نہین اسے چھوڑ دے کہنا مان اور میرا ساتھی ہوجا - مجھے تیرے متعلق کھٹکا ہی اور اس سے میرا دل کانپ رہا ہی معلوم نہین کہ اس ریچھ کے سبب تجھپر کیا مصیبت نازل ہو تو ایسے ریچھ کے ساتھ جنگل مین نہ جا یہ میرا کلیجہ فضول دہک دہک نہین کرتا - مین سچ کہتا ہون یہ ڈینگ اور شیخی نہین بلکہ نور حق اور اس فراست کے سبب ہے جو حق سبحانہ مومنین کو عطا فرماتے ہین چونکہ مین مومن ہون اور حق سبحانہ کے نور سے دیکھتا ہون اسلیئے میرا گمان غلط نہین دیکھہ دیکھہ کہنا مان اور اس آتشکدہ سے بھاگ اوسنے یہ سب کچھ کہا مگر اوسنے ایک بھی نہ سنی اور بدگمانی اسکے لئے ایک زبردست حاجب ہوگئی کیونکہ بدگمانی آدمی کیلیئے ایک مضبوط روک ہی بالآخر اوسنے یہ کیا کہ اوسکا ہاتھ پکڑا اور اپنی طرف کہینچا - مگر اوسنے ہاتھ بھی چھڑا لیا جب اوسنے دیکھا کہ کسیطرح نہین مانتا تو مجبور ہوکر کہا کہ خیر جبکہ تو ٹھیک ساتھی نہین ہی تو مین جاتا ہون اوسنے کہا بسم اللہ آپ تشریف لیجائیے اور میری ہمدردی نہ کیجئے اور یہ بزرگی کی باتین نہ بنائیے - پھر بھی اُس ناصح سے نہ رہا گیا اور کہا کہ دیکھہ مین تیرا دشمن نہین ہون تیری بڑی مہربانی ہوگی اگر تو میری بات مان لے اوسنے کہا مجھے نیند آرہی ہی للہ مجھے معاف کیجئے - اور آپ تشریف لیجایئے اوسنے پھر کہا کہ ارے نادان اپنے دوست کی بات مان لے تاکہ تو ایک خوش نصیب دوست صاحبدل کی پناہ مین اور اوسکے پاس سوئے اس اصرار سے وہ شخص بیہودہ خیال مین پھنس گیا - کہ یہ کوئی خونی ہی جو مجھے مارنے آیا ہی یا کوئی لالچی فقیر اور کمینہ ہی کہ مجھپر احسان رکہکر کچھ اینٹھنا چاہتا ہے یا اسنے اپنے دوستون سے اسکی شرط بدی ہی کہ مجھکو میرے اس ہم نشین سے ڈرادے اور بدظن کرکے چھڑا دے - یا میرے اس یار کی دوستی سے حسد کرتا ہی کہ میرے معاملہ مین اسقدر اصرار کرتا ہی یہ خیال کرکے غصہ ہوکر منہ پھیر لیا اور بجز خیالات فاسدہ کے اسکے خبث باطن سے ایک خیال بھی اچھا اوسکے دلمین نہ آیا - بلکہ اچھا گمان بالکل اوسکو ریچھ پر تھا - معلوم ہوتا ہی کہ بلحاظ طلیت کے وہ ریچھ کا ہمجنس تھا - بدگمان تھا - احمق تھا - نااہل تھا اور اپنی بدبختی سے نادانی کا مطیع تھا - بدذات تھا - بدرائے تھا بدبخت ابدی تھا گمراہ تھا دہوکہ مین مبتلا تھا اندہا اور ذلیل و مردود تھا - کہ اس روسیاہ بتاہ حاصل اور فاسد خیال نے ایک صاحب کمال کے مقابلہ مین ریچھ کو ترجیح دی اور اپنے گدھے پن سے ایک عاقل پر حسد وغیرہ کی تہمت رکھی - اور ریچھ کو دوست سمجھا -

شرح شبیری

ریچھ اور اُس بیوقوف کی حکایت کا تتمہ جسنے کہ ریچھ کی وفاداری پر بھروسہ کیا تھا -

خرس الخ - یعنی ریچھ بھی جب اژدہا سے چھوٹ گیا اور اُس مرد مردانہ سے یہ کرم دیکھے -

چون الخ - یعنی اصحاب کہف کے کتے کی طرح وہ ضعیف ریچھ اوس یار غار کے پیچھے ہولیا -

آن الخ - یعنی وہ مسلمان تو خستگی کی وجہ سے لیٹ گیا - اور وہ ریچھ خوب دل لگاکر اوسکا محافظ بنا - یعنی یہ شخص تو سوگیا اور ریچھ صاحب نے پہرا دینا شروع کیا -

آن یکے الخ - یعنی ایک شخص گذرا تو اوسنے کہا کہ یہ کیا حالت ہی ارے بھائی یہ ریچھ تیرا کون ہی (آیا بھائی یا باوا ہی) جو اسطرح آرام سے آپ اسکی نگہبانی مین مصروف ہو رہے ہین -

قصہ الخ- یعنی اس شخص نے قصہ کہا اور اژدہا کی بات کہی تو اوسنے کہا کہ اے بیوقوف ایک ریچھ پہ دل مت رکھ یعنی اس سونے والے نے سب قصہ سنایا کہ اسطرح سے یہ میرے ساتھ ہوا ہی تو اُس ناصح نے کہا کہ ارے بیوقوف اسپر بھروسہ مت کر اور اسکو دوست مت سمجھ - اسلئے کہ -

دوستی الخ- یعنی بیوقوف کی دوستی دشمنی سے بھی بدتر ہے اور یہ تو جس حیلہ سے کہ تو جانے نکالنے کے قابل ہی مطلب یہ کہ چونکہ دشمن سے تو انسان بچاؤ کرتا ہی اور اوسکے نقصانات سے پرہیز کرتا ہی لیکن اگر کوئی شخص دوستی کے پیرایہ مین دشمنی کرے تو وہ بہت ہی خطرناک ہی تو چونکہ بیوقوف کو عقل تو ہی نہین اسلئے بجائے نفع کے ضرر ہی پہونچاویگا - اور چونکہ اوسکو دوست سمجھے ہوئے ہی اس سلئے بچاؤ بھی نکریگا - لہذا اسکی دوستی دشمنی سے بھی بدتر ہوئی - اور چونکہ یہ ریچھ حیوان اور بیوقوف ہی اسلئے اسکو بھی جسطرح ہو سکے اپنے سے الگ کردے ان ساری نصیحتون کو سنکر وہ حضرت ریچھ والے فرماتے ہین کہ -

گفت واللہ الخ- یعنی وہ ریچھ والا کہنے لگا کہ خدا کی قسم حسد کی وجہ سے یہ کہا ہی ورنہ ریچھ ہین کیا دیکھتے ہو اس مہربانی کو دیکھو- مطلب یہ کہ جب اوس پندگو نے یہ باتین کہین اور کہا کہ بھائی اسکو اپنے پاس سے ہٹادے تو آپ فرماتے ہین کہ چونکہ مجھے اسقدر امتیاز حاصل ہی کہ میرا نگہبان ایک درندہ ہی اسلئے آپکو حسد پیدا ہوا ہی اور چاہتے ہو کہ یہ امتیاز مجھے حاصل نہو ورنہ اسکے اندر تو خرسی کا کہین پتا بھی نہین - بلکہ یہ اسکی ملاطفت اور مہربانی قابل دید ہی - کہ یہ ایک انسان کی کسطرح حفاظت کررہا ہی (عجب کوڑمغز آدمی ہی) یہ سنکر وہ پندگو کہتا ہی کہ -

گفت الخ- یعنی اوس پندگو نے کہا کہ بے وقوفونکی مہربانی دہوکا دینے والی ہوتی ہی اور میری یہ حسودی اوسکی مہربانی سے بہتر ہی اسلئے کہ اوسمین تو تیرا کوئی فائدہ بجز ایک حصول امتیاز موہوم کے کچھ بھی نہین ہی اور میری اس نصیحت مین جسکو کہ تو اپنی کجفہمی سے حسد سمجھ رہا ہے تیرا فائدہ ہی اسلئے چاہیے کہ نصیحت کو سُن اور اس کو الگ دی اور کہا کہ ہی بیا با من الخ- یعنی ارے میری ساتھ آ اور اس ریچھ کو بھگا دے خرس کو قبول مت کر اور ہمجنس کو چھوڑ مت

گفت الخ- یعنی وہ ریچھ والا بولا کہ ارے حاسد جا اپنا کام کر- تو وہ ناصح بولا کہ میرا کام تو یہی تھا اور تیری قسمت مین نہ تھا مطلب یہ کہ اب اون ریچھ والے صاحب کو جوش آیا اور بولے کہ اے چل کہانکی نصیحت لئے پھرتا ہی وہ چونکہ بہت ہی مشفق تھا اسلئے کہنے لگا کہ بھائی میرا تو کام یہی نصیحت کرنا تھا اب تیری قسمت ہی مین نہو تو مین کیا کرسکتا ہون یہ کہکر پھر جوش شفقت سے سمجھانے لگا کہ -

من کم از الخ- یعنی اے بھلے آدمی مین ریچھ سے تو کم نہین ہون تو اسکو چھوڑ تا کہ مین (اوس سے اچھا) تیرا ساتھی ہوجاؤن -

بر تو دل الخ یعنی میرا دل تیرے اوپر اندیشہ کی وجہ سے کانپ رہا ہی ارے تو ایک ریچھ کیساتھ جنگل مین مت جا- مبادا تجھے کوئی گزند پہونچادے کہ آخر تو حیوان لایعقل ہی- جب غصہ آوے تو بھلے برے کی کچھ بھی تمیز نہ رہیگی خداکے لئے میرے کہنے کو مان لے - اور اسکو چھوڑ دے اور کہتا ہی کہ -

این دلم الخ- یعنی یہ میرا دل فضول نہین کانپ رہا ہی- بلکہ یہ نور حق ہی کوئی دعوے یا شیخی نہین ہی مطلب یہ کہ مین جو یہ کہہ رہا ہون کہ مجھے اندیشہ ہی کہ مبادا کہین تجھکو یہ گزند پہونچادے تو یہ میرا خیال ہی نہین ہی بلکہ یہ مین الہام

سے کہہ رہا ہون صرف شیخی اور دعوے ہی نہین ہی بلکہ جو کہہ رہا ہون ضرور ہوگا - اسلئے خدا کیلئے میرا کہا مان اور اسکو چھوڑ اور وہ کہتے لگا
مومنم الخ یعنی مین مومن ہون وہ کہ ینظر بنور اللہ ہو چکا ہو تو ضرور اس آتشکدہ سے بھاگ - مطلب یہ کہ دیکھہ میرا کہنا کوئی ایسا
کہنا نہین ہی کہ صرف ایک گمان اور وہم سے کہا ہو بلکہ میری وہ حالت ہی کہ مین الحمد للہ نور حق سے دیکھتا ہون اور مجھے بصیرت
کاملہ حاصل ہی - اسلئے مجھے صاف طور پر معلوم ہو رہا ہی اور الہام کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہی کہ یہ تجھے گزند پہونچا ویگا - اسلئے خدا
کیلئے اس سے الگ رہ اور اس سے دوستی مت کر آگے مولانا فرماتے ہین کہ -

اینہمہ گفت الخ - یعنی یہ سب کچھ کہا اور اوسکے کان مین کچھہ نہ گیا - اسلئے کہ بدگمانی انسانکے لئے ایک سخت روک ہی - مطلب یہ کہ چونکہ
اس شخص کو اوس مرد خدا پر بدگمانی ہو گئی تھی کہ اسکی کوئی غرض اس سمجھانے مین ہی لہذا یہ بدگمانی قبول حق سے اوسکو بہت
بڑی رکاوٹ اور آڑ ہو گئی - اور اوسنے ہرگز قبول حق نہ کیا اب جبکہ زبانی سمجھانے سے اوسکی سمجھ مین نہ آیا تو اوسنے پھر
ایک کوشش کی اور وہ یہ کہ -

دست الخ - یعنی اوس ناصح نے اوسکا ہاتھہ پکڑا اور اوسنے اوس سے ہاتھہ کھینچ لیا - تب وہ ناصح بولا کہ جب تو یار رشید نہین
ہی تو مین جاتا ہون - مطلب یہ کہ اوس ناصح نے اوسکا ہاتھ پکڑ کر وہانسے اوٹھایا تو اُن حضرت نے اپنا ہاتھ چھڑا لیا اور کھڑے نہین
ہوئے جب اسمین بھی وہ ناکام رہا تو بولا کہ اچھا بھائی مین تو جاتا ہون جب کسی طرح مانتا ہی نہین - اوس بیچارہ نے تو یہان تک
خیر خواہی کی اور اسقدر سمجھایا اوسپر حضرت فرماتے ہین کہ -

گفت الخ - یعنی ریچھ والا بولا کہ اچھا جا تو میرا غمخوار مت ہو ارے بوالفضول ذرا معرفت کم تراشو - مطلب یہ کہ آپ فرماتے
ہین کہ ہان ہان بہتر ہی آپ تشریف لیجائیے مجھے آپ کی غمخواری کی ضرورت نہین ہی اور ذرا کھڑے ہو کر بہت بزرگی مت
بگھارو کہ مجھے الہام سے معلوم ہوا ہے اور مین جو کہہ رہا ہون صحیح ہی کہہ رہا ہون لیکن چونکہ اوسکی تو کوئی ذاتی غرض نہ
تھی بلکہ اوسکے بھلے ہی کیواسطے کہہ رہا تھا اسلئے پھر جوش شفقت مین سمجھانے لگا کہ -

باز گفتش الخ - یعنی اوس سے کہا کہ ارے مین تیرا دشمن تو نہین ہون اگر تو میرے پیچھے آویگا تو لطف دیکھے گا - مطلب یہ کہ
اوس نے کہا کہ ارے کمبخت مین تیرا دشمن تو نہین ہون - اسلئے میرے کہنے کو مان - اور میری ہمراہ چلا آ پھر دیکھ تو کیسے کیسے
لطف وکرم دیکھے گا - وہ تو نصیحتین کر رہا تھا اور اوسکے دماغ مین اُس امتیاز کی قدر تھی اور یون سمجھ رہا تھا کہ اس ریچھ کی پاسبانی
مین میری بہت بڑی عزت ہی اور یہ شخص اوسمین حارج تھا تو آپ یہ سنکر جواب فرماتے ہین کہ -

گفت الخ - یعنی اوس ریچھ والے نے کہا کہ مین تو سوتا ہون جا اور مجھے چھوڑ - تو اس ناصح نے کہا کہ بھلے یار کا مطیع ہو یعنی
میرا مطیع ہو جا اور کہنا مان لے -

تا بہ خسپی الخ - یعنی تاکہ تو ایک مقبل کی پناہ مین سووے اور ایک دوست صاحبدل کے پڑوس مین - مطلب یہ کہ میرا کہنا مان لے
اور میری ہمراہ چلا آ - اور اسکو چھوڑ دے اور اسکی حفاظت مین مت سو تاکہ تجھے مجھہ جیسے دوست کے اور صاحبدل اور مقبل
کے سایہ اور حفاظت اور پناہ مین سونا ملے - جب اوس ناصح نے سمجھانے مین اسقدر کاوش کی اور کوشش کی تو اُس
شخص کو یہ شبہ ہو گیا کہ اسمین اس ناصح کی کوئی ذاتی غرض ہی کہ جسکی وجہ سے اسکو اس قدر کوشش ہی آگے اسی کو بیان
فرماتے ہین کہ -

در خیال الخ - یعنی اوس ناصح کی کوشش کیوجہ سے یہ آدمی بدگمانی مین پڑ گیا - اور غصہ در ہو گیا اور اُس ناصح

سے منہ پھیر لیا اور وہ یہ بدگمانی ہوئی کہ۔
کین آمد الخ۔ یعنی یہ کہ شاید میرا قصد کرکے آیا ہی اور خونی ہی یا طمع رکھتا ہی کوئی فقیر ہی اور کینہ ہی۔ مطلب یہ کہ اوسکو یہ گمان ہوا کہ شاید یہ مجھے مارنا چاہتا ہی اور جانتا ہی کہ اس ریچھ کی حفاظت مین تو میرا قابو چل نہین سکتا۔ لہذا اسکو بہکا کر ریچھ کو تو الگ کردون پھر میرا قابو چل جاویگا۔ اور یا کوئی فقیر اور طامع ہی کہ جسکو یہ لالچ ہی کہ اس ریچھ کو ہٹاکر خود خدمت کرے اور اوسکی عوض مین اسکو مین کچھ دیدون۔ اسلئے اسکو اسقدر کوشش ہی (سبحان اللہ اون نصائح کی کیا قدر کی ہی) اور یہ گمان ہوا کہ۔
یا گرو بست الخ۔ یعنی یا دوستو نسے اسبات کی شرط باندہ کر آیا ہے کہ مجھی اس ہم نشین سے ڈراویگا یعنی اوسکو یہ گمان ہوا کہ شاید کہین لوگو نمین یہ چرچا ہو گا کہ اوسکا تو ریچھ بہت گہرا دوست ہوگیا ہی اور وہ اوس سے الگ ہو ہی نہین سکتا۔
تو اس شخص نے اونسے شرط کی ہو کہ مین ضرور اوسکو بہکا کر اوس سے الگ کرادونگا اسلئے اسقدر کوشش کرتا ہو۔
یا حسد الخ۔ یعنی یا میرے دوست کی مہربانی کیوجہ سے حسد کرتا ہی کہ میرے کام مین اسقدر کوشش کررہا ہی مطلب یہ کہ اوسکو یہ گمان ہوا کہ چونکہ یہ ریچھ میرا بہت گہرا دوست ہوگیا ہی اسلئے اسکو حسد ہی اور چاہتا ہی کہ ان دونوکی دوستی نہ رہے (ارے واہ ری عقل خوب سمجھے قربان جائیے) آگے مولانا فرماتے ہین کہ۔
خود نیامد الخ۔ یعنی اوسکے خبث سر کیوجہ سے کوئی گمان نیک اوسکے دلمین نہ آیا۔ اور فرماتے ہین کہ۔
ظن نیکش الخ۔ یعنی اوسکا نیک گمان تو سارا کا سارا ریچھ پر تھا۔ ہان شاید وہ ریچھ کا ہمجنس ہوگا۔ اسی لئے اوسکو اچھا جانتا تھا۔ اور آدمیو نسے نفرت کرتا تھا۔ اب مولانا کو غصہ آگیا اور فرماتے ہین کہ۔
بدگمان الخ۔ یعنی بدگمان اور بیوقوف اور نااہل تھا۔ اور بدبختی کیوجہ سے وہ جہل کا مطیع تھا۔
بدرگ الخ۔ یعنی بدرگ اور خودرائے بدبخت ابدی گمراہ مغرور راندہ ذلیل اور مردود تھا۔
خرس الخ۔ یعنی ریچھ کو ایک صاحب کمال پر ترجیح دی سو یہ حاصل تباہ فاسد خیال۔
عاقلے الخ۔ یعنی ایک عقلمند آدمی کو تو کتے پن کی وجہ سے تہمت لگائی۔ اور ریچھ کو مہر وداد والا سمجھا۔ (گدھا کہین کا) آگے مولانا ایک حکایت لاتے ہین جسکا حاصل یہ ہی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک گوسالہ پرست سے پوچھا کہ ارے کمبخت تو یہ تو بتا کہ تونے میرے اندر تو بہت سے معجزات دیکھے اور بہت سی نشانیان میرے صدق پر تونے دیکھین۔ تو میری پیغمبری مین تو تجھے شبہ رہا۔ اور اس گوسالہ کی ذرا سی بھان بھان پر ریجھ گیا۔ اسکی کیا وجہ ہی تو مولانا فرماتے ہین کہ اوسکی عقل سالم نہ تھی اور اوسکو بدگمانی تھی اسلئے اوسکو طریق ہدایت نظر نہ آیا۔ اسیطرح چونکہ اس شخص کو بھی بدگمانی اور فاسد خیالی نے آکر گھیر لیا تھا لہذا اسنے بھی ہدایت کو نہ مانا۔ اب حکایت سنو۔

شرح حبیبی

گفتن موسیٰ گوسالہ پرست را کہ این خیال اندیشی تو از کجا ست

گفت موسیٰ با یکے اہل خیال
صد گمانت بود در پیغمبریم

کاے بد اندیش از شقاوت وز ضلال
باچنین برہان و این خلق کریم

صد هزاران معجزه دیدی ز من
صد خیالت می فزود و شک و ظن

از خیال و وسوسه تنگ آمدی
طعنه بر پیغمبریم می زدی

گرد از دریا بر آوردم عیان
تا رهیدید از شر فرعونیان

ز آسمان چل سال کاسه و خوان رسید
وز دعایم جوئے از سنگے دوید

چوب شد در دست من نر اژدها
آب خون شد بر عدوئے ناسزا

شد عصا مار و کفم شد آفتاب
آفتاب از عکس نورم شد شهاب

این و صد چندین و چندین گرم و سرد
از تو اے سرد آن توهم کم نکرد

بانگ زد گوساله از جادوئی
سجده کردی که خدائے من توئی

وان توهمات را سیلاب برد
زیرکی باردت را خواب برد

چون نبودی بدگمان در حق او
چون نهادی سر چنان ای زشت خو

چون خیالت نامد از تزویر او
وز فساد سحر احمق گیر او

سامری خود که باشد اے جهان
که خدائے بر تراشد در جهان

در خدائی گاو چون یکدل شدے
وز همه اشکالها عاطل شدے

گاو می شاید خدائے را بلاف
در رسولیم تو چون کردی خلاف

پیش گاوے سجده کردی از خری
گشت عقلت صید سحر سامری

چشم دزدیدی ز نور ذوالجلال
اینت جهل وافر و عین ضلال

شه برآن عقل و گزینش که تراست
چون تو کان جهل را کشتن سزاست

گاو زرین بانگ زد آخر چه گفت
کاحمقان را این همه رغبت شگفت

زان عجب تر دیدهٔ از من بسے
لیک حق را کے پذیرد هر خسے

باطلان را چه رباید باطلے
عاطلان را چه خوش آید عاطلے

زانکه هر جنسے رباید جنس خود
گاو سوئے شیر نر کے رو نهد

گرگ بر یوسف کجا عشق آورد
جز مگر از مکر تا او را خورد

چون ز گرگی وارهد محرم شود
چون سگ کهف از بنی آدم شود

چون محمدؐ را ابو بکر رض نکو
دید صدقش گفت هذا صادقٌ

چون ابوبکر رض از محمدؐ برد بو
گفت هذا لیس وجهٌ کاذبٌ

چون نه بد بوجهل از اصحاب درد
دید صد شق القمر باور نکرد

دردمندے کش ز بام افتاد طشت
زو نهان کردیم حق پنهان نگشت

وانکه او جاهل بد از دردش بعید
چند بنمودیم و او آن را ندید

آئینه دل صاف باید تا در د
واشناسی صورت زشت از نکو

اوپر تمکو معلوم ہو چکا ہی کہ وہ احمق واقعہ کو خلاف واقع اور دوست کو دشمن اور دشمن کو دوست سمجھتا تھا آگے فرماتے ہین کہ اسکی ایسی مثال ہی جیسے اس گوسالہ پرست شخص کی جس سے موسیٰ علیہ السلام نے گفتگو کی تھی جسکی تفصیل یہ ہی کہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک فاسد الخیال شخص سے کہا کہ اے غلط فہم اور اپنی بدبختی کے باعث مبتلائے گمراہی یہ کیا بات ہی کہ باوجود میرے نبوت کی دلیل واضح و برہان یقینی اور اس خلق کریم کے جو انبیاء کے ساتھ مختص ہی تجھے میری رسالتمین سیکڑون شبہات تھے اور تونے مجھ سے بکثرت معجزے دیکھے مگر باینہمہ ان سے سیکڑون خیالات باطلہ اور شکوک اور ظنون باطلہ ہی بڑھے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ تونے اپنے خیالات اور وساوس سے تنگ آکر اور مغلوب ہوکر میری پیغمبری پر اعتراض کیا مین نے کہلم کھلا دریا کو پھاڑ کر خشک مٹی نکالدی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ تم فرعونیون کے شر سے محفوظ ہوگئے۔ نیز آسمان سے چالیس برس تک تمکو پیالے اور خوان پہونچے۔ یعنی وادی تیہ مین چالیس برس تمکو بلا مشقت کھانا ملا۔ اور میری دعا سے پتھر سے چشمے نکلے۔ لاٹھی میری ہاتھ مین زبردست اژدہا بنگئی اور نالائق دشمن کیلئے پانی خون بنگیا۔ لاٹھی سانپ بنگئی۔ اور میری ہتھیلی آفتاب کیطرح چمکنے لگی اور میرے نور کف سے کے عکس کے مقابلہ مین آفتاب ٹوٹنے والے ستارہ کیطرح بے قدر ہوگیا غرضکہ اے جامد طبع ان معجزات اور ایسے اتنے ہی بڑے اور سو معجزات اور اتنے ہی عظیم الشان مختلف احوال نے تیرے توہمات کو کم نکیا۔ لیکن جادو سے گوسالہ سامری بولنے لگا تو تونے اسکو سجدہ کیا اور کہا کہ میرا خدا تو ہی ہی اور وہ توہمات سب ردمین بہ گئے اور تیری اس جامد اور بے محل زیرکی کو نیند آگئی کہ بالکل معطل ہوگئی اور کچھ بھی کام نہ دیا۔ ای بدخصلت تو اوسکے حق مین بدگمان کیون نہوا اور اوسکے سامنے تونے سر کیون جھکا دیا۔ اور تجھے اوسکی دھوکہ وہی کا خیال کیون نہ آیا اور اسکے احمقون کے پھسلانے والے جادو کے فساد کا احساس کیون نہوا۔ اور اے ذلیل تونے اتنا نہ سمجھا کہ سامری کیا چیز ہی کہ عالم مین ایک خدا بنا کر کھڑا کردے۔ اور بچھڑے کی خدائی پر تجھے کیونکر اطمینان ہوگیا اور تو تمام اشکالات سے کیونکر خالی ہوگیا۔ پس تونے میری پیغمبری مین کیون مخالفت کی سمجھ تو سہی کہین نعوذ بہ اونسے بچھڑا بھی خدائی کا مستحق ہوسکتا ہی۔ جب ایسا نہین ہوسکتا اور یہ امر نہایت ہی واضح ہی کہ موٹی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہی تو کیسے غضب کی بات ہی کہ تونے ایک بچھڑے کے سامنے سجدہ کیا اور تیری عقل سامری کے جادو کے جالمین پھنس گئی۔ اور نور حق سبحانہ سے تونے آنکھ بند کرلی۔ یہ کیسی عجیب جہالت تامہ اور خالص گمراہی ہی تیری اس عقل اور تیرے اس انتخاب پر پھٹکار تو جہالت کی کان تو مار ڈالنے ہی کے قابل ہی۔ اچھا یہ تو بتا کہ سونے کا بچھڑا بولا تو آخر اوس نے کیا کہا کہ احمقون کو اس درجہ رغبت ہوگئی۔ مجھ سے تو تونے اس سے بہت عجیب باتین مشاہدہ کی ہین لیکن تو میرا معتقد نہین ہوا وجہ یہ کہ حق کو ہر ذلیل قبول نہین کرتا کیونکہ ہر شے کا میلان اپنی مناسب کی طرف ہوتا ہی۔ چنانچہ باطل پرستونکو کیا چیز اپنی طرف کھینچتی ہے اسکی مناسب یعنی باطل۔ اور کمالات سے بے بہرہ کو کیا چیز پسند آتی ہی وہی اوسکے مناسب یعنی کمال سے بے بہرہ اور وجہ وہی ہی جو ہم پیشتر کہہ چکے ہین کہ ہر جنس اپنی جنس کو کھینچتی ہی بھلا دیکھو گائے بھی کہین شیر کی طرف جاتی ہی ہرگز نہین کیون؟ اسلئے کہ وہ اوسکے مناسب نہین اور دیکھو بھیڑیا بھی کہین یوسف پر عاشق ہوتا ہی ہرگز نہین پس اگر توجہ بھی ہوتا ہی تو صرف اسلئے کہ مخالفت کے سبب مکر سے اسے کھا جاوے۔ یہ حکم اُسیوقت تک ہی جب تک کہ اسمین بھیڑیا پن باقی رہے۔ لیکن جب کہ اوسکے اندر سے بھیڑیے پن کی صفت جاتی رہتی ہی تب وہ مناسب اور موافق ہوجاتا ہی اور سگ اصحاب کہف کیطرح آدمی ہوجاتا ہی پس اگر تم کوئی اس قسم کی نظیر دیکھو تو دھوکہ نہ کھانا۔ اب مناسبت اور عدم مناسبت کے آثار کے بعض نظائر اور سنلو۔ جبکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپکا وصف صدیقیت بزبان حال بول اٹھا کہ یہ سچا نبی ہی اور چونکہ اونکو جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مناسبت بھی اسلئے آپنے تصدیق کی اور گویا کہ یہ فرمایا کہ جھوٹے کی صورت ایسی نہین ہوتی
لیکن چونکہ ابوجہل اصحاب دردمین سے نہ تھا اور اسلئے اوسکو مناسبت نہ تھی اسلئے شق القمر کی مثل سو عظیم الشان معجزات
دیکھے مگر یقین نہین کیا جسطرح ابنیاء کے زمانہ مین دو قسم کے لوگ تھے یون اونکے جانشین حضرات کے دشمن بھی ہین - چنانچہ
جو دردمند کہ آج شہرۂ آفاق ہین اونسے ہمنے حق کو چھپایا بھی اور اپنی حالت کو اونپر ظاہر بھی نہین کیا لیکن تب بھی حق اونپر پوشیدہ
نہین ہوا اور وہ سمجھ گئے اور جو جاہل اور دردسے دور تھا اوسکو بہت سی کرامات وغیرہ کے ذریعہ سے حق دکھلاتا جاتا ہا مگر اوسکو
دکھلائی نہین دیا اور وہ جیسا تھا ویسا ہی رہا - لہذا آئینۂ دل صاف ہونا چاہیے تاکہ اوسکے سبب سے تمکو اچھی اور بری
صورت معلوم ہو جاوے اور صالح الاستعداد اور فاسد الاستعداد کا پتہ چلجاوے یا کامل اور ناقص مین اور سچی اور جھوٹی
مین امتیاز ہو جاوے -

شرح شبیری

موسٰے علیہ السلام کا ایک گوسالہ پرست سے کہنا کہ گوسالہ سے تجھکو کیون اعتقاد ہے -

گفت الخ - یعنی موسٰے علیہ السلام نے ایک مست وہم سے کہا کہ اے بد اندیش شقاوت کی وجہ سے گمراہی مین -
صد گمانت الخ - یعنی میری پیغمبری مین تجھے سیکڑون گمان تھے باوجود اتنی دلیلون کے اور اس خلق کریم کے -
صد ہزاران الخ - یعنی تونے مجھ سے لاکھون معجزے دیکھے اور تیرے خیالات اور شک اور گمان بڑھتے ہی چلے گئے -
از خیال الخ - یعنی خیالون اور وسوسون کی وجہ سے تو تنگ آتا تھا - اور میری پیغمبری پر طعنہ مارتا تھا آگے اور معجزات
کا بیان فرماتے ہین کہ -
گرد از الخ - یعنی مین نے دریا مین سے گرد نکالی یہان تک کہ تم فرعونیون کے شر سے چھوٹے -
ز آسمان الخ - یعنی چالیس برس تک (وادی مین) پیالہ اور خوان پہونچا - اور میری ہی دعا سے پتھر مین سے ندی نکلی -
یہان ایک تاریخی اشکال یہ ہوتا ہی کہ بنی اسرائیل کا وادی مین ہونا تو اس عبادت گوسالہ کے بہت بعد ہوا ہی اور موسٰی علیہ السلام
کی وفات وادی ہی مین ہو چکی تھی تو پھر اوس گوسالہ پرست سے یہ کہنا کہ تونے میرا یہ معجزہ دیکھکر بھی مجھے نہین مانا کسطرح صحیح ہوسکتا
ہی - سو اسکے متعلق یہ کہا جا سکتا ہی کہ شاید وجود گوسالہ سے قبل حضرت موسٰے علیہ السلام نے اس قید کی اطلاع دی ہو اور
چونکہ آپ نبی تھے اسلئے وہ خبر ایسی یقینی ہو گئی گویا کہ وقوع ہو گیا اسلئے موسٰی علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ قید بھی کالمعاینۃ ہو گئی تھی
پھر بھی تونے نہ مانا اگرچہ ایک بعید تاویل ہی لیکن اسکے علاوہ اور کچھ سمجھ مین نہ آیا - اگر کسی اور صاحب کے خیال مین اس سے اچھی تاویل
آوے تو طبع ثانی یا نظر ثانی مین اصلاح فرمادین -
چوب شد الخ - یعنی میرے ہاتھ مین لکڑی ایک اژدہا ہو گئی اور دشمن نالائق پر پانی طوفان ہو گیا -
بعد عصا الخ - یعنی عصا تو سانپ ہو گیا اور میرا ہاتھ آفتاب کیطرح چمکدار ہو گیا کہ میرے نور کے سامنے آفتاب (ظاہری)
بھی ایک شہاب (کی مانند) ہو گیا -

این الخ - یعنی یہ (مذکورہ) اور سیکڑون ایسے ہی اور ایسے گرم و سرد دیکھے اے سرد مجہ سے اوس توہم کو دور نہ کیا - اور باوجود ان
ساری نشانیونکے تجھے شک ہی رہا -

بانگ زد الخ - یعنی کہ ایک گوسالہ نے جادو کی وجہ سے آواز کی تو تو نے سجدہ کرلیا کہ تو ہی میرا خدا ہی -

آن توہمات الخ یعنی اُن توہمات کو (جو کہ میرے صدق مین تھے) سیلاب (وہم) لیگیا - اور تیری عقل سرد کو خواب غفلت لیگئی
اور اس گوسالہ مین تجھے کچھ نہ سوجھا کہ شبہات نکالتا -

چون نبودی الخ - یعنی اوسکے حق مین تو بدگمان کیون نہوا اور اے زشت خو اوسکے سامنے تو نے کسطرح سر رکھدیا -

چون الخ - یعنی تجھے اوسکی تزویر کا کیون خیال نہ آیا - اور اوسکے احمق گیر فساد سے کیون گمان نہوا -

سامرے الخ - یعنی اے کمبخت ایک سامری کیا ہوگا کہ وہ دنیا مین خدا کو تراشے گا نعوذ باللہ - یعنی بہلا سامری کا بنایا ہوا جو ہو
وہ خدا بھی ہوسکتا ہی ہرگز نہین -

در خدائی الخ - یعنی ایک بیل کی خدائی مین تو کسطرح یکدل ہوگیا اور تمام اشکالات سے عاطل ہوگیا - کہ کوئی شبہ ہی واقع نہو
گاؤ الخ - کیا ایک بیل خدائی کے لائق ہوسکتا ہی اور تو نے میری رسولی مین کسطرح خلاف کیا - (عجب حیرت ہی) -

پیش الخ - یعنی تو نے گدھے پن کی وجہ سے ایک بیل کے سامنے سجدہ کرلیا - تیری عقل سحر سامری کی شکار بنگئی -

چشم الخ یعنی تو نے نور حق تعالی سے تو آنکھ سی لی یہ عجیب جہل ہی اور عین گمراہی ہی -

شُہ بران الخ - یعنی تیری عقل اور سمجھ پر لعنت ہی اور جبکہ تو کان جہل ہی تو تیرا مار ڈالنا درست ہی -

گاو زرین الخ - یعنی ایک سونے کے بیل نے آواز کی آخر کیا کہا کہ احمقونکو یہ ساری رغبت ہوئی -

زان الخ - یعنی اس سے بہت عجب تو نے مجہ سے اکثر دیکہا ہی لیکن (بات یہ ہی کہ) حق راہ ہر کمینہ کب قبول کرتا ہی - تو دیکھو کہ
اس شخص کو حضرت موسی علیہ السلام کی نبوت مین شک رہا اور اوسکی ذراسی بات دیکھہ کر فوراً مان لیا یہ ساری کج فہمی ہی ہی
اور کیا ہی آگے مولانا فرماتے ہین کہ -

باطلان را الخ یعنی باطلونکو کیا شے لبہاتی ہی ؟ کوئی باطل شے - اور عاطلونکو کیا پسند آتا ہی کوئی عاطل -

زانکہ الخ - یعنی اسلیئے کہ ہر جنس اپنی جنس کو لبہاتی ہی اور گائے شیر نر کیطرف (ہرگز) منہ نہین کرتی - اس لئے کہ وہ اسکی جنس سے
نہین ہی اور اگر یہ کہا جاوے کہ شیر تو اوسکی طرف آتا ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ اوسکی جنس سے ہی تو جواب یہ ہی کہ وہ جو آتا ہی
تو اوسکی محبت کی وجہ سے نہین آتا بلکہ اوسے معدوم کرنیکے لیئے آتا ہی جس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہی کہ وہ اسکی جنس نہین ہی آگے بھی مولانا اسی جنس کی مثالین بیان فرماتے ہین کہ
گرگ الخ - یعنی بہیڑیا یوسف پر کب عاشق ہوگا سوائے اسکے کہ مکر سے اسکو کھالے - مطلب یہ کہ چونکہ گرگ انسان کی جنس نہین ہے
اسلیئے اس سے ہرگز موانست پیدا نکریگا - اور اگر بظاہر اوسکی طرف آویگا جس سے کہ شبہ موانست کا ہوتا ہی تو وہ بھی اسلیئے کہ کسی
حیلہ سے اوسکو کھالے - یہان یہ شبہ ہوتا ہی کہ بعض بزرگونکو دیکھا گیا ہی کہ وہ درندونکی ہمراہ رہتے ہین بلکہ درندونسے کمیل کرتے
ہین حالانکہ یقیناً وہ دونون آپسمین ہمجنس نہین ہین اسلیئے اوسکا جواب دیتے ہین کہ -

چون الخ - یعنی جبکہ وہ گرگی سے چھوٹ جاوے تو محرم ہوجاوے اصحاب کہف کے کتے کیطرح بنی آدم مین سے ہوجاوے مطلب یہ
کہ اگر کہین دیکھا گیا ہی کہ درندہ انسان سے ملتا ہی تو وہان اوسکی وہ صفت درندگی کی ہی موجود نہین ہی لہذا درندہ ہی نہین
رہا - اسلیئے کہ اب تو اوسکے اندر صفت موانست کی آگئی ہی پھر وہ درندہ کیون ہوگا آگے مناسبت ہی کی ایک اور نظیر

بیان فرماتے ہین کہ۔

چون محمد الخ - یعنی جبکہ حضرت ابوبکرؓ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اونکے صدق کو دیکھا تو کہدیا کہ یہ صادق ہی تو بے کسی دلیل وغیرہ کے اور بغیر مشاہدہ معجزات کے صادق کہدینا دلیل اسکی ہی کہ انمین پہلے سے کوئی مناسبت تھی کہ جسکا یہ اثر ہوا۔

چون ابوبکر الخ - یعنی جبکہ حضرت ابوبکرؓ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بو پائی تو کہدیا کہ یہ چہرہ کاذب نہین ہی - یہ قصہ حضرت عبداللہ بن سلام کا ہی کہ اونھون نے چہرۂ انور کو دیکھکر کہا تھا کہ ہذا لیس بوجہ الکذاب تو مولانا کا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بابت اس امر کو کہنا یا تو اس اعتبار سے کہ انکا اعتقاد تو یہی تھا اور یا کسی جگہ انکی بابت بھی ایسا آیا ہو - غرضکہ چونکہ انمین مناسبت تھی اسلئے اونہون نے تصدیق کی۔

چون الخ - یعنی جبکہ ابوجہل اصحاب درد مین سے نہ تھا تو اسنے سیکڑون شق القمر دیکھے مگر یقین نہ کیا مطلب یہ کہ چونکہ ابوجہل مین درد نہ تھا کہ جسکی وجہ سے طلب ہوتی اسلئے اوسنے سیکڑون معجزے دیکھے مگر کسیکا بھی یقین نہ کیا یہ اثر ہی عدم مناسبت اور مجانست کا آگے مولانا اپنے الفاظ مین حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ارشاد حق کو فرماتے ہین گویا کہ حق تعالیٰ فرماتے ہین کہ۔

دردمندے الخ - یعنی وہ دردمند کہ اونکا درد طشت از بام ہوگیا اونسے ہم نے حق کو پوشیدہ کیا مگر نہ رہا۔ مطلب یہ کہ ارشاد حق ہی کہ حضرت ابوبکر صدیق وہ دردمند اور عاشق ہین کہ انکا یہ عشق اور محبت طشت از بام ہوگیا ہی اور ہم نے تو اول اونسے معجزات کو پوشیدہ ہی رکھا مگر وہ بے معجزات کے بھی ایمان لے آئے اور پھر سب اونپر منکشف اور ظاہر ہوگیا اور اونہون نے حق کو قبول ہی کر لیا - اور فرماتے ہین کہ۔

وانکہ الخ - یعنی وہ شخص کہ جاہل تھا اور اونکے درد سے بعید تھا ہم نے اوسکو بہت سے معجزے دکھلائے لیکن اوسنے اونکو نہ دیکھا یعنی حضرت صدیقؓ کو چونکہ طلب تھی اور اس طلب سے مناسبت ہوگئی تھی اسلئے وہ تو بے کسی معجزہ وغیرہ کے دیکھے ایمان لے آئے اور جو کہ جاہل تھا اور اوسکو طلب نہ تھی اونکو باوجود معجزات کے دیکھنے کے بھی اثر نہوا - اب آگے فرماتے ہین کہ۔

آئینہ الخ - یعنی آئینۂ دل صاف ہونا چاہیئے تاکہ اوسمین برے بھلے کی صورت نظر آجاوے - اگر کفار کا قلب صاف ہوتا تو ضرور وہ قبول حق کرتے - مگر یہ ساری خرابی اسکی تھی کہ اونکے قلوب مین کھوٹ بھرا ہوا تھا لہذا معلوم ہوگیا کہ جب تک آپسمین مناسبت نہین ہوتی اسوقت تک ایک کو دوسری کی طرف میلان نہین ہوتا - لہذا معلوم ہوتا ہی کہ اون دونون خرس و صاحب خرس مین بھی کوئی مناسبت خاص تھی جسکی وجہ سے اوس آدمی نے اس ناصح کی ہمراہی کو قبول نہ کیا بلکہ اوسی کیساتھ رہنے پر راضی رہا - آگے پھر اوسی کے قصہ کو بیان فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

ترک کردن آن مرد ناصح بعد آن مغرور خرس را۔

آن مسلمان ترک آن ابلہ گرفت	زیر لب لاحول گویان رہ گرفت
گفت چون از جد و پندم وا جدال	در دل او بیش می زاید خیال

پس ره پند و نصیحت بسته شد
امر اعرض عنهم پیوسته شد

چون دوایت می فزاید در دلپس
قصه بر طالب بگو بر خوان عبس

چونکه اعمی طالب حق آمدست
بهر فقر او نشاید سینه خست

تو حریصی بر رشاد مهتران
تا بیاموزند عام از سروران

احمدا دیدی که قومی از ملوک
مستمع گشتند گشتی خوش که بوک

این رئیسان یار دین گردند خوش
بر عرب اینها سرند و بر حبش

بگذرد این صیت از بصره و تبوک
زانکه الناس علی دین ملوک

زین سبب تو از ضریر مهتدی
رو بگردانیدی و تنگ آمدی

کاندرین فرصت کم افتد این مناخ
تو ز یارانی و وقت تو فراخ

مزدحم میگردیم در وقت تنگ
این نصیحت میکنم نه از خشم و جنگ

احمدا نزد خدا این یک ضریر
بهتر از صد قیصرست و صد وزیر

یاد الناس معادن هین بیار
معدنی باشد فزون از صد هزار

معدن لعل و عقیق مکتنس
بهترست از صد هزاران کان مس

احمدا اینجا ندارد مال سود
سینه باید پر ز عشق و درد و دود

اعمی روشندل آمد در مبند
پند او را ده که حق اوست پند

گر دو سه ابله ترا منکر شوند
تلخ کی گردی چو هستی کان قند

گر دو سه احمق ترا تهمت نهد
حق برای تو گواهی می دهد

گفت از اقرار عالم فارغ ام
آنکه حق باشد گواه او را چه غم

گر خفاشی را ز خورشیدی خوریست
آن دلیل آمد که او خورشید نیست

نفرت خفاشگان باشد دلیل
که منم خورشید تابان جلیل

گر گلابی را جعل راغب شود
آن دلیل ناگلابی می بود

گر شود قلبی خریدار محک
در محکی اش درآید نقص و شک

دزد شب خواهد نه روز این را بدان
شب نیم روزم که تابم در جهان

فارقم فاروقیم غربیل وار
تا که کاه از من نیابد گندم ار

آرد را پیدا کنم من از سبوس
تا نمایم این نقوش است آن نفوس

من چو میزان خدایم در جهان
وانمایم هر سبک را از گران

گاو را داند خدا گوساله
خر خریداری و درخور کاله

من نه گاوم تا که گوساله خرد
من نه خارم کاشتری از من چرد

او گمان دارد که با من جور کرد
بلکه از آیینهٔ من روفت گرد

خیر جب اُس احمق نے کسی طرح اس مسلمان کی نصیحت نہ مانی تو اوسنے اس احمق کو چھوڑ دیا اور چپکے چپکے لاحول پڑھتے ہوئے اپنا رستہ لیا۔ اور کہا کہ جب میرے اصرار اور نصیحت اور جھگڑے سے اسکے دلمین خیالات فاسدہی بڑھتے ہین تو اب پند و نصیحت کی راہ بالکل بند ہوگئی۔ اور اعرض عنہم کا حکم پہونچ گیا۔ کہ جب یہ کسیطرح نہین مانتے اور ماننے کی امید منقطع ہوگئی تو اب آپ بھی انکی طرف التفات نہ کیجئے۔ اور انہین انکی حالت پر چھوڑ دیجئے پس اس بیان سے یہ نتیجہ نکلا کہ جب تمہاری دوا سے درد مین اضافہ ہو تو انکو چھوڑ کر طالب کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے اور اسکو پند و نصیحت کرنا چاہیے۔ اسمین اگر تم کو کچھ تردد ہو تو سورۂ عبس کی تلاوت کرو تم کو تصدیق ہو جائیگی۔ تفصیل اس مضمون کی یہ ہے کہ حق سبحانہ فرماتے ہین کہ جبکہ ایک نابینا عبد اللہ بن ام مکتوم تمہارے پاس طالب حق ہوکر آیا ہے تو اسکو زیبا نہین کہ اس سبب سے کہ وہ ایک غریب آدمی ہے اسلئے اوسکو ہدایت کرنیکا نفع صرف اسیکی ذات تک محدود ہے اور متعدی نہین اور سرداران قریش کی ہدایت کا نفع متعدی ہے نیز یہ مقصود دوسرے وقت مین بھی حاصل ہو سکتا ہے بخلاف ہدایت قریش کے ایک فعل کرین جو فی نفسہ اسکی دل شکنی کا باعث ہے گو آپکا قصد یہ نہین اور نہ اوسکو ہے بوجہ کمال عقیدت کے ناگوار ہوگا آپ سرداران قریش کی ہدایت پر اسلیے گرویدہ ہین کہ عوام ان سردارونسے دین سیکھین اور آپکو یہ خیال ہوا کہ سردارونکی ایک جماعت نصیحت سننے پر آمادہ ہوئی ہے ممکن ہے کہ یہ رؤسا دین کے بہتر مددگار بنجاوین اور چونکہ انکا عرب پر بھی تفوق ہے اور حبش پر بھی اسلئے آوازۂ دین بصرہ اور تبوک سے گذر جاوے کیونکہ عوام سردارون اور بادشاہونکی روش پر چلتے ہین اس سبب سے آپنے ایک نابینا طالب کی ہدایت سے اعراض فرمایا۔ اور اسکے آنے سے بمصلحت خیالی نہ کہ ازروئے تحقیر منقبض ہوئے۔ اور فرمایا کہ ایسی حالت مین کہ یہ لوگ دین کی طرف متوجہ ہی نہین ہوتے اسقدر نشست کم نصیب ہوتی ہے کہ یہ کچھ سننے کیلیئے راغب ہون تم تو اپنے ہی آدمی ہو۔ تمہارے لئے تو کافی وقت ہے ایسی حالت مین اور اس قدر تنگ وقت مین تم بھی آگئے۔ اور مجھے پریشان کیا۔ تمکو ایسا نہ چاہیے تھا مین نے یہ تم سے بطور نصیحت کے کہا ہے غصہ اور مخالفت سے نہین کہا۔ سوا اے ہمارے رسول آپکو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ ایک اندھا ہمارے نزدیک سو قیصر اور وزیرونسے بہتر ہے آپ کو واضح ہونا چاہیے کہ الناس معادن کہ لوگ مختلف استعدادین اور متفاوت قابلیتین رکھتے ہین۔ بعض اعلے استعداد اور عمدہ قابلیت رکھتے ہین وہ بمنزلہ سونے کی کان کے ہین اونہین مین سے یہ نابینا بھی ہے اور بعض استعداد ناقص رکھتے ہین وہ بمنزلہ تانبے کی کان کے ہین اور ایسے لوگونمین یہ سرداران قریش ہین اور ایک کان سونے کی لاکھون تانبے کی کانون سے بہتر ہو سکتی ہے یا یون کہو کہ بعض لعل و عقیق کی کانین ہین اونمین تو یہ اندھا ہے اور بعض تانبے کی اور انمین سرداران قریش ہین اور ایک لعل و عقیق کی کان تانبے کی لاکھون کانونسے بہتر ہے پس اس معمولی شخص کی ان سردارونپر فوقیت کی وجہ ظاہر ہوگئی اور اگر کسیکو شبہ اور خلجان واقع ہوتا تو وہ مندفع ہوگیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اے ہمارے رسول ہمارے یہان مال کچھ مفید نہین ہمکو تو اُس سینہ کی قدر ہے کہ جو عشق اور درد و آہ سے پر ہو۔ پس چونکہ یہ نابینا درد عشق سے مالامال ہے اسلئے تم اسکو نصیحت کرو کہ نصیحت اسکا حق ہے اور اسکی کچھ پرواہ مت کرو کہ چند احمق ہم کو نہ مانینگے اگر یہ نہ مانین اور آپکو کڑوا اور ناقابل رغبت سمجھین تو اُنکے ایسے سمجھنے سے جبکہ آپ فی الواقع کان قند اور مرغوب و محبوب ہین کڑوے اور مکروہ نہین ہوسکتے اور اگر چند احمق آپ پر کذب و جنون کی تہمت لگائین۔ تو آپ کو کچھ ضرر نہین۔ جبکہ حق سبحانہ آپکے سچ اور کمال عقل کے شاہد ہین گو آپکا مقصد یہ نہین بلکہ ترویج دین ہی آپکا مقصود ہے مگر ہم آپکی مزید اطمینان کے سلئے امر واقع کا اظہار

کرتے ہین۔ حق سبحانہ کی یہ نصیحت سنکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متنبہ ہوئے۔ اور فرمایا کہ واقعی بات ہی مجھے اقرار عالم کی کوئی ضرورت نہین جبکہ حق سبحانہ میری صدق عقل اور ادائے فرض منصبی کی گواہی دین تو اب مجھے کیا فکر ہو رہی شفقت از خلق خدا کے ضرر سے متاثر ہونا یہ دوسری بات ہی جو کہ ایک طبعی امر ہی بلکہ ان ناقصین کا میری مخالفت کرنا ہی میرے کمال کی دلیل ہی۔ چنانچہ اگر خفاش آفتاب سے منتفع ہو تو یہ دلیل ہی اسکی کہ وہ صورۃً آفتاب ہی حقیقۃً نہین۔ کیونکہ آفتاب کی مخالفت خفاش کیلئے بمنزلہ لوازم ذات کے ہی۔ پس ان ناحق بین خفاشونکا ہم سے متنفر ہونا دلیل ہی اسکی کہ مین حق سبحانہ کا روشن آفتاب ہون۔ یون ہی اگر گوہ کا کیڑا گلاب کی طرف راغب ہی تو یہ دلیل ہی اسکی وہ خالص گلاب نہین۔ نیز اگر کوئی کھوٹا سونا چاندی چلانے والا کسوٹی خریدے تو سمجھنا چاہیے کہ وہ اصل کسوٹی نہین۔ بلکہ نقلی ہی اور وہ لوگونکو دھوکا دینا چاہتا ہی۔ نیز ہر عیبدار اپنے عیب کو چھپانا چاہتا ہی اسلئے وہ ہرگز نہین چاہتا کہ وہ ذریعہ اختیار کرے جسمین اوسکی رسوائی ہو۔ اسی لئے چور رات چاہتا ہی۔ پس تمکو سمجھنا چاہیے کہ مین رات تو ہون نہین کہ یہ دین کے چور مجھے پسند کرین مین عالم کن روز تابان ہون اور ان چور ونکی قلعی کھولتا ہون تو یہ مجھے کیون پسند کرنے لگے۔ مین فارق بین الحق والباطل ہون بلکہ اعلے درجہ کا فارق ہون۔ اور میری مثال ایسی ہی جیسے چھلنی کہ جسطرح چھلنی بھوسی کو الگ کر دیتی ہی اور اٰٹے کیساتھ جانے سے روکدیتی ہی یون ہی مین حق کو باطل کی آمیزش سے روکتا ہون۔ اور بھوسی اور آٹے اور حق اور باطل کو بالکل جدا جدا کرتا ہون تاکہ دکھلا دون کہ یہ جسم اور صورت ہی اور یہ روح اور حقیقت اور میری مثال ہی جیسے ترازو کہ مین محقر اور مبک عند اللہ کو گران قدر اور موقر عند اللہ سے ممتاز کرتا ہون پس چونکہ ہر چیز کو اپنی موافق کی طرف میل ہوتا ہی اور مخالف سے نفرت چنانچہ بچھڑے کو وہی خدا سمجھتا ہی جو خود بھی بچھڑے کیطرح حیوان اور بے عقل ہو اور گدھے کو اوسکا خریدار ہی خوب سمجھتا ہی یون ہی ہر سامان کو وہی خوب پہچانتا ہی جو اُس سے مناسبت رکھتا ہو اور جسکے وہ لائق ہو اسلئے انکا مجھ سے متنفر ہونا لازم ہے۔ کیونکہ مین تو گائے نہین کہ بچھڑا میرا طالب ہو اور مین خار نہین کہ مجھے اونٹ چرے یعنی مین معاندین کفار کا مناسب نہین کہ وہ میری طرف راغب ہون وہ نااہل سمجھتا ہی کہ مین نے اس سے کشیدہ ہو کر اسے نقصان پہونچایا مگر یہ غلط ہی اس سے میرا کچھ نقصان نہین ہوا بلکہ ایک قسم کا فائدہ یہ ہوا کہ اُسنے میرے آئینہ کمال کو جو کسیقدر مکدر اور مخفی تھا اور جلا دیدی اور اسکو اور روشن کر دیا۔ چنانچہ پیشتر بھی اسکی وجہ گذر چکی ہی اور حکایت آئندہ سے بھی معلوم ہو گی۔

شرح شبیری

ناصح کا نصیحت سے باز رہنا۔

آن الخ۔ یعنی اوس مسلمان شخص نے اُس بیوقوف کو چھوڑ دیا اور زیر لب لاحول کہتے ہوئے اپنا رستہ لیا۔

گفت چون الخ۔ یعنی ناصح بولا کہ جب کوشش سے اور نصیحت سے اور لڑائی سے اوسکے دلمین بدگمانی زیادہ ہوتی ہی

پس الخ۔ یعنی پس راستہ پند و نصیحت کا بند ہو گیا اور اعرض عنہم کا حکم پیوستہ ہو گیا۔ مطلب یہ کہ جب اوسنے دیکھا کہ میری اسقدر کوشش سے اسکو یہ گمان ہوتا ہی کہ اسکی کوئی خاص غرض اسمین ہی تو اب چاہئیے کہ نصیحت و پند کو بند کرین اور اعراض کرین کہ بالکل بے سود ہی بلکہ مضر ہی۔

چون الخ۔ یعنی جبکہ دوا سے تیرا مرض بڑہتا ہی بس قصہ کو طالب سے کہو اور سورہ عبس پڑھ لو۔ مطلب یہ کہ جب معلوم ہو جاوے کہ پند و نصیحت سے اور ضرر ہوتا ہی تو چاہیے کہ ایسے شخص کو نصیحت ہی نکرے بلکہ ایسے کو نصیحت کرنا چاہیے جو کہ اوسکے لائق اور اسکا اہل ہو اور جسکو نفع ہو اور دیکھو سورہ عبس پڑھو تو معلوم ہو کہ قرآن شریف مین بھی یہی حکم ہی کہ طالب کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہی اب آگے سورہ عبس کے معنی بیان فرماتے ہین کہ۔

چونکہ الخ۔ یعنی جبکہ اعمی حق کا طالب (ہوکر) آیا ہی تو اوسکے فقر کیوجہ سے اوسکو سینہ زخمی نہ کرنا چاہیے۔

تو حریصی الخ۔ یعنی آپ بڑے لوگونکی ہدایت کے حریص ہین تاکہ لوگ سرداروں سے علم سیکہین۔

احمدا دیدی الخ۔ یعنی اے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپنے یہ دیکھا کہ بڑے لوگون مین سے ایک قوم (حق کو) سننے والی ہوگئی تو آپ خوش ہوگئے کہ شاید کہ۔

این الخ۔ یعنی یہ رئیس خوب دین کے یار ہو جاوین کہ یہ لوگ عرب کے اور حبشہ کے سردار ہین تو۔

بگذرد الخ۔ یعنی یہ آوازہ دین کا بصرہ اور تبوک سے بھی بڑھ جاویگا اسلئے کہ لوگ بڑے آدمیونکے دین پر ہوتے ہین۔ مطلب یہ کہ ارشاد حق ہی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپنے جو دیکھا کہ کچھ رئیس لوگ دین کی طرف متوجہ ہوئے ہین تو آپکو یہ خیال ہوا کہ شاید یہ لوگ مہتدی ہو جاوین تو انسے دین کو ترقی ہوگی اسلئے کہ الناس علیٰ دین الملوک مسلم ہی لہذا اگر یہ لوگ مسلمان ہوگئے تو پھر اور لوگ بھی مسلمان ہو جاوینگے۔ شاید کہ آپکو یہ خیال ہوا ہی۔

زین الخ۔ یعنی اسی سبب سے آپنے ایک اندھے ہدایت پانیوالے سے روگردانی کی اور آپ تنگ آئے۔

کاندرین الخ یعنی اس موقعہ کا تو اس فرصت مین کم اتفاق پڑتا ہی اور تو تو یاروں مین سے تھا اور تیرا وقت تو فراخ ہی۔

مزدحم الخ۔ یعنی تنگ وقت مین مجھ پر تونے اژدحام کیا اور مین یہ نصیحت کی وجہ سے کہہ رہا ہون غصہ اور لڑائی کی وجہ سے نہین کہتا۔ مطلب یہ کہ آپکو چونکہ وہ خیال ہوا ہی اسلئے آپنے اس اندھے سے روگردانی کی اور آپنے فرمایا کہ یہ موقعہ کہ یہ لوگ حق کو سنین بہت ہی کم ملتا ہی اور وہ تو ہر وقت کے پاس کے رہنے والے تھے اور وقت بھی فراخ ملتا تھا اسلئے اور کسی وقت مین پوچھ لیتے۔ قصہ یہ ہوا تھا کہ ایک مرتبہ رؤسا مکہ نے حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم حق بات کے سننے کو تو حاضر ہین مگر ان غربا و مساکین مین ہم نہین بیٹھ سکتے کیونکہ یہ لوگ سر پر چڑھ جاوین گے اگر آپ کوئی وقت تنہائی کا نکال کر ہمکو نصائح فرماوین تو ہم راضی ہین چونکہ حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اسبات کا بہت ہی شوق تھا کہ لوگونکو ہدایت ہو جسطرح بھی ہو اسلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی اسبات کو قبول فرمالیا تھا کہ ایک روز کچھ شرفا اور رؤسا اوسی طرح تنہائی مین بیٹھے تھے اور اوسوقت حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہ مین سے کوئی نہ تھا۔ ایک صحابی حضرت ابن ام مکتوم نابینا تھے اونکو اسکی خبر نہ تھی کہ اسوقت کس قسم کی مجلس ہی اسلئے وہ کچھ دریافت کرتے ہوئے حاضر ہوگئے تو حضور کو ناگوار ہوا اوسپر سورہ عبس نازل ہوئی تھی جسکا کہ یہی مضمون تھا کہ آپکو کیا خبر ہی ممکن ہی کہ اللہ کے نزدیک یہ اندھے ہی بہتر ہون اور انہی کی قسمت مین ہدایت لکھی ہو۔ اسیکو مولانا اپنے الفاظ مین بیان فرما رہے ہین۔

احمدا نزد الخ۔ یعنی اے احمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نزدیک یہ ایک اندھا سیکڑوں بادشاہون اور وزیرون سے بہتر ہے۔

یاد الخ۔ یعنی الناس معادن کمعادن الذہب والفضۃ خیرہن خیر و شرہن شر کو یاد کرو کہ ایک معدن لاکھون سے زیادہ

ہوتی ہو اسلئے کہ اگرچہ روپیہ ویسے کتنا ہی ہو مگر پھر بھی ایک روز ختم ہو جاویگا - اور معدن تو ختم ہی نہوگا - اسلئے کہ جو کم ہوا وہی پھر پیدا ہوگیا - تو یہ حضرت ابن ام مکتوم تو معدن ہدایت ہین اسلئے اون کو الگ نہ کرنا چاہیے -

معدن الخ - یعنی ایک معدن لعل و عقیق کا پوشیدہ تا بنے کی لاکھون کانونسے بہتر ہی اسی طرح یہ ایک بھی ان سب سے بہتر ہین

احمدا اینجا الخ - یعنی اے احمد صلی اللہ علیہ وسلم اسجگہ مال کچھ فائدہ مند نہین ہو سینہ عشق اور درد اور دہ ہوین سے پر ہونا چاہیے جسکو یہ حاصل ہی اوسکو سب کچھ حاصل ہی اور جس کو یہ حاصل نہین اوسکی اس درگاہ مین پوچھ بھی نہین ہی

اعمی الخ - یعنی روشندل اندہا درد مند آیا ہی تو اوسکو نصیحت کرو کہ جسکا حق نصیحت ہی -

گر دو سہ الخ - یعنی اگر دو تین بیوقوف آپکے صدق کے منکر بھی ہوگئے تو آپ کب تلخ ہو سکتے ہین - جبکہ آپ قند کی کان ہین - مطلب یہ کہ ان بیوقوفون کے انکار سے اور تکذیب سے خدانکردہ آپ کو کیا ضرر ہو سکتا ہی - اگر نہین ملتے تو مارے جھاڑ جو حق کو قبول کرے آپ اوسکو ہدایت فرمائیے -

گر دو سہ احمق الخ - یعنی اگر دو تین احمقون نے تجہپر تہمت رکھہ بھی دی تو تمہارے لئے تو حق تعالی گواہی دیتے ہین - کہ آپ سچے ہین پھر آپ کو کیا غم ہی جب حق تعالی کی طرف سے یہ ارشاد ہوا تو اب حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا قول روایت بالمعنی کے طور پر نقل فرماتے ہین کہ -

گفت الخ - یعنی حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین تمام عالم کے اقرار سے فارغ ہون - اور جبکہ حق گواہ ہو اوسکو کیا غم ہی لہذا اگر اب میری تصدیق تمام دنیا مین کوئی بھی نکرے تب بھی مجھے غم نہین اسلئے کہ میلان تو مناسبت سے ہوتا ہی اور یہ قاعدہ ہی کہ الجنس یمیل الی الجنس تو اگر میلان ناقصین کا ہوگا تو اس سے تو شبہ ہوتا ہی کہ شاید کوئی نقص ہی تب تو ناقصین کا میلان ہی ورنہ کامل کو ان لوگون سے کیا واسطہ اور اسی لئے ہمارے حضرت حاجی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی بزرگ کے یہان امرا کا جمگھٹ زیادہ ہو تو سمجھ لو کہ پیر صاحب کے اندر بھی دنیا بھری ہوئی ہو ورنہ پھر امرا کا میلان کیون ہی - اور جسکی طرف غربا زیادہ مائل ہون اوسکو سمجھ لو کہ کامل ہی اور نائب رسول ہی آگے اسکی مثالین فرماتے ہین کہ -

گر خفاشے الخ - یعنی اگر کوئی خفاش خورشید سے غذا یعنے نور حاصل کرے تو یہ اوسکی دلیل ہی کہ وہ خورشید نہین ہی اسلئے کہ

نفرت الخ - یعنی خفاشونکی نفرت اسکی دلیل ہوتی ہو کہ مین خورشید تابان حضرت حق کا ہون - مطلب یہ کہ کاملون کی طرف ناقصین کا میلان دلیل ہی اس امر کی کہ اس کامل مین بھی نقص ہی اوس کے کمال کی دلیل یہی ہی کہ جو ناقص ہین وہ اوس سے متنفر ہون -

گر گلابے الخ - یعنی اگر گلاب کی طرف گوہ کا کیڑا رغبت کرے تو یہ اوسکے گلاب نہونے کی دلیل ہی -

ور شود الخ - یعنی اگر کوئی کھوٹ والا خریدار کسوٹی کا ہو تو اوسکے کسوٹی ہونے مین نقصان اور شک آگیا - مطلب یہ کہ جو شخص کہ کھوٹی چیز کو فروخت کرتا ہی اگر وہ کسی کسوٹی کو خریدنے لگے تو سمجھ لو کہ یہ کسوٹی ہی خالص نہین ہی ورنہ اگر خالص ہوتی تو یہ شخص تو اوس سے کوسون دور بھاگتا - کہ اوسکا عیب ظاہر کردیتی - اسی طرح کسی بزرگ پر دنیا دارون کا جمگھٹ ہو تو یہ اوسکے کمال مین کمی کی دلیل ہی -

دزد شب الخ - یعنی جان لو کہ چور رات کو چاہتا ہی دن کو تو مین تو رات نہین ہون بلکہ دن ہون کہ جہان مین چمکتا ہون مطلب یہ کہ جو ناقص ہین وہ ظلمت ہی کے طالب ہوتے ہین - نہ کہ نور کے اسلئے کہ نور مین تو اون کے عیوب معلوم ہوجاوینگے - اگلے

مصرعہ مین حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا مقولہ نقل فرماتے ہین کہ مین تو نور ہون یہان ظلمت کا کیا کام میرے پاس تو ناقصین اگر بھی نہین پھٹکتے۔ آگے بھی حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا قول ہو کہ۔

فارقم الخ۔ یعنی مین حق و باطل کو جدا کر دینے والا ہون اور فاروق ہون چلنی کی طرح تاکہ کوڑا مجھ سے گذر نہین سکتا۔

آرد را الخ۔ یعنی مین آٹے کو بھوسی سے الگ کر دیتا ہون یہان تک کہ دکھلا دیتا ہون کہ یہ نقوش ہین اور یہ جانین ہین مطلب یہ کہ حق کو حق اور باطل کو باطل کر دکھاتا ہون اور کسی قسم کا التباس باقی نہین رہتا۔

من الخ۔ یعنی مین جہان مین حق تعالیٰ کی ترازو کی طرح ہون کہ ہر ہلکے کو گران سے متمیز کر دیتا ہون۔

گاو الخ۔ یعنی بیل کو کوئی بچھڑا ہی خدا جانے گا کہ ایک گدھا خریدار ہو اور اوسکے مناسب ہی سودا ہو۔

من نہ گاوم الخ۔ یعنی مین بیل تو ہون نہین جو کوئی گوسالہ مجھے خریدے اور مین کانٹا تو نہین ہون کہ کوئی اونٹ مجھے چرے مطلب یہ کہ مین ناقص تو نہین ہون کہ جو ان ناقصین کا میلان میری طرف ہو۔

او گمان الخ۔ یعنی وہ (ناقص) تو گمان رکھتا ہو کہ مجھپر اوسنے ظلم کیا بلکہ میرے آئینہ سے گرد کو صاف کر دیا۔ مطلب یہ کہ تکذیب سے لوگون کو یہ گمان ہوتا ہو کہ ہم نے ان کو خوب دق کیا اور ان کی خوب تکذیب کی اور اوسکو یہ خبر نہین کہ اس سے اور بھی صفائی قلب ہوئی اور درجات مین اور بھی ترقی ہو گئی۔ تو معلوم ہو گیا۔ کہ ہر چیز کا میلان دوسری طرف اوسی وقت ہوتا ہو جبکہ اوس دوسری مین بھی کوئی ایسی بات ہو کہ جو اوس پہلی کے مناسب ہو اگر وہ پہلی سے ناقص ہو تو اس دوسری مین بھی نقص کا گمان ہے اور اگر وہ کامل ہو تو اسمین بھی گمان کمال ہو آگے اسکے متعلق ایک حکایت لاتے ہین کہ ایک مرتبہ جالینوس جا رہا تھا تو ایک دیوانہ نے آکر ان سے خوب ہی چاپلوسی کی باتین کین۔ اور بہت ہی محبت سے پیش آیا تو جالینوس راستہ ہی سے واپس ہوا اور ایک شاگرد سے بولا کہ فلان معجون لے آو کہ مین کھاونگا اوسنے عرض کیا کہ حضرت وہ تو جنون کے لیے ہو تو فرمایا کہ مجھسے فلان مجنون نے محبت کا برتاو کیا جس سے شبہ مجھے بھی یہ ہوا کہ شاید میرے اندر بھی کوئی شائبہ جنون کا ہو ورنہ اسکو مجھ سے کیا تعلق۔ اور یہ کیون میرے پاس آتا۔ اب حکایت سنو۔

شرح حبیبی

تملق کردن دیوانہ با جالینوس و ترسیدن جالینوس از وے

گفت جالینوس با اصحاب خود
پس بدو گفت آن یکے کاے ذوفنون
دور از عقل تو این دیگر مگو
ساعتے در روے من خوش بنگرید
گر نہ جنسیت بدے در من از و
گر ندیدے جنس خود کے آمدے
چون دو کس برہم زند بے ہیچ شک

مر مرا تا آن فلان دارو دہد
این دوا خواہند از بہر جنون
گفت در من کرد یک دیوانہ رو
چشمکم زد آستینے بر درید
کے رخ آوردے بمن آن زشت رو
کے بغیر جنس خود را بر زدے
درمیان شان ہست قدر مشترک

کے پرد مرغے بجز با جنس خود	صحبت ناجنس گور است و لحد

سبب پریدن و چریدن مرغے با مرغے دیگر کہ جنس او نبود

آن حکیمے گفت دیدم در تگے	در بیابان زاغ را با لکلکے
در عجب ماندم بجستم حال شان	تا چہ قدر مشترک یابم نشان
چون شدم نزدیک تر حیران دو لنگ	خود بدیدم ہر دو آن بود ند لنگ

اب تم ایک حکایت سنو جس سے تائید ہوا س امر کی کہ ہر شئے کا میلان اپنے مناسب ہی کی طرف ہوتا ہی - جالینوس نے اپنے کسی آدمی سے کہا کہ مجھے فلان دوا دیدو اوسنے عرض کیا کہ آپ تو ہر فن مین کامل ہین یہ دوا تو جنون کیلیے ہی خدا آپ کی عقل کو اس مرض سے محفوظ رکھے آپ ایسی بات پھر نفرمائیے - اسمین علاوہ بدفالی کے لوگون کے لئے غلط فہمی بھی ہی اوسنے کہا اصل بات یہ ہی کہ ایک دیوانہ میری طرف متوجہ ہوا - اور تھوڑی دیر تک مجھے خوب دیکھا - اور میری طرف آنکھین مٹکاتا رہا - اور لپٹ کر میری آستین پھاڑ ڈالی - اسلئے مین سمجھتا ہون کہ مجھمین بھی کچھ شایبہ جنون ضرور ہی - اگر مجھمین اُس سے مجانست نہوتی تو وہ منحوس میری طرف کیون متوجہ ہوتا - اور اگر مجھے اپنا ساند یکھتا تو میری طرف کب آتا - اور اپنے غیر جنس سے کیسے بھڑتا اسلئے کہ یہ قاعدہ ہی کہ جب دو شخص ایک دوسرے سے میل کرین تو ضرور اونمین کوئی قدر مشترک مخصوص ہوگی جو ان مین اور اورون مین نہین ہی جسکے وہ میل نہین کرتے کیونکہ ہر جانور اپنی ہی جنس کیساتھ اُڑتا ہی غیر جنس کیساتھ نہین اُڑتا - اور وجہ یہ ہے کہ ناجنس کی صحبت سخت ناگوار ہوتی ہی اور اوسکے ساتھ رہنا مثل قبر مین رہنے کے سمجھا جاتا ہی اسی اصول کی بنا پر ایک حکیم نے کہا ہی کہ مین نے جنگل مین کوے کو لقلق کیساتھ چلتے دیکھا یہ دیکھکر مجھے نہایت حیرت ہوئی اور مین نے اون کی حالت دریافت کرنی چاہی کہ ان دونون مین کیا چیز قدر مشترک ہی جسکے باعث ان دونون مین میل ہی - جب مین اس تحیر کی حالت مین اور پاس گیا تو مین نے دیکھا کہ دونون لنگڑے ہین -

شرح شبیری

ایک پاگل کا جالینوس سے تملق کرنا اور جالینوس کا اُس سے ڈرنا -

گفت الخ - یعنی جالینوس نے اپنے شاگرد و نسے کہا کہ مجھے وہ فلان دوا دو -

پس الخ - یعنی پس اون مین سے ایک نے اوس سے کہا کہ اے ذوفنون اس دوا کو تو جنون کے واسطے لیا کرتے ہین -

دور از الخ - یعنی آپ کی عقل سے دور آپ ایسی بات مت کہیے تو جالینوس نے کہا کہ مجھے ایک دیوانہ نے دیکھا -

ساعتے الخ یعنی ایک گھڑی مجھے خوب دیکھا اور میری طرف چشمک ناری اور میری آستین کھینچکر پھاڑ دی - غرضکہ بہت ہی دوستانہ تعلقات معلوم ہوتے تھے -

گرنہ الخ - یعنی اگر میرے اندر اوسکی جنسیت نہ ہوتی تو وہ زشت رو میری طرف رُخ کیون کرتا - معلوم ہوتا ہی کہ میرے اندر بھی کوئی شایبہ جنون کا آگیا ہی -

اگر نہ الخ - یعنی اگر وہ اپنی جنس کو نہ دیکھتا تو کب آتا اور بغیر جنس کے لینے کو کب مارتا - یعنی اگر مین اوسکا ہمجنس نہ ہوتا تو وہ میری طرف کیون توجہ کرتا - لہذا معلوم ہوگیا کہ میرے اندر بھی ایک شائبۂ جنون ہے اسلئے جنون کی دوا کھاتا ہون آگے مولانا فرماتے ہین کہ -

چون الخ - یعنی جب دو شخص آپس مین ملین تو بے کسی قسم کے شک کے جان لو کہ اون کے درمیان کوئی قدر مشترک ہے - کہ جسکی وجہ سے ایک کو دوسرے کیطرف میلان ہے -

کے پرد الخ - یعنی کوئی جانور بجز اپنے ہم جنس کے کب اڑیگا اسلئے کہ صحبت ناجنس کی تو گور اور لحد ہے - لہذا اگر کسی جگہ ایسا دیکھا جاوے کہ دو غیر جنس آپس مین مل رہے ہے تو سمجھ لو کہ اون دونون مین کوئی نہ کوئی قدر مشترک ضرور ہے جیسا کہ حکایت ذیل سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص نے ایک کوّے کو ایک لقلق کیساتھ دیکھا تو تعجب ہوا کہ یہ دونون غیر جنس ہوکر کسطرح ساتھ ہین غور کرنے سے معلوم ہوا کہ دونون لنگڑے ہین اون دونون مین یہ ایک ایسی بات تھی کہ جسکی وجہ سے وہ دونون قریب الجنس ہوکر آپس مین مل رہے تھے اب حکایت سنو -

ایک جانور کا اپنے غیر جنس کیساتھ اڑنے اور چگنے کا سبب -

آن الخ - یعنی ایک حکیم نے کہا کہ مین نے بیابان مین ایک کوّے کو ایک لقلق کیساتھ پھرتے دیکھا -

در عجب الخ - یعنی مین تعجب مین رہگیا اور اون کے حال کی جستجو کی تا کہ مین کسی قدر مشترک کو نشانی پاؤن -

چون الخ - یعنی جب مین حیران اور دنگ اون کے قریب پہونچا تو مین نے خود دیکھا کہ وہ دونون لنگڑے تھے - لہذا معلوم ہوگیا کہ اون دونون مین یہ قدر مشترک ہے اور اسوجہ سے آپس مین مجاذبت ہے اب آگے رجوع ہے مضمون بالا کیطرف اوپر فرمایا تھا کہ ہر شئے اپنے ہمجنس کیطرف منجذب ہوتی ہے اور اگر کسی جگہ کسی ناقص کو کامل کیطرف میلان دیکھو تو معلوم ہوتا ہے کہ اوس کامل مین بھی نقص ہے اور اسکی بہت سی مثالین دی تھین اب اوس سے ترقی کرکے فرماتے ہین کہ -

شرح حبیبی

خاصه شهبازے که او عرشی بود — با یکے جغدے که او فرشی بود

آن یکے خورشید علیین بود — وین دگر خفاش کز سجین بود

آن یکے نورے ز هر عیبے بری — وان دگر کورے گدائے هر دری

وآن یکے ماہے که بر پروین زند — وان یکے کرمے که بر سرگین تند

آن یکے یوسف رخے عیسے نفس — وین دگر گرگے و یا خر با جرس

آن یکے پران شده در لامکان — وین یکے در کاہدان ہمچون سگان

آن یکے سلطان عالی مرتبت — وین یکے در گلخنے در تعزیت

آن یکے خلقے ز اکرامش خجل — وین دگر از بے نوائی منفعل

آن یکے سرور شد از اهل زمان — وین دگر در خاک و خواری بس نہان

بلبلان را جائے می زیبد چمن ‌ ‌ ‌ مُر جُعَل را در چمین خوشتر وطن
بازبان معنوی گل با جعل ‌ ‌ ‌ این ہمین گوید کہ اے گندہ بغل
گر گریزانی ز گلشن بیگمان ‌ ‌ ‌ ہست آن نفرت کمالِ گلستان
غیرتِ من بر سرِ تو دور باش ‌ ‌ ‌ میزند کائے خس ازین در دور باش
در بیامیزی تو با من اے دنی ‌ ‌ ‌ این گمان آید کہ از کان منی
گر در آمیزی ز نقصانِ من است ‌ ‌ ‌ زانکہ پندارند کوزانِ من است
گر در آمیز دمن آن زہرناک ‌ ‌ ‌ موش دو دریا باشد و ماہی و خاک
حق مرا چون از پلیدی پاک داشت ‌ ‌ ‌ چون سزد بر من پلیدی را گماشت
یک ارگم زیشان بدو آنزا برید ‌ ‌ ‌ درمن آن بدرگ کجا خواہد رسید
یک نشان آدم آن بُد در ازل ‌ ‌ ‌ کہ ملائک سر نہندش از محل
یک نشان دیگر آن کہ آن بلیس ‌ ‌ ‌ ننہدش سر کہ منم شاہ و رئیس
پس اگر ابلیس ہم ساجد شُدے ‌ ‌ ‌ او نبودے آدم او غیرے بُدے
ہم سجود ہر ملک میزان اوست ‌ ‌ ‌ ہم جحودِ آن عدو برہان اوست
ہم گواہِ اوست اقرار ملک ‌ ‌ ‌ ہم گواہِ اوست کفران سگگ
این سخن پایان ندارد باز گرد ‌ ‌ ‌ تا چہ کرد آن خرس با آن شیر مرد

پس جب ایک کوّا تعلق کیساتھ بدون امر مشترک کے نہین چل سکتا تو ایک شہباز جو کہ عرش کیساتھ تعلق رکتا ہو اور ذوالعرش المجید کے مخصوصین مین سے ہو (یعنی نبی) ایک اتو (محجوب) کیساتھ کیونکر تعلق رکہیگا جو سراسر عالم ناسوت مین منہمک ہو۔ کیونکہ ان دونون مین بُعد المشرقین ہو۔ ایک جنت کے درجات عالیہ کا آفتاب ہو دوسرا دوزخ کے طبقہ سفلی کا خفاش ہو اور ایک تو سراپا نور ہو جو کہ ہر عیب سے منزہ ہو اور دوسرا بالکل اندھا اور ہر گھر کا گدا ہو۔ ایک ماہتاب ہو جو کہ پردین پر غالب ہو۔ اور دوسرا کیڑا ہو جو کہ گوبر سے تعلق رکتا ہو۔ ایک تو جمال معنوی سے یوسف رُخ ہو اور امراض روحانیہ کیلئے عیسےٰ نفس ہو۔ دوسرا ایک کیڑا یا گدھا یا گونگا ہو ایک تو عروج روحانی کے لحاظ سے اسقدر بلند پرواز ہو کہ لامکان تک اُڑتا ہو اور حق سبحانہ سے ایک خاص تعلق پیدا کرتا ہو۔ دوسرا کتون کی طرح دنیا کی نجاسات مین پہنسا ہوا ہو۔ ایک عالی مرتبہ بادشاہ ہو اور شادان و فرحان ہو دوسرا گلخن دنیا مین پڑا ہوا اپنی جان کو رو رہا ہو اور اس قابل ہو کہ اوسکی تعزیت کیجائے۔ ایکی تو یہ حالت ہو کہ اوسکے انعام و اکرام سے مخلوق شرمندہ ہو۔ اور دوسرے کی یہ کہ اپنی بے سر و سامانی سے خود شرمندہ ہو ایک تو ایسا ہو کہ سردار دو عالم ہو اور ایک ایسا کہ خاک ذلت مین سراسر دبا ہوا ہو پس یہ دونون ایک ساتھ کیونکر ہو سکتے ہین۔ کیونکہ ایک تو بلبل ہو اور بلبلون کے لئے چمن شایان ہو اور دوسرا گوہ کا کیڑا اسکے لئے بہتر مکان گھورا ہے ایک الفین گل ہو اور دوسرا گوہ کا کیڑا و گل گوہ کے کیڑے سے بزبان حال کہتا ہو کہ بدبودار کیڑے اگر تو گلشن سے بھاگتا ہو تو کچھ حرج نہین بلکہ یہ تیرا بھاگنا ہی گلستان کے کمال کی دلیل ہو میری غیرت تیرے سر پر نعرۂ دورباش لگاتی ہو اور کہتی ہو کہ ارے ذلیل دور ہو اگر تو مجھسے ملیگا تو اس سے خود مجہپر دہبہ لگے گا۔ اور

لوگ مجھے بھی تیری ہی جنس سے سمجھین گے غرض کہ تیرے ملنے مین میرا کوئی فائدہ نہین بلکہ گونہ نقصان ہی کہ لوگون کو میرے کمال مین شبہ ہوگا۔ کیونکہ وہ سمجھین گے کہ تو میرا ہمجنس ہے۔ پس اس گوہ کے کیڑے کا مجھسے ملنا ایسا ہی بے جوڑ ہی جیسے جوہا اور دریا۔ یا مچھلی اور خشکی۔ پس جسطرح چوہا دریا کی طرف مائل نہین ہو سکتا۔ اور مچھلی خشکی کیطرف راغب نہین ہو سکتی یون ہی وہ گوہ کا کیڑا مجوب بھی مجھ نبی کیطرف متوجہ نہین ہو سکتا۔ اور ہونا بھی یون ہی چاہیئے۔ کیونکہ جب حق سبحانہ نے مجھے نجاسات دنیویہ سے پاک رکھا ہی تو کیسے مناسب ہی۔ کہ وہ ایک ناپاک گوہ کے کیڑے اور سگ دنیا کو مجھپر مسلط کر دے کیونکہ اوسکا میلان تو نجاسات کیطرف ہی اور یہان نجاست کا نام نہین تو وہ مجھپر مسلط کیونکر ہو سکتا ہی مجھین اگر اون کی مناسبت کا کچھ حصہ تھا بھی تو حق سبحانہ نے میرے سینہ کو شق کرکے اوسکو بھی نکال پھینکا اور میرے سینہ کو نجاست دنیویہ سے بالکل پاک صاف کر دیا۔ پس اب وہ دنیا کا کتا گوہ کا کیڑا مجھہ تک کیسے پہونچ سکتا ہی اور میری طرف کیسے راغب ہو سکتا ہی۔ اچھے لوگون اور کاملین کے کمال کے دو علامتین ہین۔ ایک اچھے لوگون کا میلان اور دوسرے بدون کا تنفر۔ چنانچہ آدم علیہ السلام کے کمال کی ایک تو یہ علامت تھی ہی کہ فرشتے اون کے علو مرتبت کے سبب اون کے آگے سر جھکاتے تھے اور دوسری علامت یہ تھی کہ ابلیس نے انا خیر منہ کہکر سجدہ سے انکار کیا۔ پس اگر ابلیس بھی سجدہ کر لیتا تو آدمؑ آدمؑ نہوتے بلکہ کچھ اور ہوتے۔ کیونکہ ایک نشانی کمال کی مفقود ہو جاتی۔ پس جسطرح فرشتونکا سجدہ کرنا اون کے کمال کا معیار ہی یون ہی اوس دشمن انسان ابلیس کا انکار بھی ان کی کمال کی ایک دلیل قطعی ہی اور جسطرح فرشتون کا اقرار اون کے کمال کا شاہد ہی یون ہی اس کتے کا انکار بھی ایک گواہ ہی پس خوب ثابت ہو گیا کہ اس نااہل کی مجھہ سے نفرت میرے آئینۂ کمال سے زنگ کو دور کرتی ہی۔ یہان تک بیان تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آپ بزبان حال فرما رہے تھے آگے مولانا فرماتے ہین کہ اسبات کی تو کوئی انتہا ہی نہین اچھا اسکو ختم کرکے اب لوٹنا چاہیئے کہ ریچھ نے اوس شیر مرد کے ساتھ کیا کیا۔

شرح شبیری

خاصہ الخ۔ یعنی خاص کر وہ شہباز جو کہ عرشی ہو اوس جغد کیساتھ کہ جو فرشی ہو۔ مطلب یہ کہ اگر کوئی کامل جس کا تعلق کہ عالم غیب اور عالم بالا سے ہو ناقصین سے ملے کہ جن کا تعلق دنیا سے ہی تو یہ اور بھی تعجب کی بات ہی۔ آگے ناقصین و کاملین کی مثالین فرماتے ہین کہ

آن یکے الخ۔ یعنی ایک تو عالم بالا کا خورشید ہو اور یہ دوسرا خفاش سجین سے ہو۔

آن یکے الخ۔ یعنی ایک تو نور ہی اور ہر عیب سے بری ہی اور وہ دوسرا اندھا اور ہر دروازہ کا فقیر ہی۔

آن یکے الخ۔ یعنی وہ ایک چاند ہی جو کہ پروین پر غالب ہوتا ہی اور وہ ایک کیڑا ہی جو کہ گوبر مین تنتا ہی۔

آن یکے الخ۔ یعنی وہ ایک تو یوسف رخ اور عیسے نفس ہی اور یہ دوسرا گرگ ہی یا گدھا ہی یا گونگا ہی۔

آن یکے الخ۔ یعنی وہ ایک تو لامکان مین اڑ رہا ہی اور وہ ایک کوڑی پر کتون کیطرح (ذلیل) ہی۔

آن یکے الخ۔ یعنی وہ ایک تو بادشاہ عالی مرتبہ ہی اور وہ ایک بھاڑ مین غم مین مبتلا ہی۔

آن یکے الخ۔ یعنی وہ ایک تو کہ اوسکی بخشش کی ایک خلق شرمندہ ہی اور وہ دوسرا بینوائی کی وجہ سے منفعل ہو رہا ہی

آن یکے الخ - یعنی وہ ایک تو اہل زمان مین سے سردار ہی اور یہ دوسرا خاک وخواری مین نہان ہی -
بلبلانرا الخ - یعنی بلبلون کی جگہ تو چمن زیب دیتی ہی اور گوہ کے کیڑے کا گوہ ہی مین عمدہ وطن ہی -
با زبان الخ - یعنی پھول گوہ کے کیڑے سے زبان حال سے کہتا ہی کہ اے گندہ بغل -
گر گریزانی الخ - یعنی اگر تو گلشن سے گریزان ہی تو بے شک یہ نفرت گلستان کا کمال ہی -
غیرت من الخ - یعنی میری غیرت تیرے سر پر دور باش (کا ڈنکا) بجا رہی ہی کہ اے کمینہ اس دروازہ سے دور ہو -
ور بیامیزے الخ - یعنی اے کمینے اگر تو میری ساتھ ملے تو یہ گمان ہو کہ تو میری جنس سے ہی - (حالانکہ ایسا نہین ہی)
گر در الخ - یعنی اگر وہ ملے تو یہ میرا نقصان ہی اسلئے کہ لوگ جانین گے کہ یہ میری جنس سے ہی -
گر در آمیز د الخ - یعنی اگر وہ زہرناک مجھمین ملے تو جوہا اور دریا اور مچھلی اور خشکی (کی طرح بے جوڑ) ہو -
حق مرا الخ - یعنی حق تعالی نے جب مجھے پلیدی سے پاک رکھا تو کسطرح لائق ہی مجھے کسی پلید یکو مقرر کرنا - مطلب ان اشعار کا یہ ہی کہ ناقص اور کامل مین تو کوئی مناسبت ہی نہین ہی - بلکہ اگر کسی جگہ پر کوئی ناقص کامل کیطرف جاوے تو اس سے تو شبہ یہ ہوتا ہی کہ وہ کامل ہی نہین جب تو اوسکی طرف ناقص کا میلان ہو رہا ہی - اور اسکی یہ سب مثالین دی ہین کہ کامل کی تو ایسی مثال ہی کہ جیسے ایک شہباز ہو یا خورشید یا نور یا چاند یا یوسف رخ وغیرہ اور ناقص کی ایسی مثال ہی کہ جیسے چغد یا خفاش یا اندہا یا کرم سرگین یا گدہا وغیرہ اور جیسے کہ کامل کی شناخت اوسکے کمالات ہین اسی طرح کامل کے کمال کی ایک یہ بھی شناخت ہی کہ اوس سے معاندین اور ناقصین کو نفرت ہو اور اوسکی صورت سے بیزار ہون - تو دیکھو کہ ان اشیاء مین مناسبت نہونیکی وجہ سے باہم تجاذب نہین ہوتا اسی طرح کاملین و ناقصین مین بھی بسبب عدم تناسب کے تجاذب مابین نہین ہوتا - آگے مقولہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان فرماتے ہین کہ -
یک رگم الخ - یعنی میرے اندر اون کی ایک رگ بھی حق تعالی نے اوسکو بھی کاٹ دیا تو اب میرے اندر وہ بد رگ کہان ہو سکتا ہی - مطلب یہ کہ حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اون ناقصین کا ایک اثر مجھمین تھا لیکن حق تعالی نے اوسکو بھی میرے اندر سے نکال دیا ہی تو اب مجھپر کسی بدرگ کا قابو نہین چل سکتا - اسمین یا تو اشارہ ہی اوس حدیث کی طرف جسمین کہ ارشاد ہی کہ حق تعالی نے میری مدد فرمائی اور میرا شیطان مسلمان ہو گیا ہی تب تو یہ مطلب ہو گا کہ ان کفار وغیرہ مین اور مجھمین ایک قدر مشترک یہ بھی تھی کہ اون کا بھی ایک شیطان تھا اور ایک میرا بھی لیکن حق تعالی کی مدد سے وہ بھی مسلمان ہو گیا - لہذا وہ بات بھی نہ رہی اور اب تو کسی قسم کی بھی مناسبت مابین باقی نہین رہی اور یا اوس حدیث کی طرف اشارہ ہو جس مین کہ ارشاد ہی کہ جب شق صدر ہوا ہی تو فرشتون نے ایک پھٹکی خون کی نکالی اور کہا کہ آپکے اندر اتنا حصہ شیطان کا تھا یعنی اتنا اثر آپ مین بشریت کا تھا تو اب مطلب یہ ہو گا کہ اون امور بشریہ مین جو اس خون کی پھٹکی کے متعلق تھے اون لوگون سے مناسبت تھی اور آپس مین یہ قدر مشترک تھی - لہذا اب اوسکو بھی حق تعالی نے نکال دیا لہذا اب کوئی کسی قسم کی مناسبت باقی ہی نہین ہی اسلئے کفار کا انکار کرنا بھی دلیل کمال ہی حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی آگے اسکی ایک نظیر بیان فرماتے ہین کہ -
یک نشان الخ - یعنی آدم علیہ السلام کے (کمال) کی ازل سے ایک نشانی تو یہ تھی کہ اون کے مرتبہ کیوجہ سے ملائک سجدہ کرینگے -

ایک نشان الخ۔ یعنی ایک نشانی دوسری دہ کہ وہ ابلیس لعین اون کے آگے سر نہ رکھے گا کہ مین تو شاہ اور رئیس ہون مطلب یہ کہ ایک نشانی اون کے کمال کی مسجود ملک ہونا تو ہی ہی ایک دوسری نشانی یہ ہی کہ ابلیس اونکا انکار کریگا اور وہ اُن کے سجدہ سے باز رہے گا تو یہ بھی اون کے کامل ہونیکی دلیل ہی آگے اسکی وجہ فرماتے ہین کہ۔

پس اگر الخ۔ یعنی پس اگر ابلیس ساجد ہو جاتا تو وہ آدم نہوتے کوئی اور ہوتے اسلئے کہ اگر وہ بھی سجدہ کر لیتا تو معلوم ہوتا کہ آپسمین کوئی مناسبت ہی کہ جسکی وجہ سے یہ ان کی طرف جھکا اور اب معلوم ہو گیا کہ چونکہ انتہا کمال کو پہونچے ہوئے تھے اسلئے اوس مردود ازلی نے اون کو سجدہ کرنے سے کنارہ کشی کی کہ آپسمین کوئی مناسبت ہی نہ تھی۔

ہم سجود الخ۔ یعنی ہر فرشتہ کا سجدہ کرنا بھی اون (کے کمال) کا معیار ہی اور اس دشمن کا انکار کرنا بھی (اون کے کمال کی) دلیل ہی۔

ہم گواہ الخ۔ یعنی فرشتونکا اقرار کرنا بھی اونکا گواہ ہی اور اوس بیئے کا کفران بھی اون کا گواہ ہی غرضیکہ معلوم ہو گیا کہ کوئی شئے غیر جنس سے نہین ملتی بلکہ جب دو چیزون مین تجاذب ہوگا تو ضرور ہی کہ اون مین کوئی قدر مشترک ہوگی لہذا اوس شخص نے جو ریچھ کو نہ چھوڑا معلوم ہوتا ہی کہ اون دونون مین آپسمین کوئی ضرور مناسبت تھی کہ اوس شخص مین بھی بہیمیت اور سبعیت آگئی تھی ورنہ اس انجذاب کے کیا معنی آگے فرماتے ہین کہ۔

این سخن الخ۔ یعنی یہ بات تو انتہا نہین رکھتی لہذا لوٹو کہ اوس ریچھ نے اوس شیر مرد کی ساتھ کیا کیا۔ اب یہانسے پھر اوس ریچھ کے قصہ کی طرف رجوع ہی۔

شرح حبیبی

تتمہ قصہ آن مرد مغرور بر وفاے خرس

شخص خفت و خرس می راندش مگس
چند بارش راند از روئے جوان
خشمگین شد با مگس خرس و برفت
سنگ آورد و مگس را دید باز
برگرفت آن آسیا سنگ و بزد
سنگ روئے خفتہ را خشخاش کرد
مہر ابلہ مہر خرس آمد یقین
عہد او سست است و ویران و ضعیف
گر خورد سوگند ہم باور مکن
چونکہ بے سوگند گفتش بد دروغ
نفس او میر است و عقل او اسیر

وز ستیز آمد مگس زو باز پس
آن مگس پس باز می آمد دوان
برگرفت از کوہ سنگے سخت زفت
بر رخ خفتہ گرفتہ جائے ساز
بر مگس تا آن مگس واپس خزد
وین مثل بر جملہ عالم فاش کرد
کین او مہر است مہر او ست کین
گفت او زفت و وفائے او نحیف
بشکند سوگند مرد کژ سخن
تو میفت از مکر و سوگندش بدوغ
صد ہزاران مصحفش خود خوردہ گیر

چونکه بے سوگند پیمان بشکند — گر خورد سوگند او بد تر کند
زانکه نفس آشفتہ تر گردد ازان — گر کنی بندش بزنجیر گران
چون اسیرے بند بر حاکم نهد — حاکم آنرا بر درد بیرون جهد
بر سرش کوبد ز خشم آن بند را — میزند بر روئے او سوگند را
تو ز اوفوا بالعقودش دست شو — احفظوا ایمانکم با او مگو
هر کہ او گوید بہ نزد ما دروغ — در نگیرد گفت سوگندش فروغ
وانکہ داند عہد باکہ می کند — تن کند چون تار گرد او متند
وانکہ حق را ساخت در پیمان سند — تن کند چون بند و گرد او تند

الغرض وہ شخص سو گیا اور ریچھ اوسکی مکھیان اڑانے لگا۔ جون جون وہ اڑاتا تھا اسی طرح مکھیان ضد سے لوٹ لوٹ آتی تھین کئی دفعہ اوسنے اُس جوان کے منہ پر سے مکھیان اڑائین لیکن ہر بار وہ مکھیون لوٹ لوٹ آئین ریچھ کو مکھیان پر غصہ آیا۔ لہذا گیا اور پہاڑ مین سے ایک بڑا پتھر لیا جب پتھر لایا پھر مکھیون کو دیکھا کہ سونے والے کے منہ پر بیٹھی ہوئی ہین تو اوسنے اوس چکی کے پاٹ جیسے پتھر کو لیا اور مکھیون سکے مارا کہ یہ واپس لوٹ جائین اور پھر نہ آئین اوس پتھر نے سونے والے کے سر کو چکنا چور کر دیا۔ اور یہ مثل عالم مین مشہور ہوگئی کہ نادان کی دوستی ریچھ کی دوستی ہی اس سے تمکو سمجھنا چاہیے کہ نادان کی دوستی جو نادانی سے ہو فی الحقیقت دشمنی ہی۔ اور دشمنی جو نادانی سے ہو دوستی ہی اور یاد رکھ کہ وہ جو عہد کرتا ہی وہ کمزور اور تباہ وضعیف ہی۔ باتین اوسکی بہت بڑی بڑی ہین مگر وفا کمزور ہی۔ پس اگر وہ قسم بھی کھالے تو اعتبار نکرنا اسلیے کہ جو آدمی اینڈی بینڈی باتین کرتا ہی اوسکو قسم کا توڑ دینا کچھ دشوار نہین جبکہ بلا قسم کے جھوٹ بولتا ہی تو تم اوسکے مکر اور قسم سے فریب مین نہ آنا بات یہ ہی کہ وہ تابع نفس کا ہی اور نفس اسکا حاکم اور اوسکی عقل اسکی مقید ہی وہ سیکڑون قرآن کھاکر بھی ڈکار نہین لیتا۔ پس جو شخص بلا قسم کے عہد کو توڑ ڈالتا ہی وہ بہت برا کرتا ہی جو قسم کھاتا ہی۔ وجہہ یہ ہی کہ یہ نفس کو جکڑنا چاہتا ہی۔ اور نفس کو اس سے اور ہیجان ہوگا۔ کہ وہ اوسکو بھاری زنجیرون مین باندہتا ہی کیونکہ وہ اسکا حاکم ہی اور یہ اوسکا مقید اور جب کوئی قیدی حاکم کو باندہنا اور اوسکو پابند کرنا چاہتا ہی تو حاکم اس بند کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیتا ہی اور خود باہر نکل آتا ہی اور غصہ سے اس بند کو اوسکے منہ پر مارتا ہی پس وہ نفس بھی اس قسم کو اوسکے منہ پر ماریگا یہ اوسکو بوجہ اپنی مغلوبی کے روک نہ سکیگا۔ لہذا جب نفس غالب ہو تو ایسے اسباب پیدا نہ کرنے چاہئین جن سے اوسکو ہیجان ہو بلکہ تدبیر اور ملاطفت سے اسکو قابو مین لانا چاہیے۔ جب یہ معلوم ہوگیا کہ ایسے شخص کی قسم سے نفس کی ضد بڑھتی ہی اور وہ قسم کو ضرور توڑ ڈالتا ہی لہذا تمکو چاہیے کہ اسکی پیمان مؤکد بالقسم کو سادے پیمان سے بھی زیادہ کمزور سمجھو۔ الغرض تم کو اوسکے وفائے عہد سادہ و مؤکد بالقسم ہر دو سے ہاتھ دہو لینا چاہیے اور اس سے بتوقع وفا احفظوا ایمانکم نہ کہنا چاہیے کیونکہ اس سے وفائے عہد کی امید نہین۔ خلاصہ یہ کہ جو شخص ہمارے سامنے جھوٹ بولنے کا عادی ہی اسکی قسم سے اوسکی بات کو کوئی تفوق حاصل نہین ہوتا اور جو شخص جانتا ہی کہ وہ فی الحقیقت کسی کی ساتھ عہد کرتا ہی وہ حفاظت مین اپنے جسم کو تار کر دیتا ہی اور ہر طرح کی مشقتین اور روحانی کوفتین جھیلتا ہی مگر اپنے عہد کو ملحوظ رکھتا ہی اور جو شخص اپنے عہد مین حق سبحانہ کو وثیقہ و دستاویز بناتا ہی اور اسکے نام سے اپنے پیمانکو منضبط کرتا ہی وہ اپنے جسم کو اُس پیمان کے چارون طرف روک

بناد تیا ہی اور ہمہ تن اوسکی حفاظت کرتا ہی کہ مبادا جاتا نہ رہے اور کوئی بات خلاف عہد نہو جاوے شاید تم کو استبعاد ہو کہ عہد
تو اوسنے انسان کے ساتھ کیا تھا یہ خدا کیساتھ عہد کیونکر ہو گیا سنا سکا ایک جواب تو یہ ہوا کہ جب اسنے خدا کے نام کو وثیقہ بنایا
تو گویا کہ خدا کو اوسنے وفائے عہد کا ضامن بنایا اور خدا کیساتھ معاہدہ کیا کہ ہم خلاف ورزی نکرینگے - دوسرے حق سبحانہ
فرماتے ہین کہ اوفوا بالعقود اور احفظوا ایمانکم اور یہ ان احکام کو مانتا ہی تو یہ عہد ہی حق سبحانہ سے ایفا رکا پس جسطرح وہ
بندے سے عہد کرتا ہی یون ہی خدا سے بھی عہد کرتا ہی کہ مین حسب الحکم اسکی پابندی کرونگا - ان دونون صورتون مین تو بندہ
کے عہد کیساتھ - خدا کیساتھ ایک جدا گانہ عہد ہوگا - اور یہ عہد اوسکو متضمن ہوگا - یا مستلزم - مگر یہ بھی ممکن ہی کہ بعض
جگہ خود وہی عہد جو بندہ کیساتھ کیا گیا ہی اس بندہ کے حق سبحانہ کیساتھ عرفی اتحاد کی بنا پر حق سبحانہ کیساتھ ہو جیسے کہ عبادت
بندۂ خاص کو حق سبحانہ خود اپنی عبادت فرماتے ہین جسکی تفصیل مع فوائد زائدہ حوالہ قلم کیجاتی ہی سنو -

شرح شبیری

اُس آدمی کی حکایت کا تتمہ جو کہ ریچھ کی وفاداری پر مغرور تھا

شخص خفت الخ یعنی وہ شخص تو سو گیا اور ریچھ اوسکی مکھیان جھل رہا تھا اور ضد کیوجہ سے مکھی جلدی ہی پھر واپس
آجاتی تھی - (جیسا کہ مکھی کا قاعدہ ہی کہ جتنا ہٹاؤ اوتنا ہی آتی ہی) -
چند بارش الخ - یعنی اوس ریچھ نے کئی مرتبہ جوان کے مُنہ سے اوسکو ہٹا دیا مگر وہ مکھی پھر دوڑتی ہوئی واپس آتی تھی
خشمگین شد الخ - یعنی ریچھ مکھی سے غصہ مین ہوا اور گیا اور پہاڑ سے ایک بڑا بھاری پتھر لایا -
سنگ الخ - یعنی پتھر لایا اور مکھی کو پھر سونے والے کے مُنہ پر بیٹھے ہوئے دیکھا -
برگرفت الخ - یعنی وہ چکی کا پتھر لیکر مکھی کے مارا تاکہ وہ مکھی واپس لوٹے - تو نتیجہ یہ ہوا کہ
سنگ روئے الخ - یعنی پتھر نے سونیوالے کے مُنہ کو چور چور کر دیا اور یہ مثل (ذیل کی) تمام عالم پر ظاہر کر دی -
مہر ابلہ الخ - یعنی بیوقوف کی دوستی یقیناً ریچھ کی دوستی ہی اوسکا کینہ مہربانی ہی اور اوسکی مہربانی کینہ ہی - مطلب یہ
کہ اب یہ مثل ہو گئی کہ بیوقوف کی دوستی کو خرس کی دوستی کہتے ہین - پس اگر بیوقوف دشمن ہو تو سمجھو کہ حقیقت مین یہ اوسکی
مہربانی ہی اسلئے کہ وہ اب کوئی گزند نہ پہونچاویگا اور اگر کہین اوسنے دوستی کرلی تو یہ حقیقت مین دشمنی ہی کہ خوب اچھی طرح
ضرر ہونگے آگے اسکی وجہ فرماتے ہین کہ -
عہد او سست الخ - یعنی اوس بیوقوف کا عہد سست ہی اور ویران اور ضعیف ہی اور قول اوسکا فضول ہی اور وفا اسکی کمزور
گر خورد الخ - یعنی اگر وہ قسم کھاوے تب بھی یقین مت کر کیونکہ اوندھی بات والا آدمی قسم کو بھی توڑ دیگا -
چونکہ الخ - یعنی جبکہ بے قسم کے اوسکا قول کاذب ہی تو تو اوسکے مکر اور قسم کیوجہ سے فریب مین مت پڑ - دوغ بمعنی چھاچھ
دہوکہ کو اسلئے کہتے ہین کہ چھاچھ بھی صورتاً دودھ ہوتی ہی لیکن واقع مین نہین ہوتی - اسیطرح دہوکہ بھی واقع مین نافع
اور اصل مین مضر ہوتا ہی -
نفس او الخ یعنی اوسکا نفس تو حاکم ہی اور عقل اوسکی قیدی ہی لاکھون قرآن اوسکو کہائے ہوئے فرض کر - مطلب یہ کہ قرآن

کی قسم کھانا تو در کنار اوسکو اگر خود قرآن ملجاوین تو وہ اون کو بھی کھا جاوے - لہذا ایسے آدمی کا کیا اعتبار ہو سکتا ہی -
چونکہ الخ یعنی جب کہ بے قسم کے عہد شکنی کرتا ہی تو اگر قسم کھاوے اوسکو بھی توڑ دیگا اوسے مشکل ہی کیا ہی -
زانکہ الخ یعنی اسلئے کہ نفس اس سے زیادہ برانگیختہ ہوتا ہی کہ کوئی اوسکو خوب بھاری قسم سے بند کر دے - مطلب یہ کہ یہ قاعدہ مسلم ہی النفس حریص علی ما منع اور یہ بھی معلوم ہی کہ جسقدر سخت ممانعت ہوگی اوسیقدر زیادہ حرص بھی ہوگی - تو اگر کوئی نفس کو عہد شکنی سے صرف عہد کر کے روکتا ہی تو یہ تو اتنا سخت نہیں ہی لیکن اگر اوسکو عہد شکنی سے قسم کھا کر روکتا ہی تو اسمین ممانعت عہد شکنی زیادہ ہی اسلئے نفس کو زیادہ حرص ہوگی کہ وہ عہد شکنی کرے لہذا وہ قسم سے اور بھی آشفتہ ہوگا اور خوب عہد شکنی کریگا - ہان اگر طبیعت سلیمہ ہی تو وہ ممانعت سے باز رہیگی - وہی شاذ - اکثر طبائع سلیم نہیں ہوتین اور فقہا نے بھی لکھا ہی کہ حاکم گواہ کو قسم نہ دے - ہان اگر ضرورت سمجھے کہ زاجر ہوگی اور مانع عن الکذب ہوگی تو مضایقہ نہیں ہی - لہذا اگر ابلہ قسم بھی کھا وے تو اوس کا بھی اعتبار نہیں ہی سبحان اللہ عجیب مضمون ہی للہ درہ ثم للہ درہ آگے ایک مثال فرماتے ہین کہ -
چون اسیرے الخ یعنی جب کوئی قیدی بیڑی حاکم پر رکھے تو حاکم اوسکو توڑ دیگا اور باہر نکل جاویگا مطلب یہ کہ اگر کوئی قیدی کسی حاکم کو قید کرنا چاہے تو وہ حاکم ہرگز قید نہوگا بلکہ اوس قید سے نکلکر خود اوس قیدی ہی کو ٹھیک کریگا - تو اسیطرح جب کہ بیوقوف کا نفس حاکم ہی اور عقل قیدی ہی اسلئے اگر عقل نفس کو قسم وغیرہ سے مقید کرنا چاہیگی اور وہ یہ چاہے گی کہ اوسکو عہد شکنی نہ کرنے دے تو یاد رہی کہ وہ نفس حاکم اس عقل پر غالب آویگا اور خود اوسکو ہی قید کر لیگا - لہذا ایسے آدمی کا ہرگز اعتبار نہیں ہی آگے یہی فرماتے ہین کہ -
بر سرش الخ - (یعنی (وہ حاکم) اوس (قیدی) کے سر پر غصہ سے اوس قید کو ماریگا تو اسیطرح نفس) اوس (عقل) کے منہ پر اوس قسم کو ماریگا - اور ہرگز اوسپر عامل نہوگا -
تو ز اوفوا الخ یعنی تم اوسکے وفائے عہد سے ہاتھ دہو لو اور اس سے احفظوا ایمانکم (اپنی قسمون کی حفاظت کرو) مت کہو کیونکہ بالکل بے سود ہے -
ہر کہ او الخ - یعنی جو کہ وہ ہمارے سامنے جھوٹ بولے تو اوسکا قول اوسکی قسم سے رونق نہ پاویگا - مطلب یہ کہ جسنے ویسے جھوٹ بولدیا تو اگر اوسنے قسم بھی کھالی وہ بھی بے سود ہی اسلئے کہ اس سے اوسکے قول مین کسی قسم کی پختگی نہین ہو سکتی -
دانکہ الخ - یعنی جو شخص کہ جان لے کہ کس سے عہد کرتا ہی تو بدن کو تار کیطرح کر لیتا ہی اور اوسکے گرد رہتا ہی مطلب یہ کہ جو شخص کہ عہد کر رہا ہی اگر وہ سمجھے کہ یہ عہد حقیقۃً کس سے کر رہا ہی تو وہ اوسکو وفا کرنے مین حتی الامکان کوشش کرے اگرچہ وہ سوکھ کر اوسکے فکر مین کانٹا بھی ہو جاوے مگر پھر بھی وہ اوسکو پورا کرے اسلئے جو عہد کسی سے کرتا ہی وہ اصل اور حقیقت مین حق تعالی سے عہد کر رہا ہی اب سمجھ لو کہ حق تعالی سے عہد شکنی کسقدر سخت امر ہی -
وانکہ الخ - یعنی اور وہ کہ حق کو پوشیدگی مین سند بناوے اور وہ بدن کو قید کیطرح کر لیتا ہی اور اوسکے گرد رہتا ہی - مطلب یہ کہ جسنے حق تعالی کو سند بنا رکھا ہی اور وہ جانتا ہی کہ یہ سب عہد وغیرہ حق تعالی سے ہین تو وہ بدن کو قید کیطرح ایک جگہ رکھتا ہی اور اوسی پر قائم رہتا ہی آگے ایک حکایت فرماتے ہین اور وہ شعر ؎ وانکہ داند عہد با کہ می کند الخ کے ساتھ مربوط ہے تقریر ربط اسطرح ہی کہ وہان کہا ہی کہ جب عہد کرو تو سمجھو کہ حقیقت مین اور واقع مین کس سے عہد کر رہے ہو تو

چونکہ اصل مین وہ عہد حق تعالی سے ہو اسلئے عہد شکنی بہت بڑھی بات ہو اب آگے عیادت کی فضیلت بیان فرماتے ہین کہ عیادت اسلئے افضل ہو کہ تم جسکی عیادت کر رہے ہو شاید وہ کوئی قطب ہو اور اوسکی عیادت سے رضاء حق میسر ہو تو گویا کہ حق تعالی کی عیادت کی اور یہ مضمون حدیث مین بھی ہو کہ حق تعالی قیامت مین ایک شخص سے ارشاد فرماوینگے کہ مین مریض ہوا تھا تمنے میری عیادت نہین کی تو وہ عرض کریگا کہ یا الٰہی آپ تو عیوب سے بری ہین آپ کب بیمار ہو سکتے ہین تو ارشاد ہوگا کہ میرا فلان مقبول بندہ بیمار ہوا تو گویا کہ مین مریض ہوا اور تو نے اوسکی عیادت نہ کی تو گویا میری عیادت نہ کی تو جسطرح وہان عیادت عبد گویا کہ عیادت حق ہی اسیطرح عہد با عبد گویا کہ عہد با حق ہی لہذا اسکو ہرگز نہ توڑنا چاہیے اس سے زیادہ صاف ربط شاید اور کوئی نہو اور کانپوری مثنوی شریف کے حاشیہ مین حضرت حاجی صاحب نے بھی اسی ربط کی طرف اشارہ فرمایا ہو اور آگے مولانا کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حکایت بیان فرمانا بھی اسکا مؤید ہو اب حکایت سنو

شرح حبیبی

رفتن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بعیادت صحابی رنجور و فائدۂ عیادت

از صحابہ خواجۂ بیمار شد — واندران بیماری او چون تار شد

مصطفیٰ آمد عیادت سوئے او — چون ہمہ لطف و کرم بد خوئے او

در عیادت رفتن تو فائدہ است — فائدہ آن باز با تو عائد است

فائدہ اول کہ آن شخص علیل — بو کہ قطبے باشد و شاہِ جلیل

چون تو چشم دل نداری اے عنود — کہ نمیدانی تو ہیزم را ز عود

چونکہ گنجے ہست در عالم مرنج — ہیچ ویران را مدان خالی ز گنج

قصد ہر درویش می کن از گزاف — چون نشان یابی بجد میکن طواف

چون ترا آن چشم باطن بین نبود — گنج می پندار اندر ہر وجود

ور نباشد قطب یار رہ بود — شہ نباشد فارس اسپہ بود

پس صلہ یاران رہ لازم شمار — ہر کہ باشد گر پیادہ ور سوار

ور عدو باشد ہم این احسان نکوست — کہ باحسان بس عدو گشتست دوست

ور نگردد دوست کینش کم شود — زانکہ احسان کینہ را مرہم شود

بس فوائد ہست غیر این ولیک — از درازی خائفم اے یارِ نیک

حاصل این آمد کہ یار جمع باش — ہمچو بتگر از حجر یارے تراش

زانکہ انبوہے و جمع کاروان — رہزنان را بشکند پشت و سنان

وحی آمدن از حق تعالی بموسیٰ کہ چرا بعیادت من نیامدی

آمد از حق سوئے موسےٰ این عتیب
مشرقت کردم ز نور ایزدی
گفت سبحانا تو پاکی از زیان
باز فرمودش که در رنجوریم
گفت یارب نیست نقصانے ترا
گفت آرے بندۂ خاص گزین
هست معذوریش معذورے من
هرکه خواهد همنشینے با خدا
از حضور اولیا گر بسکلے
هرکرا دیو از کریمان وابرد
یک بدست از جمع رفتن یکزمان

کاے طلوع ماہ دیدہ تو ز جیب
من حقم رنجور گشتم نامدی
اینچه رمزست این بکن یارب بیان
چون نپرسیدی تو از روئے کرم
عقل گم شد این گرہ را برگشا
گشت رنجور او منم نیکش ببین
هست رنجوریش رنجورے من
او نشیند در حضور اولیا
تو ہلاکے زانکہ جزوے بےکلے
بے کسش یابد سرش را وا برد
مکر شیطان باشد این نیکو بدان

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مین سے ایک صاحب بیمار ہوئے اور اتنے بیمار ہوئے کہ سوکھ کر کانٹا ہو گئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت چونکہ سراپا لطف وکرم تھی لہذا عیادت کے لئے تشریف لائے اس سے تمکو نصیحت حاصل کرنی چاہیے اور مریضون کی عیادت کرنی چاہئیے اسمین بڑا فائدہ خود تمہارا ہی اور اسکا بہت بڑا نفع خود تمہاری طرف عائد ہوتا ہی چنانچہ پہلا فائدہ تو یہ ہی کہ ممکن ہی کہ وہ بیمار کوئی قطب اور عند اللہ نہایت عالی مرتبہ شخص ہو اور تمکو معلوم نہونا اور اسکو دیگر عوام سے ممتاز نہ سمجھا کوئی چیز نہین کیونکہ تمہاری چشم باطن روشن نہین جسسے تم امتیاز کر سکو جب تمہاری حالت یہ ہی اور تم یہ بھی اجمالاً جانتے ہو کہ عالم اہل اللہ سے خالی نہین اور واقع مین بھی ایسا ہی ہی تو تمکو طلب سے ملول نہ ہونا چاہیے اور کسی ایسے شخص کو جسکا ظاہر خراب ہو قطعی طور پر دولت معرفت سے خالی نہ جاننا چاہیئے گو یہ بھی نہونا چاہیے کہ ظاہر کو بالکل نظر انداز کر دیا جاوے بلکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر لازمی ہی اگر کسی وجہ سے اسکی معذوری ظاہر ہو جاوے۔ اور ہر ایسے درویش کیطرف اٹکل پچو بھی متوجہ ہونا چاہیے۔ جسمین احتمال معرفت قریب ہو اور جبکہ تمکو کوئی کامل ملجاوے تو اوسکا دامن پکڑ لینا چاہیے۔ چونکہ تیرے لئے چشم باطن نہین ہی اسلئے تم کو ہر شخص مین گنج معرفت کا احتمال ہونا چاہیے۔ اور بنا پر احتمال تحقیق حال کے درپے ہونا چاہیئے۔ لیکن یہ نہونا چاہیے کہ اسکے افعال واقوال سیۂ کو حسن سمجھ لیا جاوے بلکہ ان کو تو برا ہی سمجھنا چاہیے پھر یہ دیکھنا چاہیے کہ یہ شخص ان افعال واقوال مین معذور ہے اور حقیقت مین عارف ہی یا معذور نہین اور حقیقت بھی اسکی ویسی ہی ہی جیسا اسکا ظاہر۔ یہان تک تو ہمنے بیان کیا تھا ن ہی کہ وہ مریض کوئی خاصان الہی مین سے ہو۔ اب ہم کہتے ہین کہ اگر وہ قطب اور خاصان الہی مین سے بھی نہ ہوگا تو آخر راہ خداوندی کا رفیق تو ہے یعنی مسلمان تو ہی اور اگر بادشاہ اور اعلی رتبہ کا نہین تو سپاہی تو ہی۔ جب یہ صورت ہے تو یار دین اور رفیقون کے ساتھ اچھا برتاؤ لازم ہی خواہ پیادہ اور عاصی ہو یا سوار اور نیک اور فرض کرو کہ دشمن ہی ہی تب بھی یہ تمہارا احسان ہوگا۔ اور احسان فی نفسہ اچھی چیز ہی۔ ممکن ہی کہ وہ تمہارے احسان ہی سے تمہارا دوست ہو جاوے اور یہ کچھ بعید نہین کیونکہ احسان سے بہت سے دشمن دوست ہو گئے ہین۔ اچھا یہ بھی مانا کہ وہ دوست بھی نہوگا۔ لیکن

اس سے بھی فائدہ ہوگا کہ اوسکی دشمنی کم ہو جاویگی کیونکہ احسان کا قاعدہ ہی کہ وہ زخم کینہ کیلئے مرہم ہو جاتا ہی اسکے علاوہ اور بہت سے فائدے ہین۔ لیکن سب کے بیان کرنے مین طوالت کا اندیشہ ہی اسلئے صرف اسی قدر پر اکتفا کیا جاتا ہی خلاصہ یہ کہ تم کو دوسرونکا یار ہونا چاہیے اور اون کو اپنا یار بنانا چاہیے اور پتھر کیطرح پتھر کا بھی یار بنانا چاہیے۔ مبالغہ ہے یار بنانے مین اور مقصود یہ ہی کہ مرافقت اچھی چیز ہی خواہ یار کتنا ہی ادنے درجہ کا ہو۔ بشرطیکہ اوسکے یار بنانے کی شرعًا ممانعت نہو اور مرافقت کی اسلئے ضرورت ہی کہ ایک گروہ اور قافلہ کی جماعت رہزنون کی کمر اور اون کے ہتھیارون کو توڑ پھوڑ کر رکھدیتی ہی یعنی اتحاد و اتفاق سے شیطانون کا پورے طور پر مقابلہ ہو سکتا ہی اور تنہا پر شیطان کا داؤن بہت جلد چل جاتا ہی اور مرافقت کیلئے سب سے مقدم اولیاء اللہ ہین ۔ اسکی وجہ یہ ہی کہ ان کو حق سبحانہ کی ساتھ اتحاد و توافق ہی اور دلیل اسکی یہ ہی کہ ایکمرتبہ موسے علیہ السلام کو عتاب ہوا کہ اے وہ موسے جسپر ہم نے یہ اکرام کیا کہ اوسکے ہاتھ کو ماہتاب کی طرح کر دیا اور جب اوسنے اپنے ہاتھ کو گریبان مین ڈالکر نکالا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گریبان مین سے چاند نکلا۔ ہم نے تمکو اپنے نور سے منور کیا ۔ لیکن تم نے ہمارے ساتھ یہ کیا کہ ہم بیمار ہوتے تم ہماری عیادت کو نہ آئے. حضرت موسئے نے عرض کیا کہ اے قدوس سبحان تو تو نقصان مرض وغیرہ سے منزہ ہی اسکا مطلب کیا ہی اسکو واضح کر دیجئے۔ پھر یہی حکم ہوا کہ ہماری بیماری مین تمنے ہماری عیادت نہین کی۔ پھر حضرت موسئے نے عرض کیا کہ الٰہ العٰلمین تو تو نقصان سے مبرا ہی میری عقل گم ہو گئی۔ کچھ سمجھ مین نہین آیا۔ اس عقدہ کو حل کر دے حکم ہوا اچھا سُن۔ میرا فلان خاص اور مقبول بندہ بیمار ہوا غایت توافق کی بنا پر گویا کہ وہ مین ہی ہون اور اوسکی معذوری گویا کہ میری ہی معذوری ہی اور اسکی بیماری گویا کہ میری ہی بیماری ہی اس بیان سے تم کو معلوم ہو گیا کہ بندگان خاص حق سبحانہ کیلئے عینیت حق سبحانہ کا مجازًا حکم ہی اور ان کے ساتھ جو برتاؤ کیا جاتا ہی وہ گویا کہ حق سبحانہ کی ساتھ کیا جاتا ہی۔ پس جسکو مرافقت حق سبحانہ درکار ہو وہ اون کی مرافقت اختیار کرے کہ انکی صحبت گویا کہ حق سبحانہ کی صحبت ہی۔ پس تم کو انکی مرافقت لازم ہی اگر تم انسے مرافقت چھوڑ دوگے اور انسے تعلق قطع کر دوگے تو تمھارے لئے ہلاکی ضروری ہی کیونکہ نہ تو تم خود کل یعنی عارف ہو اور نہ جز یعنی انکے ساتھ مرتبط۔ پس ہلاکت لازم۔ کیونکہ جس شخص کو شیطان ان کریمون اہل اللہ سے علٰحدہ کر دیتا ہے جسکی وجہ یہ ہوتی ہی کہ انکی طرف سے کشش نہین ہوتی۔ کیونکہ انکی طرف سے کشش ہونیکی صورت مین یہ امر نا ممکن ہی تو اسکا مقصد اسکا سر اُڑانا اور ہلاک کرنا ہوتا ہی پس تمکو یاد رکھنا چاہیے کہ جماعت سے بالخصوص جماعت اہل اللہ سے ایک بالشت دور ہونا مکر شیطان ہی کہ اسطرح وہ اسکو ہلاک کرنا چاہتا ہی۔ اچھا اب تم ایک قصہ سنو جس سے تم کو تنہائی اور مرافقت کو چھوڑنے کا ضرر معلوم ہو۔

شرح شبیری

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مریض صحابی کی عیادت کو جانا اور عیادت کے فوائد۔

از صحابہ الخ۔ یعنی صحابۂ مین سے ایک صاحب بیمار ہوئے اور وہ اُس بیماری مین مثل تار کے (دُبلے) ہو گئے۔

مصطفٰے آمد الخ یعنی حضرت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کے لئے اون کے پاس آئے اسلئے کہ اون کی خصلت تو لطف وکرم تام تھی - یعنی چونکہ آپ نہایت رحیم وکریم تھے اسلئے آپ اونکے پاس عیادت کے تشریف لیگئے آگے مولانا فرماتی ہین کہ -

در عیادت الخ - یعنی اے طالب تیری عیادت کے لیے جانے مین فائدے ہین اور اوسکا فائدہ پھر تیری طرف لوٹتا ہی - آگے فوائد کو بیان فرماتے ہین کہ -

فائدہ الخ - یعنی اول فائدہ تو یہ ہی کہ وہ مریض آدمی شاید کہ کوئی قطب ہو اور جلیل القدر بادشاہ ہو -

چون الخ - یعنی اے معاند جب تو دلکی آنکھین نہین رکھتا تو تو لکڑی اور عود کو متمیز نہین کرسکتا - مطلب یہ کہ جب تجھے بصیرت حاصل نہین ہی تو پھر تو کامل اور ناقص مین کسطرح تمیز کرسکتا ہی -

چونکہ الخ - یعنی جبکہ عالم مین ایک خزانہ ہی تو تو (جستجو مین) رنجیدہ مت ہو اور کسی ویرانہ کو خزانہ سے خالی مت جان - مطلب یہ کہ یہ تو یقینی ہی کہ عالم مین اقطاب وابدال ضرور موجود ہین تو تم اونکی جستجو کرو اور اس جستجو سے اُکتاؤ مت بلکہ کسی جگہ کو خالی از قطب مت سمجھو جیساکہ بعض بزرگون نے لکھا ہی کہ کوئی قریہ ایسا نہین ہی کہ جہان قطب نہو - لہذا کسی جگہ کو خالی مت سمجھو بلکہ اوس جگہ تحقیق سے کام لو -

قصد ہر درویش الخ - یعنی ہر درویش کا خوب کوشش سے قصد کرو اور جبکہ نشانی پالو تو کوشش سے اوسکا طواف کرو - مطلب یہ کہ جس درویش مین احتمال خلاف نہو اگرچہ بظاہر اوسمین علامت قبولیت کی بھی نہو لیکن خلاف نہونا چاہیے تو چاہئے کہ اوسکی تحقیق کرے اور اوسکی بعد پھر اوسکی طلب مین کوشش کرے - اور طواف سے مراد طواف متعارف نہین ہی تاکہ عوام اس سے طواف بزرگونکا اور قبرونکا نکالین بلکہ مراد یہ ہی کہ جب اونکا کمال محقق اور معلوم ہوجاوے تو پھر اونکا پیچھا پکڑلو اور اون کو چھوڑو مت ہان جب تک کہ تحقیق نہو اوسوقت تک رہنا ضروری ہی اور جہان غالب گمان یا یقین جانب مخالف یعنی عدم کمال کا ہو وہان تو پھر کسی طرح اوسکا اتباع جائز ہی نہین ہی جیسے کہ کسیکو بت کے آگے سجدہ کرتے دیکھین تو وہ یقیناً کافر اور مردود ہی اوسکو ہرگز کامل نہ کہین گے ہان بعض بزرگونکے قصوں سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ کامل تھے اور لوگون نے اون کو شراب پیتے دیکھا حالانکہ وہ اصل مین شراب نہ تھی بلکہ خود اوس دیکھنے والے کے اخلاق رذیلہ اس شکل مین متشکل ہوکر دکھائی دئے تو وہان تو معلوم ہونا بہت ہی مشکل ہی مگر چونکہ بہت شاذ ونادر ہے اسلئے اسکا اعتبار نہین اور اگر ایسی جگہ کسی سے بے ادبی بھی ہوجاوے تب بھی اوسپر ملامت نہین ہی اور نہ ایسے حضرات کی تحقیق کرنے کے ہم مکلف ہین خوب سمجھلو سو اگر ایسے حضرات کی شان مین کوئی گستاخی بھی ہوجاوے تب بھی ملامت نہین ہی لہذا جسکو خلاف شرع دیکھو اوسکو تو یقیناً مردود سمجھو اور جو خلاف شرع نہو اوسکی اگر ضرورت ہو تو تحقیق کرلو - لیکن اگر کسی ایک کو تحقیق کرکے اوسکا دامن ایک مرتبہ پکڑلیا ہی تو اب ہرگز دوسرے کی تلاش نہ چاہئیے - کہ بعض اوقات مضر ہوتا ہی بلکہ چاہیے کہ تعلیم کا تو اوسی سے تعلق رکھے ہان دوسرون کی شان مین بھی گستاخی نکرے کہ فضول اور بعض مرتبہ مضر ہی بس اپنے کام مین لگا رہے اور ایک کا دامن پکڑے رہے آگے فرماتے ہین کہ -

چون الخ - یعنی جبکہ تجھے وہ چشم باطن بین (حاصل) نہین ہی تو تو ہر وجود مین ایک خزانہ جان (اور ہر مسلمان کی عیادت کر کہ اور کچھ نہین تو مسلمان بھائی تو ہی) اسیکو فرماتے ہین کہ -

ور نباشد الخ - یعنی اور اگر قطب نہو تو کوئی یار راہ ہو بادشاہ نہو کوئی فوج کا سپاہی ہو -

پس صلہ الخ - یعنی پس یاران رہ کی ساتھ صلہ کرنیکو لازم جان خواہ کوئی ہو پیادہ ہو یا سوار - یعنی خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اسکے ساتھ ہمدردی اور صلہ رحمی ضروری ہی آگے اور ترقی کرکے فرماتے ہین کہ -

وو عدو الخ - یعنی اور اگر دشمن ہو تب بھی احسان اچھا ہی اسلئے کہ احسان سے دوست ہوجاتا ہی اگرچہ دشمن ہو -

ورنہ گرد و الخ - یعنی اور اگر دوست بھی نہوگا تو اوسکا کینہ ہی کم ہوجاویگا اسلئے کہ احسان کینہ کا مرہم ہوتا ہی - غرضنکہ جو کوئی بھی ہو اوسکی ساتھ احسان کرنا چاہیے کہ احسان ہر حال مین بہتر ہی آگے فرماتے ہین کہ -

بس فوائد ہست الخ - یعنی اسکے سوا (عیادت کے) بہت سے فائدے ہین لیکن ارے بھائی کتاب کی درازی سے ڈرتا ہون (ورنہ اور بیان کرتا -)

حاصل الخ - یعنی حاصل یہ ہوا کہ جماعت کیساتھ رہ اور بت گر کیطرح پتھر ہی سے کوئی یار تراش لے - مطلب یہ کہ ہمیشہ جماعت کے ہمراہ رہو کہ مفید ہی اور چونکہ عیادت سے محبت بڑھتی ہی اور محبت سے اتفاق بڑھتا ہی اسلئے عیادت کرو اور غیر کسی نہ کسی کو دوست بنالو اور پتھر کا دوست بنانے سے مراد یہ نہین ہی کہ بت ہی بنالو بلکہ مراد یہ ہی کہ دوست ضروری ہی اگرچہ وہ بالکل بیکار اور نکما ہی ہو جیسے کہ ہماری طرف بولتے ہین کہ آدمی چون کا بھی ہو تو اوسکی بھی قدر کرنا چاہیئے - آگے اسکی مصلحت بیان فرماتے ہین کہ -

تانکہ الخ - یعنی اسلئے کہ گروہ اور جماعت قافلہ کی ڈاکوون کی نشت اور بھال کو توڑدیتی ہی - لہذا عیادت کرو اوس سے محبت زیادہ ہوگی اور اتفاق بڑھے گا اور اگر اون مریضون مین کوئی کامل ہو تو اوسکو تجھ سے محبت ہوجاویگی اور وہ تمہارے ساتھ نفس و شیطان کو جو کہ تیرے جانی دشمن ہین دفع کردیگا - اب چونکہ اوپر کہا تھا کہ عیادت کرو کہ شاید اون مین کوئی قطب بھی ہو آگے اوسپر ایک حکایت لاتے ہین کہ -

موسیٰ علیہ السّلام کو حق تعالیٰ کی جانب سے وحی آنا کہ تم میری عیادت کو کیون نہین آئے -

آمد از حق الخ - یعنی حق تعالےٰ کی طرف سے موسیٰ علیہ السلام کو یہ عتاب آیا کہ اے وہ کہ تم نے طلوع ماہ گریبان سے دیکھا - مطلب یہ کہ تم پر ہماری اتنی بڑی رحمت ہوئی کہ اسقدر بڑا معجزہ تمکو ملا -

مشرقت الخ - یعنی مین نے تم کو نور ایزدی کا مشرق کیا مین حق ہون اور مین بیمار ہوا تو تم آئے نہین - مطلب یہ کہ تم پر اسقدر تو انعامات تھے اور پھر مین حق تھا اور مین مریض ہوا لیکن تم میری عیادت کو نہ آئے -

گفت الخ - یعنی موسیٰ علیہ السّلام نے عرض کیا کہ یا الٰہی آپکے لئے تو نقصان نہین ہی اسمین عقل گم ہی اس گرہ کو کھولئے مطلب یہ کہ یہ تو کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ آپ مریض ہوئے ہون اسلئے کہ آپ تو تمام نقائص سے بری ہین پھر آپ پر اور مرض کچھ سمجھ مین نہین آیا -

گفت آرے الخ - یعنی ارشاد ہوا کہ ہان میرا ایک بندہ خاص اور مقبول بیمار ہوا تو وہ مین ہی تھا اسکو خوب سمجھ لے مطلب یہ کہ میرا ایک نیک اور مقبول بندہ بیمار ہوا تھا اور اسمین اور مجھ مین وحدت مصطلحہ تھی اور تم اسکی عیادت کو نہ آئے

تو گویا خود میری ہی عیادت نہ کی۔
ہست الخ۔ یعنی اوسکی بیماری میری ہی بیماری ہی اور اوسکی معذوری گویا میری معذوری ہی۔ آگے مولانا فرماتے ہین کہ
ہر کہ خواہد الخ۔ یعنی جو شخص کہ خدا کے ساتھ ہمنشینی کا طالب ہو تو اوس سے کہدو کہ وہ اولیاء اللہ کی صحبت مین بیٹھے کہ وہین
وہ حق تعالی کو بھی پاویگا۔
از حضور الخ۔ یعنی اگر اولیاء اللہ کی صحبت سے تو قطع تعلق کرے تو تو ہلاک ہونے والا ہی اسلئے کہ تو ناقص ہی کامل نہین ہی۔
ہر کرا الخ۔ یعنی جب کسیکو دیو کریموں سے قطع اور علحدہ کردے اوسکو بیکس پاکر اوسکا سر کہا دے۔
یک بدست الخ۔ یعنی جماعت سے ایک گھڑی کو ایک بالشت علحدہ ہونا مکر شیطان کا ہی خوب جان لو۔ لہذا چاہیے کہ آپسمین
اتفاق اور محبت رکہین کہ اس سے شیطان کا قابو نہین چلتا اور اگر تنہا ہوگے تو شیطان کا قابو چلجاویگا۔ آگے اسپر حکایت
لاتے ہین جسکا حاصل یہ ہی کہ ایک باغ مین تین شخص زبردستی سے میوہ کہانے گئے ایک صوفی صاحب دوسرے سید صاحب
تیسرے مولوی صاحب جب اوس باغبان نے دیکہا کہ یہ تو تین ہین اور مین تنہا تو اوسنے ہر ایک کو بہانہ سے الگ الگ
کرکے ہر ایک کی خوب مرمت کی تو مولانا کا مقصود یہ ہی کہ دیکہو اگر ان مین سے ہر شخص جماعت کی ساتھ رہتا تو کیون پیٹے
یہ ساری خرابی اسکی ہی کہ ایک دوسرے سے الگ ہوگئے تھے۔ اب حکایت سنو کہ فرماتے ہین۔

شرح حبیبی

جدا کردن باغبان صوفی و فقیہ و علوی را از ضم

باغبانے چون نظر در باغ کرد … دید چون دزدان بباغ خود سہ مرد
یک فقیہ و یک شریف و صوفئے … ہر یکے شوخے فضولے یوسفیے
گفت با اینہا مرا صد حجت است … لیک جمع اند و جماعت رحمت است
بر نیایم یک تنہ با سہ نفر … پس ببرم شان نخست از یکدگر
ہر یکے را من بسوے افگنم … چونکہ شد تنہا سبالش بر کنم
حیلہ کرد و کرد صوفی را براہ … تا کند یارانش را با او تباہ
گفت صوفی را برو سوے وثاق … یک گلیم آور برائے این رفاق
رفت صوفی گفت خلوت با دو یار … تو فقیہے و این شریفے نامدار
ما بفتوائے تو نانے میخوریم … ما بپر دانش تو مے پریم
وین دگر شہزادۂ سلطان ماست … سید است از خاندان مصطفیٰ است
کیست آن صوفی شکمخوار خسیس … تا بود با چون شما شاہان جلیس
چون بیاید مر ورا پنبہ کنید … ہفتہ بر باغ و راغ من تنید
باغ چہ بود جان من آن شماست … اے شما بودہ مرا چون چشم راست

وسوسه کرد و مر ایشان را فریفت
چون بره کردند صوفی را و رفت
گفت اے سگ صوفیے کو از ستیز
این جنیدت ره نمود و بایزید
کوفت صوفی را چو تنها یافتش
گفت صوفی آن من بگذشت لیک
مر مرا اغیار دانستید هان
آنچه من خوردم شما را خوردنی ست
رفت بر من بر شما هم رفتنی است
این جهان کوه ست گفت و گوئے تو
چون ز صوفی گشت فارغ باغبان
کاے شریف من برو سوئے وثاق
برو در خانه بگو قیماز را
چون بره کردش بگفت ای مرد دین
او شریفی میکند دعوائے سزد
بر زن و بر فعل زن دل می نهید
خویشتن را بر علیؓ و بر نبیؐ
هر که باشد از زنا و زانیان
هر که بر گردد سرش از چرخ ها
آنچه گفت آن باغبان بو الفضول
گر نبودے او نتیجه مرتدان
خواند افسونها شنید آن را فقیه
گفت اے خر اندرین با غت که خواند
شیر را بچه همی ماند بدو
با شریف آن کرد آن دون از بجی
تا چه کین دارند دائم دیو و غول
شد شریف از زخم آن ظالم خراب
باندارا اکنون که گشتی فرد و الم
گر شریف و لائق و همدم نیم

آه گر یاران نمی باید شگفت
خصم شد اندر پیش با چوب زفت
اندر آید بلغ مردم تیز تیز
از کدامین شیخ و پیرت این رسید
نیم کشتش کرد و سر بشگافتش
اے رفیقان پاس خود دارید نیک
نیستم اغیار تر زین قلتبان
وانچنین ضربت جزای هر دنی ست
اینچنین غصه شما را خوردنی است
از صدا هم باز آید سوئے تو
یک بهانه کرد زان پس جنس آن
که ز بهر چاشت تو بختم رقاق
تا بیارد آن رقاق و قاز را
تو فقیهی ظاهر ست این و یقین
مادر او را که داند تا چه کرد
عقل ناقص و آنگهانے اعتمید
بسته است اندر زمانه هر غبی
این برد ظن در حق ربانیان
همچو خود گردنده بیند خانه را
حال او بد دور از اولاد رسول
کے چنین گفتے برائے خاندان
در تشیع رفت آن ستمگار سفیه
وزد نے از پیغمبرت میراث ماند
تو به پیغمبر چه می مانی بگو
که کند با آل یٰسین خارجی
چون یزید و شمر با آل رسول
با فقیه او گفت با چشم پر آب
چون دهل شو زخم میخور بر شکم
از چنین ظالم ترا من کم نیم

مر مرا دادی بدین صاحب غرض — احمقی کردی ترا بئس العوض
شد ازو فارغ بیامد کای فقیه — چه فقیهی ای تو ننگ هر سفیه
فتوئیت اینست ای ببریده دست — کاندر آئی و نگوئی امر هست
بو حنیفه داد این فتوی ترا — شافعی گفتست این ای ناسزا
اینچنین رخصت بخواندی در وسیط — یا بدست این مسئله اندر محیط
این بگفت و دست بروے برکشاد — دست او کین دلش را داد داد
گفت حقست بزن دستت رسید — این سزای آنکه از یاران برید
من سزاوارم باین و صد چنین — تا چرا ببریدم از یاران بکین
گوش کردم آن همه افسوس تو — برزنم بر سر که شد ناموس تو
زد ورا القصه بسیار و بجست — کرد بیرونش ز باغ و در ببست
هر که تنها ماند از یاران خود — اینچنین آید مرا و را جمله بد

ایک باغبان نے جب اپنے باغ مین نظر ڈالی۔ تو باغ کے اندر دیکھا کہ تین آدمی چور ون کی طرح پھر رہے ہین۔ انمین ایک فقیہ تھا۔ ایک سید۔ ایک صوفی۔ انمین سے ہر ایک شوخ اور ناخوانده مہمان اور یاوہ گو تھا۔ باغبان نے کہا کہ گو میرے پاس سو دلیلین ان کو تامل کرنیکی ہین مگر یہ مجتمع ہین اور جماعت رحمت ہی اس وجہ سے ان کو تو کچھ نقصان نہین ہوسکتا ہان خود مجھے ضرر پہونچنے کا اندیشہ ہی کیونکہ مین تنہا ان تینون پر غالب نہین آسکتا۔ لہذا پہلا فرض میرا یہ ہی کہ ان تینون کو ایک دوسرے سے جدا کردون اور ایک ایک کو ایک ایک جانب چلتا کردون اور جب ہر ایک تنہا ہو جاوے تو اسوقت انکی موچھین اکھیڑون یہ سوچکر اوسنے تدبیر سے اول صوفی کو چلتا کیا تاکہ اوسکے دوستونکے خیالات اوسکی طرف سے فاسد کردے اور کہا کہ صوفی صاحب ذرا آپ مکان چلے جایئے اور ان دوستون کے لئے کمبل لے آیئے۔ پس صوفی صاحب تو کمبل لینے روانہ ہوگئے ادھر اوسنے خلوت مین دونون دوستون سے کہا کہ آپ تو فقیہ ہین اور یہ معزز سید ہین ہم تو آپ ہی کے فتوے کی بناپر روٹی کھاتے ہین اور آپ ہی کے علم کے سہارے کام کرتے ہین اور یہ شہزادے اور ہمارے بادشاہ ہین یہ سید ہین اور خاندان نبوت سے ہین لیکن یہ پیٹو اور کمینہ صوفی کون ہوتا ہی کہ ایسے بزرگون کا ندیم ہو۔ جب وہ واپس آئے تو اوسکو خوب دھتا چاہیئے اور آپ دونون صاحب چاہے ہفتہ بھر میرے باغ اور جنگل پر قبضہ رکھیے۔ ایک باغ کیا چیز ہی میری تو جان بھی آپ ہی کی ہی اے آپ صاحبان تو میری دائین آنکھ ہین یہ وسوسہ ڈالا اور اون کو دھوکا دے لیا ہائے افسوس ان دونون نے کیا غضب کیا کہ یار کو چھوڑ دیا یار کو ہرگز نہین چھوڑنا چاہیے اور اوسکے بغیر صبر کرنا نہین چاہیے) جب انھون نے صوفی کو چلتا کردیا اور چھوڑ دیا تو وہ باغبان اسکے پیچھے ایک موٹا ڈنڈا لیکر چلا اور کہا کہ کتے تو ہی صوفی ہی جو مخالفانہ لوگونکے باغ مین گھس جاتا ہی اور ذرا نہین جھجکتا بتا تو سہی یہ روش تجھے جنید نے سکھائی ہی یا بایزید نے ارے بتا تو یہ تجھے کس شیخ اور کس سے پہونچا ہی غرض صوفی کو تنہا پاکر خوب کوٹا اور مارتے مارتے ادھ موا کردیا اور سر بھی پھاڑ ڈالا اسوقت صوفی نے کہا کہ خیر میرا وقت تو گذر ہی گیا اور جتنا پٹنا تھا پٹ لیا لیکن دوستو تم اپنا خیال رکھنا مبادا تم پر بھی یہی گذرے تمنے مجھے غیر جانا لیکن مین اس بھڑ دسے سے زیادہ غیر نہ تھا کہ تمنے اسکو مجھپر ترجیح دی۔ جو کچھ مین نے

کھایا ہی تمکو بھی کھاتا ہوگا۔ اور اسی قسم کی مار ہر کمینہ کی سزا ہی خیر ہمپر تو گذر گئی تمپر بھی یہی وقت آتا ہی اور یون ہی ہوکے گوشت تمکو بھی بھنے ہونگے۔ یہ جہان گویا کہ تمہاری گفتگو ہی کہ جیسی کہو ویسی سنو۔ یعنی جیسا تمنے میری ساتھ کیا تمکو بھی وہی پیش آئیگا خیر جب باغبان صوفی سے فارغ ہوگیا تو اسی قسم کی اوسنے ایک اور چال کی اور کہا کہ میر صاحب ذرا آپ مکان تشریف لیجائیے کہ مین نے دوپہر کے لیئے کھانا پکوایا ہی دروازہ پر سے قیماز نام غلام آواز دے لینا تاکہ وہ روٹیان اور قاز کا گوشت لے آے جب ان کو بھی چلتا کردیا تو فقیہ سے کہا کہ آپ تو فقیہ ہین اور یہ تو ظاہر اور یقینی امر ہی جسمین شبہ کی کوئی بات ہی نہین مگر یہ جو اپنے سید ہونیکا دعوے کرتا ہی اسکے پاس اسکی کوئی دلیل نہین کون جانتا ہی کہ اسکی مان نے کیا کیا ہی عورت اور اسکے فعل پر کبھی اعتماد نہ کرو یہ ناقص العقل ہوتی ہین انکا کچھ بھروسہ نہین انکا اپنے کو سید کہنا کچھ نئی بات نہین ہمیشہ سے لوگ اپنے کو علی رضی اللہ عنہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط منسوب کرتے چلے آئے ہین پس ممکن ہے کہ انکے باپ دادا کا دعوے سیادت بھی ایسا ہی ہو۔ اب مولانا کو غصہ آگیا کہ یہ نبی زادہ کی شان مین کس قسم کی گستاخی کررہا ہی اور فرماتے ہین کہ جو خود ولد الزنا اور زانیونکی اولاد ہوتا ہی وہ اللہ والون کی نسبت ایسا ہی گمان کرتا ہی۔ قاعدہ ہی کہ جس کسی کو دوران سر کا مرض ہوتا ہی وہ اپنی طرح مکان کو بھی گھومتا ہوا دیکھتا ہی پس جو کچھ اس بیہودہ باغبان نے نبی زادہ کی شان مین بکا ہی وہ خود اسکی حالت تھی خدا نہ کرے کہ نبی زادے ایسے ہون اگر وہ مرتدونکا بچہ نہوتا تو خاندان عالیشان نبوت کی نسبت ایسا نہ کہتا غرض کہ اسی قسم کے منتر پڑھکر اُس فقیہ کو تو رام کرلیا اور خود وہ ظالم اور احمق اوسکے پیچھے چلدیا۔ اور کہا کہ گدہے اس باغ مین تجھے کسنے بلایا تھا کیا پیغمبر سے میراث مین تجھے چوری ملی ہی۔ شیر کا بچہ تو شیر کے مشابہ ہوتا ہی بتا تجھ مین اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مین کیا مشابہت ہی یہ کہکر سید کیساتھ اس کج طبع نے وہ کیا جو آل یسین یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے ساتھ خارجی کرتا ہی معلوم نہین ان شیطانون کو شمر اور یزید کیطرح خاندان نبوت کیساتھ کیا عداوت ہی القصہ جب میر صاحب اُس ظالم کی مار سے ہلکان ہوگئے تو اس فقیہ سے رو کر کہا کہ آپ اب تنہا رہ گئے ہین ذرا ٹھیرئے دیکھئے آپکے ڈھول سے پیٹ پر کیسے ڈنکے پڑتے ہین مانا کہ مین سید نہین ہون نالایق دوست بھی نہین لیکن آپکے لئے اس ظالم سے تو کم نہین کہ مجھے تمنے اس صاحب غرض کے حوالہ کردیا اور حماقت کی اسکا تمکو بُرا بدلا ملیگا۔ باغبان اوس سے نپٹ کر آیا اور کہا کہ مولویصاحب آپ کیسے مولوی ہین آپ تو ہر احمق کے لیے موجب ننگ ہین یعنی اتنے احمق ہین کہ ہر احمق کو آپسے عار آئے سارے چور کیا تیرا یہ فتوی ہی کہ تو بے محابا اندر چلا آئے۔ اور بدلیل یہ نہ کہے کہ اسکی اجازت ہی۔ کیا ابو حنیفہ نے تجھے یہ فتوے دیا ہی یا نالائق تجھ سے شافعی نے یہ کہا ہی۔ کیا اسکی اجازت تونے وسیط مین پڑھی ہی یا یہ مسئلہ محیط مین مذکور ہی یہ کہکر اوسپر اسطرح ہاتھ کھولا کہ اسکے ہاتھ نے اوسکی عداوت کی داد دی۔ فقیہ نے کہا کہ مارلے تیرا حق اور تیرا قابو ہی تو یہی سزا ہی اوسکی جو اپنے دوستوں سے قطع تعلق کرلے واقعی مین اسی قسم کی بلکہ اسی قسم کی سوگونہ سزا کا مستحق ہون۔ کہ مین نے کیون مخالفت کرکے اپنے یارون سے قطع تعلق کیا اور مین نے تیرا حیلہ بسماع قبول سُنا اب مین اپنا سر پیٹتا ہون اور کہتا ہون کہ اے سر تیری عزت تو رخصت ہوئی غرض اوسنے اوس فقیہ کو خوب ہی مارا اور خوب زخمی کیا اور مارکوٹ کر باغ سے نکالدیا۔ اور دروازہ بند کرلیا۔ بات یہ ہی کہ جو شخص اپنے یارون سے الگ رہجاتا ہی اسی قسم کی تمام برُائیان اوسپر واقع ہوتی ہین۔ اور عبادت اسی مواصلت کے لیئے ہی جسکی ضرورت ہی اور اسی مواصلت مین سیکڑون محبتین پیدا ہوتی ہین۔

شرح شبیری

باغبان کا مولویصاحب اور سید صاحب اور صوفی صاحب کو ایک دوسرے سے جدا کر دینے کی حکایت

باغبانے چون الخ - یعنی ایک باغبان نے جب اپنے باغ مین دیکھا تو تین آدمیونکو چورون کی طرح باغ مین پایا۔
یک فقیہ الخ - یعنی ایک تو مولوی اور ایک سید اور ایک صوفی اور ہر ایک شوخ فضول گو اور مکار۔
گفت با اینہا الخ - یعنی اوسنے (دلمین) کہا کہ ان کی ساتھ مجھے سیکڑون حجتین ہین لیکن جماعت ہین اور جماعت رحمت ہی - یعنی دیسے تو مین انسے سو طرح کہہ سکتا ہون کہ تم کیون آئے مگر یہ تین اور مین ایک انسے جیتنا مشکل ہی۔
بر نیایم الخ - یعنی مین اکیلا تین آدمیو نپر غالب نہین آسکتا لہذا پہلے ایک کو دوسرے سے الگ کرتا ہون۔
ہر یکے را من الخ - یعنی ہر ایک کو ایک طرف ڈال دون اور جبکہ ان کو تنہا کر دون تو سر توڑ دون۔
حیلہ کرد الخ - یعنی حیلہ کیا اور صوفی کو ایک راستے سے لگا دیا تاکہ اوسکے یارون کو بے اوسکے تباہ کرے۔
گفت صوفی الخ - یعنی صوفی سے کہا کہ ذرا گھر جا کر ان رفیقون کے لئے ایک کمبل لے آؤ۔
رفت صوفی الخ - یعنی صوفی تو چلا گیا اوسنے خلوت مین دونون دوستونسے کہا کہ آپ تو مولیصاحب ہین اور آپ سید نامدار ہین
ما بفتوائے الخ - یعنی ہم آپکے فتوی ہی کی بدولت روٹی کھاتے ہین اور ہم آپکی عقل کے پرے ہی اُڑتے ہین مطلب یہ کہ جسکو آپنے جائز کیا وہ جائز ہی اور جسکو ناجائز کیا وہ ناجائز لہذا آپ ہی کے فتوے سے روٹی ملتی ہی۔
وین دگر الخ - اور یہ دوسرے شہزادے اور بادشاہ ہمارے ہین سید ہین اور مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے ہین - لہذا یہ بھی ہمارے سردار اور سرتاج ہین۔
کیست الخ - یعنی یہ صوفی کمینہ کھاؤ کون ہی تاکہ آپ جیسے بادشاہون کی ساتھ ہم جلیس ہو۔
چون بیاید الخ - یعنی وہ جب آوے اوسکی خوب مرمت کرو اور تم ایک ہفتہ میرے باغ وغیرہ مین اقامت کرو یعنی آپ دونون صاحبان کی تو ایک ہفتہ تک دعوت ہی مگر یہ نالائق کون ہی اسکو الگ کرو۔
باغ چہ الخ - یعنی باغ کیا ہی میری جان آپ کی ملک ہی آپ تو مثل میری سیدہی آنکھ کے ہین۔
وسوسہ کرد الخ - یعنی اسنے وسوسہ ڈالکر ان کو اوس سے دہوکھا دیدیا (آگے مولانا فرماتے ہین) کہ افسوس دوست سے انکو صبر کرنا چاہیے تھا مگر یہ ایک ہفتہ کی دعوت کے لالچ مین آگئے۔
چون برہ الخ - یعنی جب کہ صوفی کو راستہ سے لگا دیا اور وہ چلا گیا تو یہ دشمن اوسکے پیچھے ایک مضبوط لکڑی لیکر چلا۔
گفت اے الخ - یعنی اوسنے کہا کہ ارے کتے صوفیت کیا ہی کہ لڑائی کی وجہ سے تو لوگون کے باغ مین جلدی جلدی آتا ہی۔
این الخ - یعنی راستہ تجھے جنید رحمۃ اللہ علیہ نے دکھلایا ہی یا بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے تجھے یہ کس شیخ اور پیر سے پہونچا ہی (یعنی بتایا ہی تو)
کوفت الخ - یعنی جب اُس صوفی کو تنہا پایا تو خوب پیٹا اور اوسکو ادھ مرا کر دیا اور اوسکا سر پھاڑ دیا۔
گفت الخ - یعنی صوفی نے کہا کہ میرا وقت تو گذر گیا لیکن اسے رفیقو ذرا اچھی طرح اپنی خبر رکھنا۔

مرمرا الخ - یعنی ہان تمنے مجھے غیر سمجھا لیکن مین اس نالائق سے زیادہ تو غیر نہ تھا آخر کچھ تو ساتھ رہا ہی تھا۔
وانچہ من الخ - یعنی مین نے جو کچھ کھایا ہی تمکو بھی کھانا ہی اور ایسی بار ہر کمینہ کا بدلا ہی یعنی مجھے تو پٹوایا ہی ہی مگر یہ یاد رکھو کہ تم بھی بچنے والے نہین ہو بے پٹے نہ رہوگے۔
رفت برمن الخ - یعنی مجھپر تو گذر گیا مگر تمپر بھی گذرنے والا ہی اور ایسا شربت تمکو بھی پینا ہی۔
اینجہان الخ - یعنی یہ جہان کیا ہی اور کسکی گفتگو ہی صدا کی طرح تمھاری ہی طرف واپس آتا ہی۔ مطلب یہ کہ اس جہان مین تو جیسی کرنی ویسی بھرنی ہی تمنے مجھے پٹوایا ہی تو تم بھی نہ بچوگے۔
چون الخ - یعنی جبکہ صوفی سے وہ باغبان فارغ ہوا تو ویسا ہی ایک بہانہ اور کیا۔
کاے شریف - الخ - یعنی کہ اے سید صاحب آپ ذرا گھر ہو آئیے کہ مین نے چاشت کے لیے کچھ چپاتیان پکائی تھین۔
بر در خانہ الخ - یعنی گھر کے دروازہ پر خادم سے کہو کہ اون چپاتیون کو اور کباب قاز کو لاوے۔
چون برہ الخ - یعنی جب اوسکو چلتا کر دیا تو بولا کہ اے مولانا آپ تو عالم ہین یہ تو ظاہر ہے اور یقینی ہی۔
او شریفے الخ - یعنی وہ سید بنے کا دعوے سر دکرتا ہی اور اوسکی مان کو کون جانے کہ اوسنے کیا کیا۔ مطلب یہ کہ کیا خبر کسکا نطفہ ہی فضول سید بنتا ہی۔
برزن الخ - یعنی عورت پھر اور عورت کے فعل پر دل رکھتے ہو عقل ناقص اور پھر بھروسہ (استغفر اللہ)
خویشتن الخ - یعنی اپنے کو علیؓ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر زمانہ مین ہر جبی باندہتا ہی مطلب یہ کہ زمانہ مین سیکڑون آدمی علوی اور سید ہونے کا دعوے کرتے ہین تو سب سچے تھوڑا ہی ہوتے ہین لہذا انہین معلوم یہ بھی کون ہی آگے مولانا کو یہ سنکر غصہ آگیا اور آل رسول کی بابت یہ کلمات سنکر رہا نہ گیا اسلئے فرماتے ہین کہ
ہر کہ الخ - یعنی جو شخص کہ زنا سے ہوا اور زانیون مین سے ہو وہ اللہ والون کے حقمین ایسے گمان لیجاتے ہین۔ مطلب یہ کہ چونکہ یہ باغبان خود ہی حرامی تھا اسلئے آل رسول پر بھی اسکو ایسے ہی گمان تھے اسلئے کہ المرء یقیس علے نفسہ آگے ایک مثال فرماتے ہین کہ۔
ہر کہ برا الخ - یعنی جس کا سر چکر کیوجہ سے پھر رہا ہو تو وہ اپنی طرح سارے گھر کو پھرتا ہوا دیکھے گا۔ تو اسیطرح اس شخص کو جو وہ سید ولد الزنا معلوم ہوا تو وہ اصل مین خود ہی ولد الزنا تھا اسلئے دوسرون کو بھی ایسا ہی جانتا تھا آگے خود فرماتے ہین کہ۔
ہر چہ گفت الخ - یعنی اوس باغبان بوالفضول نے جو کچھ کہا وہ اسی کا حال تھا اولاد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی بات دور ہی۔ آگے اوسکے باپ دادا کو فرماتے ہین۔
گر نبودے الخ - یعنی اگر یہ مردودون کی اولاد سے نہوتا تو خاندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت کب ایسا کہتا۔ بس یہان تک تو غصہ مین اسکو خوب برا بھلا کہہ لیا آگے پھر اون تینونکے قصہ کی طرف رجوع ہی۔
خواند افسونہا الخ - یعنی اوسنے خوب افسون پڑھے اور اون کو اون مولویصاحب نے سنا تو اوس سید کے پیچھے وہ نالائق گیا۔
گفت الخ - یعنی اوس باغبان نے (سید صاحب سے) کہا کہ ارے گدھے تجھکو اس باغین کسنے بلایا کیا پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم

سے تجھے میراث مین چوری کرنا پہونچی ہی۔
شیر را بچہ الخ۔ یعنی شیر کا بچہ تو اوس سے مشابہ ہوتا ہی تو بتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس امر مین مشابہ ہی۔
با شریف الخ۔ یعنی اُس سید کے ساتھ اوس کمینہ نے کجی کیوجہ سے وہ کیا جو کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خارجی کرتے
تا چہ کین الخ۔ یعنی یہ معلوم ہیدیو اور غول یزید اور شمر کی طرح آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیون کینہ رکھتے ہین۔
شد شریف الخ۔ یعنی وہ سید اُس ظالم کے زخم کیوجہ سے خراب ہوگئے تو اُنھون نے مولوی صاحب سے باچشم پرنم یہ کہا کہ۔
پا بدار الخ۔ یعنی ٹھیر کر اب تو تنہا اور اکیلا رہ گیا ہی ڈھول کی طرح ہو اور بیٹ پر زخم کہا۔ مطلب یہکہ ذرا ٹھیر ئے اب تو ند بجائی جاتی ہی خوب لاتین لگین گی۔
گر شریف الخ۔ یعنی اگرچہ مین شریف اور لائق اور ہمدم نہین ہون۔ مگر تیرے لئے ایسے ظالم سے بھی کم نہین ہون۔
شد از و الخ۔ یعنی اُس سید سے فارغ ہوا تو آیا کہ اجی مولانا آپ مولویصاحب ہین ارے تو تو بیوقوفونکا بھی سبب ننگ ہی اور تجھ سے جاہلون کو بھی شرم آتی ہی۔
فتویست الخ۔ یعنی اے چوٹے یہ تیرا فتوے ہی کہ باغ کے اندر آتا ہی اور تو یہ بھی نہین کہتا کہ یہ حکم ہی یعنی جائز ناجائز کی بھی خبر ہی کہ بس گھسے ہی چلے آئے۔
بو حنیفہ داد الخ۔ یعنی ارے نالائق یہ فتویٰ ابو حنیفہؒ نے دیا ہی یا شافعیؒ نے کہا ہی دریا تو۔
اینچنین الخ۔ یعنی ایسی رخصت تو نے وسیط مین پڑھی ہی یا یہ مسئلہ محیط مین ہی کہ جسکی چیز مین چاہو تصرف بے اجازت کرو۔
این الخ۔ یعنی یہ کہا اور مولوی صاحب پر دست درازی کی اور اوسکے ہاتھ نے اوسکے دل کی خوب داد دی۔ مطلب یہ کہ اوسنے خوب دل کھولکر مارا۔
گفت الخ۔ یعنی مولوی صاحب بولے کہ تجھے حق ہی مارے تیرا قابو چلگیا ہی اور یہ اس شخص کی سزا ہی جو دوستون سے قطع کرے مطلب یہ کہ چونکہ مین نے دوستون سے قطع کیا ہی لہذا میری یہی سزا ہی جو تیرا جی چاہے کر مارلے تیرا قابو چلگیا ہی۔ آخر تو مولوی صاحب ہین باتین بنانا شروع کردین۔
مین سزا الخ۔ یعنی مین اس سزا کے لائق ہون اور ایسی ہی اور سیکڑون کے کہ مین نے دوستون سے کینہ کیوجہ سے کیون قطع کیا لہذا اب تو مجھے خوب سزا دے لے ہان بھائی مارلے۔
گوش الخ۔ یعنی مین نے تیری وہ ساری باتین کان لگا کر سنین تو اب اپنے کو مار رہا ہون کہ (اے نفس) تیری عزت جاتی رہی اور ساری مواویت کرکری ہوگئی۔
رد الخ۔ یعنی آخرکار اوسکو بہت مارا اور زخمی کردیا اور اوسکو باغ سے باہر کردیا اور دروازہ بند کرلیا۔ آگے مولانا فرماتے ہین کہ۔
ہر کہ تنہا الخ۔ یعنی جو شخص کہ اپنے دوستون سے تنہا رہتا ہی تو اوسکو ایسی ہی برائیان حاصل ہوتی ہین۔ جیسے کہ ان لوگون کو ملین آگے فرماتے ہین کہ۔
این الخ۔ یعنی یہ عیادت اِس صلہ رحمی ہی کے واسطے ہی اور یہ صلہ رحمی سیکڑون محبت کی حاملہ ہی مطلب یہ کہ جب عیادت کروگے تو اسطرح صلہ رحمی ہوگی اور اس صلہ رحمی مین آپسمین محبت بڑھتی ہی اور محبت سے اتفاق ہوتا ہی اور اتفاق سے

مضرتون سے انسان بچتا ہی لہذا چاہئیے کہ انسان اپنے یارون سے ہرگز قطع تعلق نہ کرے کہ بہت ہی حرمان اور مضرت کا باعث ہو آگے پھر اوس عیادت مریض کیطرف رجوع ہی۔

شرح حبیبی

رجعت بقصۂ مریض و عیادت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

در عیادت شد رسول بے ندید | آن صحابی را بحال نزع دید
چون شوی دور از حضور اولیا | در حقیقت گشتۂ دور از خدا
چون نتیجہ ہجر ہمراہان غم است | کے فراق روئے شاہان زان کم است
سایۂ شاہان طلب ہر دم شتاب | تا شوی زان سایہ بہتر ز آفتاب
رو بجیب اندر پناہ مقبلے | بو کہ آزادت کند صاحبدلے
گر سفر داری بدین نیت برو | ور حضر باشد ازین غافل مشو
فاختہ سان روز و شب گو کو و کو | گنج پنہانے ز درویشے بجو
در بدر میگرد و مے رو کو بکو | جستجو کن جستجو کن جستجو
تا توانی ز اولیا رو بر متاب | جہد کن واللہ اعلم بالصواب

وہ بے مثل رسول عیادت کے لیئے تشریف لے گئے اور ان صحابی کو حالت نزع مین دیکھا۔ مولانا قصۂ عیادت کو بمناسبت شعر ماقبل بیان کرنا چاہتے تھے۔ لیکن ترغیب صحبت اولیا کے غلبہ نے اوسکو تمام نہ کرنے دیا اور مولانا نے پھر ترغیب صحبت اولیا کی طرف عود فرمایا۔ چنانچہ فرماتے ہین۔ جبکہ تو حضور اولیا و اللہ سے دور ہوا تو سمجھنا چاہیئے کہ حقیقت مین خدا سے دور ہوا اول تو اُن کی مفارقت خود خدا سے جدائی ہی لیکن اگر یہ بھی نہو تو بھی کیا کم مصیبت ہی سمجھو تو سہی کہ جب رفقا کی مفارقت موجب غم ہی جیساکہ قصۂ مذکورۂ بالا سے تم کو معلوم ہوگیا۔ تو ان بادشاہون کی مفارقت رفقا کی مفارقت سے تو لامحالہ کم نہین ہوسکتی۔ پھر یہ کیون موجب غم نہوگی پس تو بہت جلدان بادشاہون کا سایہ طلب کر کہ جو تجھپر ہر دم رہے۔ یا ہر دم سایۂ شاہان طلب کر تاکہ تو اس سایہ کی برکت سے مستنیر القلب والروح ہوکر آفتاب سے بہتر ہوجاوے۔ ان ریچھون (دنیا داہون) کو چھوڑ اور کسی با اقبال بادشاہ کی پناہ مین آرام کر اگر تیرا یہ قصد ہوگا اور تو ایسا کریگا تو ممکن ہی کہ کوئی صاحبدل تجھے شیطان کے پنجہ سے رہائی دے اگر تو سفر کرے تو سفر بھی اسی نیت سے کر کہ کوئی اہل اللہ ملجاوے۔ اور اگر حضر مین رہے تو وہان بھی یہی خیال رکھ اور فاختہ کی طرح رات دن کو کو کتا رہ یعنی طالب اہل اللہ رہ اور خزانۂ مخفیہ معرفت الٰہی کسی ایک ہی فقیر سے مت ڈھونڈھ یعنی تعلیم تو ایک ہی سے حاصل کر کہ تعلیم مین ہر جائی پن مضر ہی لیکن برکات سے ہر درویش کی مستفید ہو اور در بدر اور گلی گلی پھر اور بجد و جہد اہل اللہ کو تلاش کر اور جہانتک تجھسے ہوسکے اہل اللہ کی صحبت سے منہ نہ موڑ بلکہ اون کی تحصیل صحبت مین امکانی کوشش کر اسکے مناسب ہم تجھکو ایک حکایت سُناتے ہین جس سے تجھکو معلوم ہو کہ اہل اللہ کا کیا طریقہ تھا اور تجھکو عبرت ہو۔

شرح تبریزی

مریض کے قصہ کی طرف رجعت اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا عیادت کرنا

در عیادت الخ۔ یعنی عیادت کے لیئے رسول بے نظیر صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو اس صحابی کو حالت نزع مین دیکھا۔ آگے پھر مضمون ماقبل کی طرف انتقال ہوا اوپر فرمایا تھا کہ ہر کہ تنہا نادر این راہ رید ا ران خود الخ آگے پھر اوسیکو فرماتے ہین
چون الخ۔ یعنی جب کہ تو صحبت اولیاء اللہ سے دور ہو گیا ہے تو حقیقت مین تو خدا سے دور ہو گیا ہے جیسا کہ ظاہر ہے کہ اولیاء اللہ کی صحبت مین خدا یاد آتا ہے جب اون سے بعد ہوگا تو ذکر سے بھی بعد ہوگا اور یہی بعد عن الحق ہے۔
چون نتیجہ الخ۔ یعنی جب کہ ساتھیونکا چھوڑ دینا موجب غم ہے او بادشاہون کے سایہ سے جدا ہونا کب کم ہے مطلب یہ کہ دیکھو اوپر کی حکایت مین ہمراہی آپس مین جدا ہو گئے تھے تو کسطرح مصیبت پڑی۔ پھر جو شخص کہ اولیاء اللہ سے دور ہوگا اوسکو تو کیون مصیبت نہ پیش آیگی۔
سایہ الخ۔ یعنی شاہان (معنوی) کا سایہ ڈھونڈھو اور ہر دم دوڑو تاکہ اونکے سایہ کی بدولت آفتاب (ظاہری) سے بھی بہتر ہو جاؤ۔ اسلیئے کہ اون کے سایہ مین تو انوار معنوی کا حصول ہوگا، اور اس آفتاب مین صرف نور ظاہری ہے۔ لہذا ظاہر ہے کہ اون حضرات کے سایہ مین رہکر اوس سے فوقیت حاصل ہوگی۔
رو بجنب الخ۔ یعنی جا اور کسی مقبول بندہ کی پناہ مین سو شاید کہ کوئی صاحبدل تجھکو آزاد کردے مطلب یا تو یہ کہ کسی مقبول بندہ کے سایہ مین آرام سے رہو کہ وہان اطمینان قلب حاصل ہوگا۔ اور پھر تمکو وہان رہنے سے شاید کہ کوئی صاحبدل نظر کردے اور واصل ہو جاؤ اور سونے سے مراد بیکار رہنا ہے تب یہ مطلب ہوگا۔ کہ اگر بیکار ہی رہنا ہے اور کچھ کام کرنا ہی نہین تب بھی کسی مقبول بندہ کے پاس ہی رہو کہ اوسکی صحبت کے برکات اور فیوض تمکو حاصل ہونگے اور انسے تم ایک روز کامیاب ہو جاؤگے۔ آگے فرماتے ہین کہ۔
گر سفر داری الخ۔ یعنی اگر سفر کرو تو اسی نیت سے کرو اور اگر حضر ہو تو اس سے غافل مت ہو۔ مطلب یہ کہ حضر ہو یا سفر کی حالت مین تلاش مقبولان حق سے غافل مت رہو۔ یہان ایک بات یہ بھی سمجھ لو۔ جسکو کل کے سبق مین بھی بیان کر چکا ہون کہ یہ جو تلاش مقبولان حق کی تعلیم فرما رہے ہین تو اسکے یہ معنی ہین کہ اگر کسی شخص کو تعلیم حاصل کرنیکے لیئے ضرورت ہو تب تو وہ شیخ کی تلاش تعلیم کے لیئے کرے اور اسمین خوب سرگرمی سے کام لے اور جبکہ تعلیم کے لیئے کوئی شیخ ملگیا ہے تو اب تعلیم کے لیئے کسی دوسرے کے پاس جانا موجب حرمان ہے اور یہ شخص ہمیشہ یون ہی رہیگا۔ اسکو کچھ بھی حاصل نہین ہو سکتا لاالی ہؤلاء ولاالی ہؤلاء۔ بلکہ اب جب کہ ایک شیخ کا دامن تعلیم کے لیئے تھام لیا ہے دوسرے اونکے ہم مشرب بزرگو نکے پاس حصول برکت صحبت کے لیئے جانا مضائقہ نہین ہے۔ بلکہ مفید ہے۔ لہذا جب تک کہ تعلیم کے لیئے شیخ نہ ملے اوس وقت تک تو تعلیم کے لیئے تلاش کرو اور جب اسکے لیئے ایک پر دل ٹھہر جاوے اب دوسرون کے پاس صرف حصول برکت کے لیئے جانا مفید ہے ہان بھنگڑون کے پاس ہرگز نہ جانا چاہیئے کہ انکی صحبت مضر ہوتی ہے اسلیئے کہ اول تو یہ لوگ بالکل مکار اور فریبی ہوتے ہین اور اگر کوئی شخص ان مین سے خدا رسیدہ بھی ہے جیسے کہ بعض مجذوب ایسے ہی ہوتے ہین کہ اونکے افعال ظاہری خلاف شریعت ہوتے ہین تب بھی اس شخص کے کام کے تو نہین ہین خود تو وہ مقرب ہین مگر دوسرے کو

پھونچا نہین سکتے۔ اونکی مثال گود کے بچہ جیسی ہوتی ہو۔ کہ وہ خود تو مانکی گود مین بیٹھا ہو مگر اوسکو یہ طاقت نہین ہو کہ کسی اور اپنے بھائی کو بھی لاکر کنار مادر مین بٹھاوے اسی طرح مجاذیب خود تو مقرب حق ہوتے ہین مگر دوسریکے کام کے نہین ہوتے یہ تو کچھ ان ہی لوگون مین ہو کہ جو خالی معلوم ہوتے ہین یعنی شیوخ سالکین کا مین کہ جو ظاہر نظر مین تو مثل عوام کے معلوم ہوتے ہین مگر سہ کب فلک کو یہ سلیقہ ہو ستمگاری مین + کوئی معشوق ہو اس پردۂ زنگاری مین۔

ع چھیڑ نامت کہ بھرے بیٹھے ہین + بلکہ قرب اصلی اور واقعی بھی ان ہی حضرات کو ہوتا ہو اسلئے کہ ان کی مثال مثل بڑے بیٹے کے ہو کہ جو ظاہر مین تو مان باپ سے الگ ہے لیکن جب مشورہ طلب ہوتا ہے اوس کا ہی کام پڑتا ہو اور اوسی کی پکار ہوتی ہو اور وہی بلایا جاتا ہو اوس کو یہ قدرت بھی ہو کہ دوسرے کی سفارش کرکے یا چھوٹے بہائیکو گود او ٹھاکر مان باپ تک پھونچا دے مگر یہان سے جہلا رہ نہ سمجھین کہ نعوذ باللہ اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ اللہ میان کے رشتہ دار یا مشیرکار ہوتے ہین نعوذ باللہ بلکہ اون کو طریقے وصول کے معلوم ہوتے ہین وہ ہر ایک کو بتا دیتے ہین آگے جو ہوتا ہو اپنے کرنے سے ہوتا ہو جیسا کہ بارہا لکھا گیا ہو لہذا خواہ سفر مین رہو یا حضر مین تعلیم کے لیئے تو ایک کو جو متبع شریعت ہو اور تمھارا دل گواہی دے کہ مجھے اس سے نفع ہوگا تلاش کرلو۔ پھر فیض صحبت کے لیے دوسرے کے پاس حاضر ہونا بھی مضر نہین ہو بلکہ اگر شیخ سے اجازت لیکر اونکے پاس بھی جاؤ تو یہ اور بھی اسلم طریق ہو خوب سمجھ لو۔ آگے فرماتے ہین کہ۔

فاختہ سان الخ۔ یعنی فاختہ کی طرح رات دن کوکو کہو اور پوشیدہ خزانہ کو ایک ہی درویش سے مت تلاش کرو مطلب یہ کہ ہر وقت تلاش مین لگے رہو اس خزانہ معانی کو ایک ہی کے پاس مت تلاش کرو بلکہ جو ملے اوس سے حاصل کرو لیکن یہان بھی وہی تقریر بالا یاد رکھنے کے قابل ہو کہ تعلیم کے لیے تو ایک ہی کا دامن پکڑ لو ہان فیض صحبت کے لیئے اگر کسی دوسرے بزرگ کی خدمت مین بھی حاضر ہو تو مضائقہ نہین ہو۔

در بدر الخ۔ یعنی (تلاش مین) دربدر پھرو اور کوچہ در کوچہ مین جاؤ جستجو کرو جستجو۔

تا توانی الخ۔ یعنی جب تک ہو سکے اولیاء اللہ سے روگردانی مت کرو اور (تلاش مین) کوشش کرو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

غرضکہ اولیاء اللہ کی تلاش کی ہر وقت ضرورت ہو خواہ کسیکا شیخ معین ہو یا نہو اسلئے کہ اگر شیخ معین نہین ہو تب تو خود اسکی ضرورت ہو اور اگر وہ موجود ہو تو فیض صحبت کے حصول کی ضرورت ہو اسلئے تلاش ضروری ہو۔ آگے حضرت بایزید بسطامی رح کی حکایت فرماتے ہین کہ وہ سفر مین چلے تو اولیاء اللہ کی تلاش مین لگے رہے یہان تک کہ ایک بہت بڑے بزرگ ملگئے اب حکایت سنو فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

رفتن بایزید بسطامی بہ کعبہ و در راہ بخدمت بزرگے رسیدن و گفتن آن بزرگ کہ کعبہ منم مرا طواف کن

سوئے کعبہ شیخ امت بایزیدؒ	از برائے حج و عمرہ می دوید

او بهر شهری که رفتی از نخست — مر عزیزان را بکردی باز جست
گر دمی گشتی که اندر شهر کیست — کو بر ارکان بصیرت متکی است
گفت حق اندر سفر هر جا روی — باید اول طالب مردی شوی
قصد گنجی کن که این سود و زیان — در تبع آید که این را فرع دان
هر که کارد قصد گندم باشدش — کاه خود اندر تبع می آیدش
گر بکاری جو نیاید گندمی — مردمی جو مردمی جو مردمی
قصد کعبه کن چو وقت حج بود — چونکه رفتی مکه هم دیده شود
قصد در معراج دید دوست بود — در تبع عرش و ملائک هم نمود
سید الاعمال بالنیات گفت — نیت خیرت بسی گلها شگفت
نیت مومن بود به از عمل — همچنین فرمود سلطان دول

حکایت خانه ساختن مریدی و امتحان پیر مرید را

خانهٔ نو ساخت روزی نو مرید — پیر آمد خانهٔ او را بدید
گفت شیخ آن نو مرید خویش را — امتحان کرد آن نکو اندیش را
روزن از بهر چه کردی ای رفیق — گفت تا نور اندر آید زین طریق
گفت آن فرع است این باید نیاز — تا ازین ره بشنوی بانگ نماز
نور خود اندر تبع می آیدت — نیت آنرا کن که آن می بایدت

شیخ امت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ بقصد حج و عمرہ کعبہ تشریف لیجا رہے تھے مگر وہ جس شہر مین جاتے سب سے پہلے اہل اللہ کو تلاش کرتے اور چارون طرف چکر لگاتے کہ دیکھین اس شہر مین کون ہی جو بصیرت کو اپنا تکیہ گاہ بنائے ہوئے ہی یعنی صاحب بصیرت و معرفت کون ہی اور وجہ اسکی یہ تھی کہ حق سبحانہ نے بذریعہ الہام انسے فرمایا تھا کہ تم سفر مین جہان کہین جاؤ تمکو چاہیے کہ سب سے پہلے اہل اللہ کو تلاش کرو اور واقع مین ہونا بھی یہی چاہیے کہ مقصود خزانہ ہو رہا نفع و نقصان جو سفر سے ایک درجہ مین مقصود ہیں وہ فرع ہی مقصود اصلی کی جو کہ تبعاً حاصل ہو سکتا ہی کیونکہ جو شخص کھیتی کرتا ہی اوسکو گیہون مقصود ہوتے ہین اور بھس تبعاً حاصل ہو جاتا ہی۔ لیکن اگر تم جو بوؤ گے یعنی غرض دنیاوی کو مطمح نظر اور مقصد اولی بناؤ گے تو اس سے گیہون یعنی ثمرات محمودہ آخرویہ حاصل نہین ہو سکتے۔ لہذا مقصد اعلے و اہم تلاش اہل اللہ ہونا چاہیے اسکو ایسا سمجھنا چاہیے جیسے سفر کعبہ کہ جب حج کا وقت ہو تو سفر کعبہ سے زیارت کعبہ و افعال حج مقصود ہونے چاہئین۔ رہی سیر مکہ سو وہ خود بخود تبعاً حاصل ہو جاویگی۔ اُسکو مطمح نظر نہ بنانا چاہیئے۔ ورنہ یا تو حج ہی نہ ہو سکے گا یا ثواب سے محروم رہو گے اسی بنا پر جناب رسول اللہ صلعم کا معراج سے مقصود اعلی حق سبحانہ کا دیکھنا تھا۔ رہی سیر عرش و ملائک سو وہ بھی بالتبع حاصل ہو گئی۔ اور راز اسکا یہ ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی انما الاعمال بالنیات پس اگر نیت اچھی ہی تو وہ عمل طاعت ہی اور اگر نیت بری ہی تو عمل برا۔ لہذا اگر

تم کو سفر سے مقصود طلب اہل اللہ ہوگی تو یہ سارا سفر تمہارا طاعت اور خیر برکات ہوگا اور تیری نیت خیر سے بہت سے عمدہ نتائج پیدا ہونگے ورنہ علی حسب النیت معاملہ کیا جائیگا۔ یاد رکھو کہ نیت خیر بہت اعلی درجہ کی چیز ہے چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مومن کی صرف نیت خیر اوسکے محض عمل سے بہتر ہی۔ کیونکہ اول طاعت ہے اور ثانی طاعت نہین اب ہم اوسکے مناسب ایک حکایت بیان کرتے ہین ایک شخص نیا مرید ہوا تھا اوسنے ایک گھر بنایا اوسکے پیر صاحب تشریف لائے اور مکانکو دیکھا دیکھکر شیخ نے اپنے اوس نئے مرید سے امتحانًا پوچھا کہ بھائی۔ یہ روزن دیوار یا چھت مین کیون رکھا گیا ہے اوسنے عرض کیا اسلئے رکھا گیا ہی تاکہ روشنی مکان مین آسکے شیخ نے فرمایا کہ تم کو اس سے طاعت کی نیت چاہیے تھی کہ اذان کی آواز آسکے روشنی تو فرع تھی وہ بھی آسکتی تھی اصل مقصد ہونا چاہیے جو اصل مقصود ہو رہی روشنی وہ خود بخود آجائیگی۔

شرح شبیری

حضرت بایزید بسطامیؒ کا حج کے لئے جانا راستہ مین ایک بزرگ کی خدمت مین پہونچنا اور اُن بزرگ کا اون سے یہ کہنا کہ مین کعبہ ہون میرا طواف کر

سوئے کعبہ الخ۔ یعنی شیخ امت حضرت بایزیدؒ کعبہ کی طرف حج اور عمرہ کے لیے جارہے تھے تو اونکی یہ حالت تھی کہ۔

او بہر شہر الخ۔ یعنی جس شہر مین وہ تشریف لیجاتے اول اولیاء اللہ کو تلاش فرماتے۔

گرد میگشتے الخ۔ یعنی گرد شہر کے پھرتے کہ شہر مین ایسا کون ہی جو کہ ارکان بصیرت پر متکی ہو۔ مطلب یہ کہ اہل بصیرت کی تلاش فرماتے کہ کون ہین۔

گفت الخ۔ یعنی حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہی کہ سفر مین جہان جاؤ چاہیے کہ اول کسی مرد حق کے طالب ہو۔ قرآن شریف مین اسکے متعلق کوئی آیت صریح تو ہی نہین لیکن آیت ہو الذی جعل لکم الارض ذلولاً فامشوا فی مناکبھا وکلوا من رزقہ سے یہ مضمون مستنبط ہوتا ہی اسلیے کہ بعض مفسرین نے یفقون امواہم کی تفسیر مین یہ کہا ہی اے لیفیضون المعانی تو اس سے معلوم ہوا کہ جیسا مولانا کا اور صوفیہ کا قاعدہ ہی کہ بعض امور بطن قرآن شریف سے نکالتے ہین اسیطرح بیان معنی ظاہری تو یہ ہین کہ سفر کرو اور رزق ظاہری کو حاصل کرو اور بطن آیت کے یہ معنی ہونگے کہ جب سفر کرو تو رزق معنوی یعنی انوار اور فیوض اولیاء حاصل کرو۔ اس سے ایک تاویل بعید سے معلوم ہوتا ہی کہ تلاش اولیاء بھی اسمین داخل ہی لہذا ممکن ہی کہ مولانا کا اشارہ اسیطرف ہو واللہ اعلم بالصواب۔ آگے فرماتے ہین کہ۔

قصد گنجے الخ۔ یعنی ایک خزانہ کا قصد کر کہ دنیا کا نفع نقصان تو تبعًا خود آجاویگا تم اُسکو فرع سمجھو مطلب یہ کہ ہر کام مین رضاء حق مطلوب ہونا چاہیے اور اس سے جو نفع یا نقصان ظاہری وابستہ ہی وہ تو ہوکر ہی رہیگا۔ جیسے کہ مثلاً روٹی کھانے بیٹھے تو اوس سے اگر مقصود یہ ہی کہ اس سے پیٹ بھریگا تب تو صرف پیٹ بھرنا ہی نفع حاصل ہوا اور اگر مقصود یہ ہی کہ اس سے قوت عبادت ہوگی تو پیٹ تو اب بھی بھریگا مگر ثواب بھی ملگیا۔ لہذا اصل مقصود تو رضاء حق اور طاعت سمجھو اور اوس کے تابع ہوکر امور دنیا و یہ بھی حاصل ہو جاوین گے آگے اپنی عادت کے موافق مثالین دیتے ہین کہ۔

ہر کہ کارد الخ۔ یعنی جو کوئی بوتا ہے اوسکا مقصود تو گیہوں ہوتا اور بھوسہ تبعاً آہی جاتا ہے۔

گر بکاری الخ۔ یعنی اگر تم جو بوؤ تو گیہوں حاصل نہونگے کسی آدمی کو تلاش کرو آدمی کو۔ مطلب یہ کہ اگر تمنے نیت اچھی نہ کی تو یقیناً اوس سے عمدہ پھل حاصل نہونگے لہذا جب سفر کرو تو اوس سے مقصود اگر تلاش اولیا رہو تو جانکا قصد ہے وہان تو پہونچ ہی جاؤگے مگر اسکا ثواب بھی مل رہے گا۔

قصد کعبہ کن الخ۔ یعنی جب وقت حج کا ہو تو قصد کعبہ کا کرو جب تم پہونچ جاؤگے تو شہر مکہ بھی دیکھا جاویگا۔ مطلب یہ کہ جب حج کو جاؤ تو نیت زیارت بیت اللہ کی کرو جس سے ثواب ہوگا پھر جب وہان پہونچوگے تو تم کو مکہ شہر کی بھی سیر ہو جاویگی۔ لیکن اگر گھر ہی سے مکہ یا بمبئی کی سیر کا قصد کیا تو سیر تو ہو گئی مگر دوسرا مقصود یعنی ثواب حاصل نہین ہوا۔

قصد الخ۔ یعنی معراج مین مقصود تو حق تعالیٰ کی تجلی کا دیدار تھا اور تبعاً عرش و ملائک کو بھی دیکھ لیا۔

سید الاعمال الخ۔ یعنی سردار صلی اللہ علیہ وسلم نے الاعمال بالنیات فرمایا ہے اور تیری نیت خیر نے بہت سے غنچے کھلائے ہین۔ حدیث مین ہے کہ الاعمال بالنیات لکل امرء مانوی رواہ البخاری تو مطلب یہ ہوگا کہ اگر اعمال مین نیت درست ہو تو پھر دیکھو کسقدر غنچہ معنی کھلتے ہین اور اس عمل مین کسقدر فیوض و برکات حاصل ہوتے ہین اور اگر نیت درست نہین ہے تو وہ عمل ہی بیکار ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

نیت مومن الخ۔ یعنی مومن کی نیت عمل سے بہتر ہے اسی طرح سلطان دول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حدیث مین ہے کہ نیت المومن خیر من عملہ رواہ المواہب وضعفہ ورواہ الطبرانی وسکت عنہ اس سے معلوم ہو گیا کہ یہ حدیث موضوع تو نہین ہے اگرچہ ضعیف ہے اور مولانا ضعیف سے بھی استدلال فرما لیتے ہین لہذا اسی طرح یہان بھی مولانا استدلال فرما رہے ہین کہ مومن کی نیت عمل سے بہتر ہوتی ہے لہذا نیت کو درست رکھنا چاہیے۔ آگے ایک حکایت لاتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص نے مکان بنایا تو اپنے شیخ کو اول اوسکے اندر لایا اوسمین ایک جگہ روزن بھی رکھا تھا شیخ نے پوچھا کہ یہ روشندان کس لئے رکھا ہے اوسنے عرض کیا کہ تاکہ روشنی آوے فرمایا کہ اگر یہ نیت ہوتی کہ اسمین سے اذان کی آواز آویگی تو تجھے روشنی تو حاصل ہو ہی جاتی مگر ثواب بھی ملتا۔ لہذا نیت کی درستی تمام اعمال مین ضروری ہے اب حکایت سنو۔

ایک مرید کے گھر بنانے اور شیخ کے مرید کا امتحان کرنیکی حکایت

خانۂ الخ۔ یعنی ایک مرید نے ایک نیا گھر بنایا تو پیر صاحب آئے اور اوسکے گھر کو ملاحظہ کیا۔

گفت الخ۔ یعنی شیخ نے اپنے اُس نئے مرید سے کہا اور اس نکو اندیش کا امتحان کیا یہ کہا کہ۔

روزن الخ۔ یعنی اے رفیق تونے یہ روشندان کس لیے رکھا ہے تو بولا کہ تاکہ اس راستہ سے نور آوے۔

گفت آن الخ۔ یعنی اوس شیخ نے کہا کہ یہ تو فرع ہے یہ نیت چاہیے تھی کہ اس راستہ سے اذان کی آواز آویگی۔

نور خود الخ۔ یعنی نور تو تبعاً تیرے پاس آہی جاتا تجھے وہ نیت کرنی چاہیے تھی جسکی تجھے ضرورت تھی۔ بس اب اوس حکایت کو تو ختم کر دیا آگے پھر حضرت بایزید کی حکایت فرماتے ہین کہ۔

شرح جیلبی

بایزید اندر سفر جستے بسے ‌ ‌ تا بیابد خضر وقت خود کسے
دید پیرے با قدے ہمچون ہلال ‌ ‌ بود در وے فر و گفتار رجال
دیدہ نابینا و دل چون آفتاب ‌ ‌ ہمچو پیلے دیدہ ہندستان بخواب
چشم بستہ خفتہ بیند صد طرب ‌ ‌ چون کشاید آن نہ بیند این عجب
بس عجب در خواب روشن میشود ‌ ‌ دل درون خواب روزن میشود
وانکہ بیدارست و بیند خواب خوش ‌ ‌ عارفست و خاک او در دیدہ کش
بایزید او را چو از اقطاب یافت ‌ ‌ مسکنت بنمود و در خدمت شتافت
پیش او بنشست و می پرسید حال ‌ ‌ یافتش درویش و ہم صاحب عیال
گفت عزم تو کجا اے بایزید ‌ ‌ رخت غربت را کجا خواہی کشید
گفت قصد کعبہ دارم از پگہ ‌ ‌ گفت ہین با خود چہ داری زاد رہ
گفت دارم از درم نقرہ دویست ‌ ‌ نک ببستہ سخت بر گوشہ ردیست
گفت طوفے کن بگردم ہفت بار ‌ ‌ وین نکوتر از طواف حج شمار
وان درمہا پیش من نہ اے جواد ‌ ‌ دانکہ حج کردی و شد حاصل مراد
عمرہ کردی عمر باقی یافتے ‌ ‌ صاف گشتی بر صفا بشتافتے
حق آن حقے کہ جانت دیدہ است ‌ ‌ کہ مرا بر بیت خود بگزیدہ است
کعبہ ہر چندے کہ خانہ بر اوست ‌ ‌ خلقت من نیز خانہ سر اوست
تا بکرد آن خانہ را در وے نرفت ‌ ‌ واندرین خانہ بجز آن حے نرفت
چون مرا دیدی خدا را دیدۂ ‌ ‌ گرد کعبہ صدق بر گردیدۂ
خدمت من طاعت و حمد خداست ‌ ‌ تا نپنداری کہ حق از من جداست
چشم نیکو باز کن در من نگر ‌ ‌ تا ببینی نور حق اندر بشر
کعبہ را یکبار بیتی گفت یار ‌ ‌ گفت یا عبدی مرا ہفتاد بار
بایزیدا کعبہ را دریافتے ‌ ‌ صد بہا و عز و صد فر یافتی
بایزید این نکتہ ہا را ہوش داشت ‌ ‌ ہمچو زرین حلقہ اش در گوش داشت
آمد از وے بایزید اندر مزید ‌ ‌ منتہی در منتہیٰ آخر رسید

بایزید اپنے سفر مین بہت تلاش کرتے تھے کہ کوئی صاحب اپنے وقت کے خضر ملجاوین بالآخر اونھون نے دیکھا کہ ایک بڑے میان ہین جنکی کمر ہلال کیطرح خمیدہ ہے ان مین ایک شان و شوکت شاہانہ ہے اور انکی گفتگو مردانہ ہے گو آنکھین بے نور ہین مگر دل آفتاب کیطرح روشن ہے اور یاد وطن اصلی مین یون مست ہین جیسے ہاتھی اپنے وطن اصلی ہندوستان کو خواب مین دیکھکر مست ہوتا ہے (کما ہو المشہور) تعجب کی بات ہے کہ سونے والا آنکھین بند ہونیکی حالت مین تو مزہ کی باتین سیکڑون دیکھتا ہے کیونکہ اسکو اس حالت مین عالم غیب سے ایک گونہ تعلق ہوجاتا ہے اور جب آنکھین کھولتا ہے تو وہ باتین

نہین دیکھ سکتا منشا تعجب یہ ہی کہ آنکھ بند ہونیکی حالت مین دیکھتا ہی اور آنکھ کھلنے پر نہین دیکھ سکتا حالانکہ مناسب عکس تھا یہ شخص خواب مین بہت سے عجائبات کا مشاہدہ کرتا ہی اور دل کو خواب مین عالم غیب سے ایک تعلق پیدا ہو جاتا ہی گو یا کہ عجائبات کے لیے دل مین ایک راستہ پیدا ہو جاتا ہی اور جو شخص جاگتا ہوا اور جو جاگنے مین اچھے اچھے خواب دیکھے یعنی عجائبات عالم کا مشاہدہ کرے وہ عارف ہی اوسکی خاک بجائے سرمہ کے آنکھون مین لگانا چاہیئے۔ القصہ بایزید نے جب اون کو قطب وقت پایا تو اونکے سامنے عجز و انکسار اختیار کیا اور خدمت مین دوڑنے اون کے سامنے باادب بیٹھے حالت دریافت کی تو معلوم ہوا کہ بیچارے نادار ہین اور اسکے ساتھ عیالدار بھی ہین۔ شیخ نے پوچھا بایزید کہا نکا قصد ہی اور آپکا سامان سفر کہان جائیگا اونھون نے کہا کہ صبح سے خانۂ کعبہ کا ارادہ ہوا ہی آپنے فرمایا دیکھو تو تمھارے پاس زاد راہ کیا ہی اونھون نے فرمایا کہ دو سو درم ہین جو میری چادر کے پلہ مین بندھی ہوئے ہین آپنے فرمایا کہ سات بار میرے گرد گھوم لو اور اسکو طواف حج سے بہتر سمجھو اور درم میری حوالہ کرو اور سمجھو کہ گو یا کہ تمنے حج ہی کر لیا اور تمھارا مقصد حاصل ہو گیا اور تمکو عمر باقی ملگئی تو گو یا عمرہ کر لیا اور صاف ہو گئے تو گو یا صفا ہی پر دوڑ لیئے اس ذات حقہ کی قسم جسکا نور معرفت تمکو حاصل ہی مجھے اوسنے بیت اللہ پر فضیلت دی ہی کیونکہ مین بحمد اللہ مومن کامل ہون اور مومن کامل کا خانۂ کعبہ سے افضل ہونا نص نبوی ثابت ہی یہ ضرور ہی کہ انکی طاعت کا گھر ہی۔ لیکن میری خلقت اوسکے اسرار کا گھر ہی ایک فرق مجھہ مین اور خانۂ کعبہ مین یہ ہی کہ جب سے حق سبحانہ نے خانۂ کعبہ کو پیدا کیا ایک مرتبہ بھی اوس مین ان تجلیات کا ورود نہین ہوا جنکا مجھ مین ہوا ہی اور مجھ مین انکا ورود سیکڑون مرتبہ ہوا ہی بلکہ یون سکیئے کہ میرا دل صرف انہین تجلیات سے معمور ہی۔ جب تمنے مجھے دیکھ لیا تو گو یا خدا کو دیکھ لیا کیونکہ جو معاملہ بندگان خاص حق سبحانہ کے ساتھ کیا جاتا ہی وہ گو یا کہ حق سبحانہ ہی کے ساتھ کیا جاتا ہی اور جب تم میرے گرد گھوم لئے تو گو یا تم ایک کعبۂ صدق کے گرد گھوم لئے۔ میری خدمت حق سبحانہ کی طاعت اور اوسکی حمد ہی تمکو یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ حق سبحانہ مجھسے جدا ہین لہذا انکے ساتھ جو معاملہ کیا جاویگا وہ خود حق سبحانہ کے ساتھ نہوگا بلکہ واقعی بات وہی ہی جو مین کہتا ہون۔ چشم باطن سے بنظر غور مجھے دیکھنا چاہیئے تاکہ تم کو نور حق سبحانہ آدمی کے اندر دکھلائی دے مجھ مین اور خانۂ کعبہ مین ایک فرق یہ ہی کہ حق سبحانہ نے خانۂ کعبہ کو ایک مرتبہ اپنا مکان کہا یعنی بیت کم کہا اور مجھے یا عبدی ستر بار یعنی بکثرت کہا کیونکہ حدیث مین آیا ہی کہ جب بندہ حق سبحانہ کو پکارتا ہی اور ایک مرتبہ یا اللہ کہتا ہی تو وہان سے ستر مرتبہ یا عبدی جواب ملتا ہی (یا یون کہو کہ عالم معاملہ مین یہ خطاب ہوا ہی۔) اسلیئے اسے بایزید جب تمنے مجھے پالیا تو گو یا خانۂ کعبہ ہی کو پالیا اور سیکڑون رونق۔ عزتین اور سیکڑون شوکت عند اللہ تمکو حاصل ہو گئین بایزید نے ان تمام نکتون کو بہت غور سے سنا اور سونے کی بالی کی طرح اون کو آویزۂ گوش بنایا اور اس سے بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے مراتب طے ہو گئے اور گو اضافی منتہی تھے مگر اب اس سے اعلیٰ انتہا پر پہونچ گئے۔

(ف) اس حکایت مین بعض امور تشریح طلب ہین تاکہ ناواقف مغالطہ مین نہ پڑجا وین اول یہ کہ اون بزرگ نے ان کو حج سے کیون روکا۔ اسکا۔ جواب یہ ہی کہ یا تو بایزید علیہ الرحمۃ پر حج فرض ہی نہوا ہوگا۔ کیونکہ دو سو درم حج کے لیئے کافی نہونگے۔ یا فرض ہوچکا ہوگا اور اسکو وہ ادا بھی کر چکے ہونگے۔ بہر حال یہ حج نفل ہوگا۔ جناب شیخ نے دیکھا کہ میری خدمت مین بہ نسبت حج نفل کے انکا زیادہ فائدہ ہے اس سبب سے روکدیا۔ گو اسوقت اون کو وہ برکات نہ حاصل ہوسکین جو مخصوص ہین خانۂ کعبہ کے ساتھ مگر انسے بڑھکر برکات حاصل ہوئین جو انکی حالت کے لحاظ سے شیخ کے اجتہاد مین زیادہ مناسب تھین دوم یہ کہ ان بزرگ نے اپنے گرد طواف کیسے کرایا اور اسکو قائم مقام طواف کعبہ کیونکر قرار دیا۔ اسکا جواب یہ ہی کہ طواف

تعظیمی و تعبدی نہ تھا بلکہ جوش شوق و محبت سے گرد گھومنا تھا۔ اور شیخ نے اسکو حقیقۃ مغنی عن طواف کعبہ نہیں قرار دیا بلکہ مقصد یہ تھا کہ جو برکات تمکو طواف سے حاصل ہوتیں گو وہ برکات حاصل نہوں مگر اُن سے بڑھکر برکات حاصل ہونگی جو تمھارے حالت کے زیادہ مناسب ہیں اور منشا ان برکات کا صورت طواف نہ تھی بلکہ صحبت و محبت تھی جو گرد گھومنے میں حاصل تھی رہا اس صورت کا اختیار کرنا سو وہ بنا بر مشاکلت اور تطییب قلب کے لیے تھا۔

اس مقام پر تتمیما لفائدۃ وہ مضمون بھی نقل کیا جاتا ہی جو حضرت مجدد الملۃ والدین دامت معالیہ نے خود قلمبند فرمایا ہے وہو ہذا۔

توجیہ حکایت بایزید با شیخے کہ طواف خود امر فرمود

توجیہش چنانچہ بخاطر فاتر می رسد آنست کہ مقصود شیخ بایزیدؒ ازین سفر تحصیل برکات و انوار یکہ خاصہ بیت معظم ست بنود۔ خواہ فریضہ ادا کردہ باشد یا فریضہ نشدہ بود زیرا کہ آن خاصہ در محل دیگر اگرچہ فرضا بوجہ کلی یا جزئی افضل ازان باشد مفقود ست و اگر نہ خاصہ خاصہ نمی ماند و ہذا خلف۔ بلکہ مقصودش بطریق منع الخلو یکے از امور سگانہ بود علی اختلاف نیۃ الطالب وا حوالہ یا مطلق ثواب عظیم کما لقصدہ اہل الشریعۃ و در ینجا السبب معیل بودن آن کامل اتفاق و تصدق موجب زیادت اجر و ثواب بود کما حقق فی محلہ و یا اصلاح نفس بمجاہدہ این سفر کما یرزمہ اہل الطریقۃ۔ و در بعضے احیان صحبت کمل سبب زیادۃ اصلاح می باشد۔ و یا مطلق مشاہدۂ تجلیات محبوب کما یریدہ اہل الحقیقۃ پس آن شیخ کامل بتصرف قوی تجلیات را بر قلب او وارد نمودہ ورنہ یقینی و متفق علیہ بین اہل الظاہر والباطن است کہ طواف انسان کامل اگرچہ تجلیات کعبہ را ہم جامع باشد مغنی از طواف الکعبہ نتوان شد و کیف کہ در کعبہ انچہ مفصل ست در انسان مجمل ست والتفصیل مالیس بالاجمال اما توجیہ طواف پس عذرش غلبۂ حال ست و اسرار وحدۃ و معیۃ فمحلہ لیس ہنالک۔

شرح شبیری | بایزید الخ یعنی بایزید رحمۃ اللہ سفر میں بہت تلاش کرتے تھے تا کہ کسی اپنے وقت کے خضر کو پالیں۔
دید پیرے الخ۔ یعنی اُنھوں نے ایک بوڑھے کو جنکا قد کہ ہلال کی طرح خمیدہ تھا دیکھا اور ان بڑے میاں میں مردونکی سی باتیں تھیں۔ مطلب یہ کہ اونکی باتوں سے مرد راہ حق معلوم ہوتے تھے اور محقق اور مبصر معلوم ہوتے تھے۔
دیدہ الخ۔ یعنی آنکھیں تو نابینا تھیں اور دل آفتاب کی طرح روشن مثل ہاتھی کے کہ اگر ہندوستانکو خواب میں دیکھا ہو۔ چونکہ ہاتھی ہندوستانکا جانور ہی اسلئے اگر کبھی باہر چلا جاتا ہی اور پھر خواب میں ہندوستان کو دیکھتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ نہایت مسرور ہوتا ہی اسلئے فرماتے ہیں کہ ہاتھی کی طرح آنکھیں تو بند تھیں مگر خوش و خرم تھے آگے فرماتے ہیں کہ۔
چشم بستہ الخ۔ یعنی یہ تعجب کی بات ہی کہ سونے والا آنکھیں بند کرکے تو سیکڑوں عمدہ باتیں دیکھتا ہی اور جب آنکھ کھولدے تو کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ حالانکہ عکس موافق قیاس کے ہی۔
پس عجب در خواب الخ۔ یعنی بہت سی عجائبات خواب میں روشن ہوجاتی ہیں اور دل خواب میں ایک روشندان ہوجاتا ہی۔ کہ اُس میں مختلف قسم کے انوار نظر آتے ہیں یہ حالت تو عوام کی بھی ہی اور اس کو اطبانے بھی لکھا ہے کہ جب انسان سوتا رہتا ہی تو اسکا نفس ملا اعلی کی طرف متوجہ ہوجاتا ہی۔ آگے اولیاء اللہ کی حالت کو بیان فرماتے و انکہ الخ۔ یعنی اور وہ کہ بیدار ہی اور عمدہ خواب دیکھ رہا ہی وہ عارف ہی اسکے خاک قدم کو آنکھ میں لگا۔ مطلب یہ کہ

جسکی یہ حالت ہو کہ بیداری مین بھی اوسکو انوار حق اور عجائبات کا مشاہدہ ہوتا ہو اُس سے تو غلام ہو جائے۔ اور اُسکی اطاعت مین مر مٹو۔ آگے پھر قصہ حضرت بایزید کا فرماتے ہین کہ۔

بایزید الخ۔ یعنی حضرت بایزید رحمۃ اللہ نے جب اون کو اقطاب مین سے پایا تو اون کے سامنے عاجزی کی اور ان کی خدمت مین جلدی کی۔

پیش الخ۔ یعنی حضرت اون کے سامنے بیٹھے اور حال بھی پوچھا تو اونکو غریب اور عیالدار پایا۔

گفت عزم الخ۔ یعنی اون بزرگ نے کہا کہ اے بایزید کہان کا سفر ہے اور اس سامان کو کہان کھینچے گے۔

گفت قصد الخ۔ یعنی حضرت نے عرض کیا کہ مین شوق کیوجہ سے قصد کعبہ کا رکھتا ہون تو اونھون نے فرمایا کہ اچھا تو اپنے ساتھ زادراہ کیا رکھتا ہے۔ مطلب یہ کہ تیرے پاس کیا زادراہ ہے۔

گفت دارم الخ۔ یعنی حضرت نے عرض کیا کہ مین دوسو درم رکھتا ہون اور وہ یہ چادر کے کونہ مین مضبوط بندھی ہوئی ہین

گفت طوفے الخ۔ یعنی اون بزرگ نے کہا کہ تو تم میرے گرد سات مرتبہ طواف کرو اور اسکو طواف حج سے اچھا جانو۔

وان الخ۔ یعنی اور اے سخی اون درمونکو میرے آگے رکھدو اور جان لو کہ تم نے حج کرلیا اور مراد حاصل ہوگئی۔ یہان بزرگ کے کلام سے اول تو یہ شبہ ہوتا ہے کہ اونھون نے اپنا طواف کرایا اور اسکو طواف حج سے بہتر بتایا۔ دوسری یہ کہ درم مانگے جو کہ حرص کی بین دلیل ہے۔ اور حضرت بایزیدؒ کے اوپر دباؤ ڈالنا ہے۔ توجیہ انکی یہ ہے کہ اصل مین حضرت بایزید رحمۃ اللہ پر حج فرض نہ تھا یا تو اسلئے کہ پہلے کرچکے ہون اور یا اسلئے کہ اون کے پاس زادراہ کافی نہو بلکہ صرف شوق مین نکل کھڑے ہوئے ہون تو یہ حج تو نفل ہوتا۔ اور یہ معلوم ہے کہ یہ شخص غریب اور عیالدار تھے۔ انکی خدمت کرنا بھی عبادت تھی پھر حج کا ثواب تو لازم صرف حضرت بایزید ہی تک تھا اور انکی خدمت کا ثواب متعدی تھا اور نوافل مین نفع لازم سے نفع متعدی افضل ہے اسلئے اونھون نے یہ کہا کہ تم حج مت کرو کہ تم کو ثواب مقصود ہے وہ میری خدمت کرنے سے حاصل ہو جاویگا بلکہ اس سے افضل ثواب ملیگا۔ جیسا کہ معلوم ہوا کہ یہ نفع متعدی ہے اسلئے اسکو حج سے افضل فرمایا۔ رہا طواف کا حکم دینا تو یہ غلبہ حال مین ہو گیا ہے اصل مین تو اون کا مقصود یہ ہے کہ میری اطاعت کرو غلبۂ حال مین اوسکی یہ صورت نکالی جسمین کہ کوئی ملامت نہین ہے اور درمون کا مانگنا حرص تو اس سے نہین ہے کہ اون کو معلوم تھا کہ حضرت بایزیدؒ سمجھدار اور صاحب بصیرت ہین وہ جانتے ہین کہ مین حرص کیوجہ سے نہین مانگتا بلکہ یہ جو کچھ کہہ رہا ہون واقع ہے اور اسی سلئے اون پر بوجھ بھی نہین پڑ سکتا اس لیے کہ وہ جانتے تھے کہ جب میرا مقصود حاصل ہے اور وہ انکو دینے ہی سے ہو سکتا ہے لہذا دیدینا چاہیئے اب بالکل صاف ہوگیا کوئی اشکال باقی نہین رہا۔ اسکے متعلق خود حضرت مولانا دام ظلہم نے ایک تقریر ۱۳۳۱ مین لکھی تھی اوسکو انشاء اللہ آخر حکایت مین نقل کردیا جاویگا۔ آگے بھی اون بزرگ ہی کا قول ہے کہ۔

عمرہ کردی الخ۔ یعنی جان لے کہ تو نے عمرہ کرلیا اور عمر باقی کو پالیا اور تو صاف ہوگیا اور صفا پر دوڑ گیا۔ اسلئے کہ جب یہ روپیہ دیا تو اوس سے قلب دکھا اور اس سے صفائی قلب حاصل ہوئی اور حیات ابدی کا حاصل ہونا ظاہر ہے۔

حق آن الخ۔ یعنی قسم ہے اوس حق کی کہ جسکو تیری جان نے دیکھا ہے کہ اوس نے مجھے اپنے گھر پر برگزیدہ کیا ہے۔ حدیث مین ہے کہ حضرت عمرؓ نے کعبہ کو خطاب کرکے کہا تھا کہ بے شک تجھے حق تعالیٰ نے شرف دیا ہے مگر مومن تجھ سے زیادہ اشرف ہے حق تعالیٰ

کے نزدیک - لہذا یہ کہنا کہ حق تعالیٰ نے بیت اللہ پر مجھے شرف دیا ہی کسی قسم کی بے ادبی وغیرہ نہین ہی -

کعبہ ہر چندے الخ - یعنی ہر چند کہ کعبہ اوسکی عبادت کا گھر ہی مگر میری خلقت بھی اوسکے اسرار کا گھر ہی - لہذا مین کہ مومن ہون اوس سے کم نہین بلکہ افضل ہون -

تا بکرد الخ - یعنی جب سے اس گھر کو بنایا ہی اوس مین کبھی تشریف نہ لے گئے اور اس گھر مین (یعنی قلب مومن مین) سوا اسکے اُس حی کے اور کوئی نہین گیا ہی - یہان بظاہر ایک اشکال ہوتا ہی کہ اگر کعبہ مین جانے سے مراد تحیز و تمکن ہی اور مقصود یہ ہی کہ حق تعالیٰ چونکہ اس سے پاک ہین لہذا وہان تشریف لیجانا صادق نہین ہو سکتا اور کعبہ مکان محیط حق نہین ہو سکتا تو یہ بات تو قلب مین بھی ہی کہ یہان بھی تمکن اور تحیز کے طور پر حق تعالیٰ کبھی بھی تشریف نہین لائے اور اگر یہ کہا جاوے کہ مراد تعلق ہی تو کعبہ اور دل دونون سے تعلق ہی پھر قلب مین آنیکی ہی کیا تخصیص ہی جواب اسکا یہ ہی کہ مراد تعلق ہی ہی لیکن چونکہ حق تعالیٰ کو قلب مومن سے جو تعلق ہوتا ہی وہ اس درجہ کا ہوتا ہی کہ اوسکے سامنے تعلق مع بیت اللہ کالعدم سمجھا گیا ہی اسلئے فرما دیا کہ اس میرے قلب سے تو حق تعالیٰ کو وہ تعلق ہی کہ جسکے سامنے اوسکا تعلق بالکل کالعدم ہی فلا اشکال -

چون مرا دیدی الخ - یعنی جبکہ تو نے مجھے دیکھ لیا تو (گویا کہ) خدا کو دیکھ لیا اور کعبہ صدق کے گرد پھر لیا - مطلب یہ کہ چونکہ مجھین اور خدا مین عینیت مصطلحہ ہی (جو اکثر بیان کیگئی ہے) اسلئے میرا دیکھ لینا گویا کہ خدا کا دیکھ لینا ہی -

خدمت من الخ - یعنی میری خدمت کرنا حق تعالیٰ کی طاعت و حمد کرنا ہی تو ہرگز یہ مت سمجھنا کہ حق مجھ سے جدا ہی - مطلب یہ کہ چونکہ میرا یہ مرتبہ ہو گیا کہ مجھے عینیت مصطلحہ ذات باری کے ساتھ ہو گئی ہی اور بی یسمع اور بی یبصر اور بی ینطق کا مصداق بن گیا ہون تو میری خدمت کرنا گویا کہ خدمت حق ہی -

چشم نیکو الخ - یعنی آنکھ کو اچھی طرح کھول اور میرے اندر دیکھ تا کہ تو حق تعالیٰ کا نور بشر مین دیکھے مطلب وہی ہی کہ چونکہ عینیت مصطلحہ مجھے حاصل ہی اسلئے میرے اندر بھی نور حق متجلی ہی -

بایزید الخ - یعنی اے بایزیدؒ آپ نے کعبہ کو پا لیا اور (آپ نے سیکڑون رونقین اور سیکڑون عزتین اور سیکڑون دبدبے پائے مطلب یہ کہ تمھارے لئے چونکہ حج نفل ہی اسلئے میری خدمت کرنا اور میری صحبت مین رہنا حج سے بھی افضل ہی لہذا اب گویا کہ تم نے حج ہی کر لیا اور اُسکی تمام برکات کو حاصل کر لیا -

کعبہ را یکبار الخ - یعنی کعبہ کو تو حق تعالیٰ نے ایک ہی مرتبہ بیتی کہا ہی اور مجھے تو یا عبدی ستر بار کہا ہی مطلب یہ کہ چونکہ کعبہ تو مکلف باحکام نہین ہی اسلئے اوسکو تو ایک مرتبہ اپنی طرف منسوب کرنیکے لئے بیتی کہدیا اور چونکہ بندہ سے احکام متعلق ہین اسلئے اوسکو ہر حکم کے ساتھ خطاب یا عبدی موجود ہی لہذا معلوم ہوا کہ بندہ سے بہ نسبت کعبہ کے زیادہ تعلق ہی اور مین بندہ ہون لہذا مجھ سے بھی کعبہ سے زیادہ تعلق ہوا - آگے مولانا فرماتے ہین کہ -

بایزید الخ - یعنی حضرت بایزید نے اون نکتون کو یاد رکھا اور سونے کے بالے کی طرح کان مین رکھا مطلب یہ کہ اون بزرگ کی باتین خوب غور سے سنکر اون کو یاد رکھا کہ کام کی باتین تھین -

آمد الخ - یعنی اون سے حضرت بایزیدؒ زیادتی مین آئے اور منتہی منتہے کے آخر (مرتبہ) کو پہونچگیا مطلب یہ کہ اون کی صحبت سے حضرت بایزیدؒ کو بہت ہی نفع ہوا اور اون کے مراتب مین بے انتہا ترقی ہوئی اور وہ پہلے سے منتہی اور کامل تو تھے ہی مگر اب اکمل ہو گئے اب اس حکایت کی توجیہ کے متعلق حضرت والا دام ظلہم کی تقریر سنو -

توجیہ حکایت بالا از حضرت والا دام ظلہم العالی بالفاظہم

دو توجیہش چنانچہ بخاطر فاتر می رسد آنست کہ مقصود شیخ بایزید از ین سفر تحصیل برکات و انوار یکہ خاصۂ بیت معظم است بنود خواہ فریضہ ادا کردہ باشند یا فرضیۃ نشدہ باشد زیرا کہ آن خاصہ در محل دیگر اگرچہ فرشا بوجہ کلی یا جزئی افضل ازان باشد مفقود است وگرنہ خاصہ خاصہ نمی ماند و ہذا خلف بلکہ مقصودش بطریق منع الخلو یکے از امور سہ گانہ بود علی اختلاف نیۃ الطالب واحوالہ یا مطلق ثواب عظیم کما یقصدہ اہل الشریعۃ و در ینجا بسبب معیل بودن آن کامل انفاق و تصدق موجب زیادت اجر و ثواب بود کما حقق فی محلہ و یا اصلاح نفس بمجاہدہ این سفر مبارک کما یرومہ اہل الطریقۃ و در بعضے احیان صحبت کمل بسبب زیادت اصلاح می باشد و یا مشاہدۂ مطلق تجلیات محبوب کما یریدہ اہل الحقیقۃ پس آن شیخ کامل بہ تصرف قوی تجلیات را بر قلب او وارد نمود در نہ تقیسی و متفق علیہ بین اہل الظاہر والباطن است کہ طواف انسان کامل اگرچہ تجلیات را ہم جامع باشد مغنی از طواف کعبہ نتوان شد و کیف کہ در کعبہ انچہ مفصل ست در انسان مجمل است و للتفصیل مالیس بالاجمال اما توجیہ طواف پس عذرش غلبۂ حال ست اما اسرار وحدت و معیتہ فمحلہ لیس ہنالک ۲ ر رمضان ۱۳۱۷ھ ہجری۔

الحمد للہ کہ اب کوئی اشکال اس حکایت کے متعلق نہیں رہا وللہ درہ ثم للہ درہ۔

آگے پھر عیادت کے قصہ کیطرف رجوع فرماتے ہیں کہ۔

شرح حبیبی

دانستن پیغمبر کہ سبب رنجوری آن شخص گستاخی بودہ است در دعا

چون پیمبر دید آن بیمار را ۔۔۔ خوش نوازش کرد یار غار را

زندہ شد چون او پیمبر را بدید ۔۔۔ گوئی آندم حق مرا ورا آفرید

گفت بیماری مرا این بخت داد ۔۔۔ کامد این سلطان بر من بامداد

تا مرا صحت رسید و عافیت ۔۔۔ از قدوم این شہ بے حاشیت

اے خجستہ رنج و بیماری و تب ۔۔۔ اے مبارک درد و بیداری شب

نک مرا در پیری از لطف و کرم ۔۔۔ حق چنین رنجوریئے داد و سقم

درد پشتم داد تا من ہم ز خواب ۔۔۔ بر جہم ہر نیم شب لابد شتاب

تا نخسپم جملہ شب چون گاؤمیش ۔۔۔ دردہا بخشید حق از لطف خویش

زین شکستن رحم شاہان جوش کرد ۔۔۔ دوزخ از تہدید شان خاموش کرد

جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیمار کو دیکھا تو اپنے مخلص دوست پر بید کرم فرمایا جب اون صحابی نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو یہ حالت ہوئی کہ گویا خدا نے اسکو ابھی پیدا کیا ہے یعنی سب تکالیف و رنج بھول گیا اور کہا کہ بیماری ہی کی برکت سے مجھے یہ بات نصیب ہوئی ہے کہ سلطان دو عالم آج صبح میرے پاس تشریف لائے جس کا

نتیجہ یہ ہوا کہ میں اس بادشاہ پرخاصیت کی برکت سے بالکل صحیح و سالم ہوگیا سارے یہ تکلیف و بیماری اور بخار اور درد اور رات کا جاگنا بڑے مبارک ہیں۔ ایک وجہ تو یہ کہ خدا نے یہ بیماری اور درد دکھ وغیرہ اپنی مہربانی سے مجھے ایسے وقت میں عطا کئے جس میں بوجہ کاہلی و سستی کے اعمال صالحہ نہیں کرسکتا تھا یعنی بڑھاپے میں تاکہ ان تکالیف کے سبب آدھی رات کے وقت ضرور اٹھ جایا کرون اور چونکہ حق سبحانہ کو منظور یہ تھا کہ میں رات بھر بھینس کی طرح نہ سوتا رہوں۔ اسلئے مجھے حق سبحانہ نے یہ تکلیفیں اپنی مہربانی سے عطا کیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ میری اس شکستگی سے مرحمت خسروانہ کو جوش ہوا کہ میرے گھر تشریف لائے اور دوزخ کو مجھے دھمکی دینے سے خاموش کردیا۔ یعنی جناب والا کی تشریف آوری میری نجات کا ذریعہ ہوگئی۔

شرح شبیری

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا جاننا کہ یہ شخص دعا میں گستاخی کرنیکی وجہ سے بیمار ہے

چون الخ۔ یعنی جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیمار کو دیکھا تو اس یار غار پر خوب نوازش کی۔

زندہ شد الخ یعنی وہ شخص پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھکر زندہ ہوگئے گویا کہ حق تعالی نے اسی وقت اونکو پیدا کیا ہے۔

گفت الخ۔ یعنی وہ شخص کہنے لگے کہ بیماری نے مجھے یہ حصہ دیا کہ ایسے بادشاہ میرے پاس صبح ہی تشریف لائے ؎

یہ کہاں تھی مری قسمت کہ رکھیں دل پہ وہ ہاتھ ٭ آ کلیجے سے لگا لوں تجھے بیماری دل

تا مرا صحت الخ یعنی یہانتک کہ مجھے صحت حاصل ہوگئی اور عافیت اس بادشاہ پرخاصیت کی تشریف آوری سے۔

اے خجستہ الخ۔ یعنی یہ تکلیف اور بیماری اور بخار مبارک ہے اور یہ درد اور راتوں کا جاگنا مبارک ہے کہ جسکی بدولت قدوم میمنت لزوم سے میں اور میرا گھر مشرف ہوا ؎ وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے ٭ کبھی ہم اون کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

تک مرا در الخ۔ یعنی اس بڑھاپے میں لطف و کرم سے حق تعالی نے مجھے ایک ایسی تکلیف اور بیماری دی۔

درد پشتم الخ۔ یعنی مجھے درد پشت دیا یہاں تک کہ میں نیند سے ہر آدھی رات کو جلدی سے ضرور اٹھ بیٹھتا ہوں اور جب آنکھ کھلجاتی ہے تو لامحالہ مسلمان آدمی تو ذکر ہی میں مشغول ہوگا تو دیکھئے اس ذکر وغیرہ کا سبب وہ درد ہی ہے لہذا وہ بھی نعمت ہوا۔

تا نخسپم الخ۔ یعنی تاکہ میں بھینسے کی طرح رات بھر نہ سوؤں مجھے حق تعالی نے اپنے لطف و کرم سے درد بخشے تو دیکھوں درد سے یہ فائدہ ہوا کہ رات بھر نیند نہ آویگی تو ذکر اللہ میں مشغول رہینگے۔ اور ایک فائدہ یہ ہوا کہ۔

زین شکست الخ۔ یعنی اس شکستگی کیوجہ سے اس بادشاہ (یعنی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم) کے رحم نے جوش کیا اور دوزخ کو میرے عذاب دینے سے خاموش کیا۔ مطلب یہ کہ میری اس بیماری ہی کی خبر سنکر تو حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مجھپر رحم آیا اور آپ تشریف لائے تو آپکی تشریف آوری کی برکت سے دوسرے آپنے دعائے مغفرت فرمائی اوس سے میرے گناہ معاف ہوئے اور دوزخ سے بالکل ہی بچاؤ ہوگیا۔ آگے مولانا فرماتے ہیں کہ۔

شرح حبیبی

مغز تازہ شد کہ بخراشید پوست	رنج گنج آمد کہ رحمتہا دروست

اے برادر موضع تاریک و سرد	صبر کردن بر غم و سستی و درد
چشمۂ حیوان و جام مستی است	کان بلندیہا ہمہ در پستی است
آن بہاران مضمرست اندر خزان	پر بہارست این خزان مگریزازان
ہمرۂ غم باش با وحشت بساز	می طلب در مرگ خود عمر دراز

یہان سے مولانا بمناسبت قصۂ مذکورہ مضمون ارشادی شروع کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ یاد رکھو کہ تکلیف کے اندر بہت سی رحمتین ہین اسلئے یہ رحمت آلہی کا خزانہ ہے اس سے اخلاق ذمیمہ دور ہوتے ہین گناہ معاف ہوتے ہین اور آدمی ایسا پاک ہوجاتا ہے جیسے کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ اسکی نظیر حسیات مین بھی موجود ہے دیکھو جب کسی پھل کو چھیلا جاتا ہے جس سے کہ اوسکو تکلیف پہونچتی ہے تو اوسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اندر سے صاف وستھرا اور تازہ تازہ مغز نکل آتا ہے پس خوب سمجھ لو کہ اس بیوفا اور تیرۂ وتار مقام دنیا مین غم اور سستی اور تکلیف پر صبر کرنا حیات تازہ بخشنے والا اور مثل آب حیوان ہے اور گویا کہ شراب محبت آلہی کا ایک جام ہے جس سے مستی پیدا ہوتی ہے اور راز اسکا یہ ہے کہ صبر مقتضائے عبودیت ہے اور عبودیت تمام مراتب عالیہ کا منشا ہے اور یہ بہارین اسی خزان مین مضمر ہین لہذا یہ خزان بہارون سے پر ہے یعنی ان مشقتون مین بڑی راحتین ہین تم کو ان سے بھاگنا نہ چاہیے بلکہ بشوق ورغبت برداشت کرنا چاہیے۔ غم کا رفیق ہونا چاہیے وحشت سے میل کرنا چاہیے اور اپنی موت مین عمر دراز کو ڈھونڈھنا چاہیے یعنی انھین ریاضات ومجاہدات مین مرجانا چاہیے اس سے تمکو حیات روحانی عطا ہوگی جو ابدی ہے اور جسکے لئے کبھی فنا نہین۔

شرح شبیری رنج گنج الخ۔ یعنی رنج تو ایک خزانہ ہے کہ اوسکے اندر بہت ہی رحمتین ہین۔ مغز تازہ ہوجاتا ہے جبکہ پوست کو چھیل ڈالا جاوے مطلب یہ کہ چونکہ مرض اور تکلیف کیحالت مین رحمت حق نازل ہوتی ہے اور حق تعالی اس مریض کی حالت شکستگی پر رحم فرماتے ہین تو یہ مرض وغیرہ ہی سبب اوس رحمت کا ہوا۔ لہذا تکلیف اور مرض مین بھی رحمت حق پوشیدہ ہے اور اوسکی ایسی مثال ہے کہ جیسے زخم کے اوپر جو خراب کھال آجاتی ہے اگر اوسکو اوسی طرح رہنے دیا جاوے تو زخم گل جاتا ہے سڑ جاتا ہے اور اگر جراح نشتر سے اوسکو کاٹ کر الگ کردے تو پھر اندر سے اور عمدہ کھال نکلتی ہے تو دیکھو اگرچہ جراح کے کاٹنے مین کلفت ہوئی مگر اسمین ایک راحت اور آرام مستتر ہے کہ وہ زخم اچھا ہوجاویگا۔ اور عمدہ اور نئی کھال نکل آویگی۔ اسیطرح مرض کے بعد راحت ہوتی ہے۔

اے برادر الخ۔ یعنی اے بھائی تاریک وسرد جگہ مین غم اور سستی اور درد پر صبر کرنا (یہ شعر مبتدا ہے اور شعر آئندہ اسکی خبر ہے)۔

الخ۔ یعنی چشمۂ حیوان اور جام مستی ہے کہ وہ بلندیان ساری پستی مین ہین۔ مطلب یہ کہ تکالیف پر صبر کرنا ہی موجب حیات ابدی کا ہے اور یہی شئے ہے کہ جو موصل الی المطلوب ہوتی ہے۔ اور یہ عاجزی اور تواضع ہی ایسی شئے ہے کہ جو سبب علو مراتب کا ہوتی ہے۔

آن بہاران الخ۔ یعنی ان خزان مین بہار پوشیدہ ہے اور یہ خزان پر بہار ہے اس سے بھاگو مت اسلئے کہ جب خزان کے بعد بہار آویگی تو گویا کہ خزان توطیہ وتمہید ہے بہار کی اسلئے خزان مین بہار پوشیدہ ہے لہذا ایسی خزان سے بھی گریز نہ کرنا چاہیے کہ اوسکے بعد تجلی محبوب ہی ہے۔

ہمرہ غم الخ۔ یعنی غم کی ہمراہ رہو اور وحشت کے ساتھ موافقت کرو۔ اور اپنی موت مین عمر دراز کے طالب رہو۔ مطلب یہ کہ غموم

اور تکالیف سے گھبرا ؤ مت بلکہ اون مین صبر کرو اسلئے کہ اگر انتہا ہی کو پہونچین تو یہ ہوگا کہ مر جاؤ گے تو اس موت مین بھی تمکو عمر باقی اور حیات ابدی حاصل ہوگی تو اس حیات مستعار سے تو وہ حیات ابدی لامحالہ بہتر ہی ہی ہان ان تکالیف اور مصیبتون پر تیرا نفس بیشک صبر نکریگا بلکہ وہ تمکو اسکے خلاف تعلیم دیگا اسلئے کہ اوسکو تو اسمین کلفت ہی کلفت ہی لہذا تو اوسکا کہا مت مانیو اور وہ جو کہے اوسکے خلاف ہی کیجیو آگے اسیکو فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

انچہ گوید نفس تو کاینجا بدست — مشنوش چون کار او ضد آمدست
تو خلافش کن کہ از پیغمبران — اینچنین آمد وصیت در جہان
مشورت در کارہا واجب شود — تا پشیمانی در آخر کم بود
حیلہا کردند بسیار انبیا — تا کہ گردان شد برین سنگ آسیا
نفس میخواہد کہ تا ویران کند — خلق را گمراہ و سرگردان کند
گفت امت مشورت با کہ کنیم — انبیا گفتند با عقل امیم
گفت اگر کودک درآید یا زنی — کو ندارد عقل و رائے روشنے
گفت با او مشورت کن وانچہ گفت — تو خلاف آن کن و در راہ افت
نفس خود را زن شناس از زن بتر — زانکہ زن جزوست نفست کل شر
مشورت با نفس خود گر می کنی — ہرچہ گوید کن خلاف آن دنی
گر نماز و روزہ می فرمایدت — نفس مکارست مکرے زایدت
مشورت با نفس خویش اندر فعال — ہرچہ گوید عکس آن باشد کمال
برنیائی با وے و استیز او — رو بر یارے بگیر آمیز او
عقل قوت گیرد از عقل دگر — نیشکر کامل شود از نیشکر
من ز مکر نفس دیدم چیزہا — کو برد از مکر خود تمییزہا
وعدہا بدہد ترا تازہ بدست — کو ہزاران بار آنہا را شکست
عمر اگر صد سال خود مہلت دہد — اوت ہر روزے بہانہ نو نہد
گرم گوید وعدہاے سرد را — جادوے مردے ببندد مرد را

یہ ضرور ہے کہ ایسا کرنا تمہارے نفس کو ناگوار ہوگا۔ اور وہ کبھی تمہین ایسا کرنے کی رائے نہ دیگا۔ لیکن تم اس کی بات نہ سننا کیونکہ اس کا کام تو مخالفت کرنا ہی ہی۔ پس تمکو اوسکی مخالفت کرنا چاہئے کہ عالم مین پیغمبرون کی یہی وصیت ہی چونکہ اول تو عقلاً بھی مشورہ ضروری ہی تاکہ آخر مین پشیمانی نہو دوسرے پیغمبرون نے اصلاح عالم مین بڑی بڑی کوششین کی ہین جنکا نتیجہ یہ ہوا کہ دین کی چکی اس روش پر چل رہی ہی جسکو تم دیکھ رہے ہو اور وجہ یہ تھی کہ نفس کا مقصود یہ ہے کہ وہ عالم کو ویران کردے اور مخلوق کو گمراہ کرے اور اسی گمراہی مین اون کو چکر دیتا رہے لہذا اسکی

مزاحمت ضروری تھی پس اونھون نے اوسکی مزاحمت کے لیے بڑی بڑی کوششین کین اور انھین مساعی جمیلہ مین مشورہ کا حکم بھی دیا اس لئے نقلاً بھی مشورہ ضروری ہوا پس جبکہ مشورہ عقلاً بھی ضروری ہوا اور نقلاً بھی تو لوگون نے انبیاء علیہم السلام سے دریافت کیا کہ وہ کون لوگ ہین جن سے مشورہ کیا جاوے اونھون نے فرمایا کہ مقتدایان دین کی عقول سے مشورہ ہونا چاہیے۔ اونھون نے پھر عرض کیا کہ اگر اُسوقت کامل العقل لوگ نہون بلکہ ناقص العقل یعنی لڑکے اور عورتین ہی ہون تو پھر کس سے مشورہ کیا جاوے اونھون نے فرمایا کہ ان مین سے جو موجود ہو اُسی سے مشورہ کرو۔ اور وہ جو کچھ رائے دے اسکے خلاف کرو۔ اور خلاف راستہ پر چلو۔ اب مولانا فرماتے ہین کہ دلالت نص سے یہ امر بھی ثابت ہوا کہ نفس کے مشورہ کے خلاف پر عمل ہونا چاہیے۔ کیونکہ نفس تو عورت سے بھی بدتر ہی اسلئے کہ وہ تو تابع نفس ہی اسلئے بمنزلہ جزو کے ہی۔ اصل اور ہر فساد کی جڑ اور بمنزلہ کل کے تو یہ نفس ہی ہی پھر اسکی موافقت کیسے جائز ہوگی۔ پس حاصل یہ نکلا کہ اگر نفس سے مشورہ کرو تو جو کچھ وہ کہے اوسکے خلاف کرو اور یاد رکھو کہ اگر وہ نماز روزہ کا بھی تمکو حکم دیگا تو اوس مین بھی اسکی کوئی چال ہی تمکو متنبہ رہنا چاہیئے یہ مطلب نہین کہ نماز روزہ چھوڑ دینا چاہیئے کیونکہ وہ تو فی الحقیقت نفس کے خلاف ہی اور وہ جو ان کا حکم کرتا ہی تو اوسکا مقصد یہ ہی کہ تم کو اپنے مطمئنہ ہونیکا اطمینان دلادے اور اسطرح دوسرے موقعہ پر تمکو دھوکا دیکر معاصی مین مبتلا کردے۔ پس تم کامون مین نفس سے مشورہ کرو اور جو کچھ وہ کہے اسکے خلاف کرو کمال اور خوبی یہ ہی۔ لیکن اگر تم مین خود اوسپر غالب اور اوسکی مخالفت کو دبانے کی قابلیت نہو تو کسی اہل اللہ کو تلاش کرو اور اوس سے میل کرو اور اوسکی عقل سے مدد لو کہ ایک عقل کو دوسری عقل سے قوت حاصل ہوتی ہی۔ جس طرح ایک گنے کو دوسرے گنون سے مدد ملتی ہی کہ جو گنا گنون کے بیچ مین ہوتا ہی وہ اودھر اودھر دونون سے زیادہ شیرین ہوتا ہی کیونکہ وہ شیرہ شیرینی حاصل کرتا ہی (کما ہو المشہور) مین جو تمسے یہ کہتا ہون تو محض عقلاً نہین کہتا بلکہ میرا تجربہ ہی۔ مین نے نفس کے عجیب عجیب مکر دیکھے ہین جو کہ اپنے جادو سے عقل وتمیز کو سلب کر لینے والے ہین۔ مثلاً دیکھو تم کو اسکی مکاری اس سے واضح ہوجاویگی کہ تم سے بار بار ہی وعدہ کرتا ہی جنکو وہ بارہا توڑ چکا ہی پس تم کو اسکے وعدون اور اسکی باتون پر ہرگز مطمئن نہونا چاہیے۔ خوب سمجھ لو۔ کہ اگر سو برس کی بھی عمر ہو تب بھی یہ تم سے ہر روز ایک نیا بہانہ کریگا یہ اپنے جھوٹے وعدونکو سچا بناتا ہی اور اون سے آدمی کو پست ہمت کر دیتا ہی اسلئے یہ منتر اسکا ایسا ہی جیسا کہ قوت مردمی کو باندھ دینے والا جادو کہ وہ مرد کو با تمرد کر نامرد بنا دیتا ہی۔

شرح شبیری انچہ گوید الخ یعنی جو کچھ کہ تیرا نفس کہے کہ یہ برا ہی تو اُسکو مت سن جبکہ اوسکا کام اولٹا آتا ہی مطلب یہ کہ جب وہ ہمیشہ اوندھی ہی سمجھاتا ہی تو تم اوس کے پھندے مین ہرگز مت آنا اور جو کہے اوس کے خلاف ہی کرنا۔

تو خلافش الخ۔ یعنی تو اوسکے خلاف کر کہ پیغمبرون سے یہی وصیت منقول ہے جہان مین مطلب یہ کہ چونکہ انبیاء علیہم السلام اصول مین تو سب متفق ہین اسلئے فرماتے ہین کہ سب انبیاء علیہم السلام نے مخالفت نفس ہی کی تعلیم دی ہی لہذا ہمیشہ اسکے خلاف ہی کرنا۔ آگے بھی مولانا کو مخالفت نفس کی تعلیم اور اوسکے مکائد سے احتراز کے ضروری ہونیکو بتانا مقصود ہی لیکن اس کے لئے ایک تمہید اول لاتے ہین اوسکے بعد اس مضمون کو بیان فرماوینگے اس تمہید اور مضمون کا خلاصہ یہ ہی کہ یہ تو معلوم ہی کہ مشورہ کرنا اچھی بات ہی اور حدیث مین بھی اور خود قرآن مین بھی مشورہ

کی فضیلت آئی ہی مگر جب حضور نے مشورہ کرنے کی تعلیم فرمائی تو ایک صحابی نے پوچھا کہ ہم کو مشورہ کس سے کرنا چاہیے۔ آپنے فرمایا کہ کسی مقتدا اور بڑے آدمی سے اونھون نے عرض کیا کہ اگر ایسا کوئی موجود نہو بلکہ کوئی بچہ یا عورت ہو تو اوسوقت کیا حکم ہی ارشاد ہوا کہ اُس وقت اِس بچہ یا عورت ہی سے مشورہ کرلو اور وہ جو مشورہ دین اسکے خلاف کرو۔ چونکہ یہ لوگ ناقص العقل ہوتے ہین لہٰذا انکی مخالفت اور ان کے خلاف کرنے مین ہی بہتری ہی اس تمہید کے بعد مولانا فرماتے ہین کہ اسی طرح چونکہ نفس بھی عورت اور بچہ ہی کی طرح ہی لہٰذا اسکی بھی مخالفت ہی کرو اور یہ جو کچھ کہے اوسکے خلاف کرو کہ اسی مین فلاح ہی اب اسکا ربط ماقبل سے بالکل صاف ہی کہ چونکہ اوپر بھی نفس کی مخالفت کا ذکر تھا لہٰذا یہان بھی بعد ایک تمہید کے مخالفت نفس ہی کا ذکر ہی اب اشعار سے سمجھ لو۔

مشورت الخ۔ یعنی (دیکھو) مشورہ کامون مین واجب ہوتا ہی تاکہ آخر مین پشیمانی کم ہو (یہ تو سبکو معلوم ہی ہی)۔

سعیہا الخ۔ یعنی انبیاء علیہم السلام نے بہت سی کوششین کی ہین یہانتک کہ اس پتھر پر یہ چکی پھرنے لگی۔ مطلب یہ کہ دیکھو انبیاء علیہم السلام نے بھی کسقدر کوششین کی ہین اور ظاہر ہی کہ اُنمین مشورے بھی کئے ہین تب کہین یہ دین اس دنیا مین ہر چہار طرف پھیلا ہی۔

نفس میخواہد الخ۔ یعنی نفس چاہتا ہی کہ ویران کردے اور مخلوق کو گمراہ اور سرگردان کردے۔ مطلب یہ کہ نفس اس دین کو ویران کرنا چاہتا ہی اور چاہتا ہی کہ خلق گمراہ ہو جاوے لہٰذا اسکا کہانہ ماننا چاہیے۔

گفت امت الخ۔ یعنی امتیون نے کہا کہ ہم مشورہ کس سے کرین تو انبیاء علیہم السلام نے کہا کہ عقل امام کے ساتھ۔ مطلب یہ کہ جب یہ معلوم ہو گیا کہ مشورہ ضروری ہی اور انبیاء علیہم السلام نے خود بھی کیا ہی جس مین تعلیم فعلی ہی اور قرآن مین ہونا مستغنی عن البیان ہی تو اب لوگون نے عرض کیا کہ حضرت مشورہ کس سے کیا کرین تو ارشاد فرمایا کہ کسی امام اور مقتدائے عقل سے مشورہ کیا کرو کہ وہ نافع اور مفید ہوگا۔

گفت اگر الخ۔ یعنی اُس امتی نے عرض کیا کہ اگر کوئی بچہ یا عورت ہو کہ وہ عقل اور رائے روشن نہین رکھتا (تو کیا کرنا چاہیے)

گفت با او مشورت الخ۔ یعنی ارشاد فرمایا کہ اُس ہی سے مشورہ کرلو اور وہ جو کچھ کہے تم اوسکے خلاف کرو اور کام شروع کردو (رہ ساہ افتادن کنایہ ہی کام شروع کرنے سے) لہٰذا معلوم ہوا کہ چونکہ بچہ اور عورت ناقص العقل ہوتے ہین لہٰذا مشورہ تو ان سے بھی کرنا چاہیئے مگر اون کے مشورہ پر عمل نہو۔ بلکہ جو یہ کہین اوسکے اوﻟﭩﮯ پر عمل کرو کہ اسی مین خیر ہی۔ اب آگے مولانا فرماتے ہین کہ

نفس خود را زن الخ۔ یعنی تم اپنے نفس کو عورت جانو بلکہ عورت سے بھی بدتر اسلئے کہ عورت تو (بقول شخصے کماندرما) جزو شر ہی اور تیرا نفس تو شر مجسم ہی لہٰذا یہ عورت اور بچہ سے بھی زیادہ ناقص العقل اور کم سمجھ ہی۔

مشورت الخ۔ یعنی اگر تم اپنے نفس سے مشورہ کرتے ہی ہو تو وہ جو کچھ کہے اوس کمینہ کے خلاف ہی کرو۔ اب چونکہ یہ ایک قاعدہ کلی بتایا تھا کہ جب نفس سے مشورہ کرو تو اوسکے خلاف ہی کرنا تو بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہی کہ نفس نماز روزہ اور طاعات کی تعلیم کرتا ہی اگرچہ اسمین بھی اسکا کید ہی ہوتا ہی مگر پھر بھی آخر تعلیم تو خیر کی ہی اور اس قاعدہ کا مقتضا یہ ہی کہ اوسکے خلاف کیا جاوے لہٰذا آگے فرماتے ہین کہ۔

گر نماز الخ۔ یعنی اگر نماز روزہ کی تجھے تعلیم کرے تو (سمجھ لے) کہ نفس مکار ہی تیرے لئے کوئی مکر پیدا کیا ہی مطلب یہ کہ جب وہ نفس نماز روزہ کا حکم کرتا ہی تو دیکھو کہ اوسکا اصل مقصود کیا ہی تو اصل مقصود اوسکا نماز روزہ کی تعلیم نہین ہی بلکہ اسمین وہ تمکو ایک مکر سے

طریق سے جدا کر رہا ہی لہذا اوسکا جو مکر ہی اوسکے خلاف کرو اور اسمین مکر یہ ہی کہ کچھ روز کے لئے وہ تعلیم صوم وصلوۃ کرتا ہی تو شبہ یہ ہوتا ہی کہ اب تو نفس مطمئنہ ہوگیا ہی یہ سمجھکر سالک مجاہدات وریاضات کو ترک کر دیتا ہی اور اس سے غافل ہو جاتا ہی بس جب اوسنے اس شخص کو غافل دیکھا فوراً اوسکی گردن دبائی اور پھر اچھی طرح تباہ اور برباد کرتا ہی۔ تو اوسکے لئے یہ عمل کرنا یہ ہی کہ اس خبیث سے ہرگز غافل نہ ہونا چاہیئے خواہ کتنا ہی انسان اپنے کیطاعات کی طرف راغب دیکھے گر اوسکے مکائد سے بے فکر ہو تو یہی غضب ہی۔ بلکہ جبکہ انسان خود اپنے نفس کو مطمئنہ بتاتا ہی تو وہ مطمئنہ کہان اسلئے کہ اگر مطمئنہ ہوتا تو اوسکو تو اپنے لئے یہ خیال بھی نہوتا خوب سمجھ لو جو نفس کہ مطمئنہ ہوتا ہی وہ خود کو ایسا نہین سمجھتا ہان فی الواقع ایسا ہوتا ہی مگر وہ خود یہی سمجھتا ہی کہ مین ابتک امارہ ہی ہون جیسا کہ ظاہر ہی اور فرماتے ہین کہ۔

مشورت الخ۔ یعنی کامون مین نفس سے مشورہ کرو جو کچھ کہ وہ کہے اوسکا عکس کمال ہوگا۔ مطلب یہ کہ نفس سے مشورہ کرو مگر یاد رکھو کہ اوسکے قول کے عکس میں کمال ہی اور خیر ہی لہذا ہمیشہ اوسکے خلاف ہی کرو آگے فرماتے ہین کہ۔

بر نیائی الخ۔ یعنی تو اوس سے اوسکی لڑائی مین غالب نہین آسکتا تو جا کسی یار کے پاس اور اوسکا اتباع اختیار کرلے۔ مطلب یہ کہ اگر تمکو خود قدرت اوسکے خلاف کرنیکی نہو تو یہ کرو کہ کسی محقق کامل کو تلاش کرکے اوسکا اتباع شروع کرو کہ وہ اوسکے مکرون کو خوب جانتا ہی وہ اوسکے کیدون کو ظاہر کرکے تمکو اوس سے بچالیگا آگے فرماتے ہین کہ۔

عقل قوت الخ۔ یعنی ایک عقل دوسری عقل سے ملکر قوت حاصل کرتی ہی گنا گنے سے کامل ہوتا ہی۔ مطلب یہ کہ جب کسی محقق کامل عارف کا اتباع شروع کروگے تو اوسکی ساتھ ملکر تمھاری عقل بھی کامل اور درست ہو جاویگی۔ دوسرے مصرعہ مین مثال فرماتے ہین کہ جسطرح میچ کا گنا دوسرونکی نسبت شیرین ہوتا ہی اسیطرح اوس محقق کے ساتھ ملکر تم بھی کامل ہو جاؤگے مشہور ہی کہ جس گنے کو کہ چارون طرف سے اور گنے گھیرے ہوئے ہون وہ میٹھا بہت ہوتا ہی اسلئے کہ چارون طرف گنون کی شیرینی کا اثر بھی اوسکے اندر رہتا ہی۔ اور جو گنا کہ کنارہ کا ہوتا ہی وہ پھیکا ہوتا ہی اسی بنا پر فرمایا ہی کہ اگر دوسری عقل شیخ کی تمھارے ساتھ ملجاویگی تو پھر دونون ملکر کامل ہو جاوینگے اور تمھارے اندر بھی کمال آجاویگا۔ لہذا اگر خود ہمت نہو تو کسی شیخ کا دامن پکڑلو اور اس کے تعلیمات پر عمل کرو کہ وہ نفس و شیطان کے مکائد سے خوب واقف ہوتا ہی وہ تمکو اس سے بچالیگا۔ آگے فرماتے ہین کہ۔

من ز مکر الخ۔ یعنی مین نے نفس کے مکرون مین سے بہت سی چیزین دیکھی ہین کہ وہ جادو کی وجہ سے خود تمیز کو لیجاتا ہی۔ مطلب یہ کہ یہ نفس وہ بلا ہی اور اسکے کید اسقدر سخت ہین کہ یہ حق وباطل مین تمیز کو کھو دیتا ہی اور انسان کے اندر سے مادہ تمیز بین الحق والباطل جاتی رہتی ہی اور یہ کیسی کہی ہوئی اور سنی سُنائی نہین کہتے بلکہ فرماتے ہین کہ ہم نے تو خود دیکھا ہی۔ اس سے بہت بچنا ضروری ہی۔ آگے اسکا ایک مکر بتاتے ہین جو کہ اورون سے سخت ہی کہ پیرایہ مین دین کے ہی اور پھر ہلاک کرتا ہے فرماتے ہین کہ۔

وعدہا الخ۔ یعنی وہ تازے وعدے تیرے ہاتھ مین دیتا ہی کہ اوسنے اون کو ہزارون بار توڑ دیا ہی۔ مطلب یہ کہ اوسکی یہ خاصیت ہی کہ وعدہ تو دیتا ہی کہ بس ایک مرتبہ اس گناہ کو دل بھر کے کرلون پھر عمر بھر نام بھی نہ لونگا۔ یا اور اسی قسم کے وعدے کرتا ہی جس سے انسان دہوکے مین آکر اوس فعل کا ارتکاب کرلیتا ہی نتیجہ ہلاکت اور بربادی ہوتی ہی کہ نہ اسنے کبھی وعدہ کو پورا کیا ہی اور نہ آئندہ کریگا۔ لہذا بجز اسکے کہ پھر توڑ دے اور کیا ہو سکتا ہی۔ لہذا اسکے وعدونپر ہرگز اعتماد نہ چاہیئے اسلیئے کہ۔

عمر گر صد سال الخ یعنی اگر عمر سو برس کی بھی ہو تو وہ تجھے ہر روز نیا بہانہ دیگا۔
گرم الخ۔ یعنی پرانے وعدون کو تازہ بتازہ کرکے کہتا ہی اور مردانگی کا جادو آدمی کو باندھ دیتا ہی۔ مطلب یہ ہی کہ یہ وہ خبیث ہی کہ اگر سیکڑون برس کی بھی عمر ہو جب بھی یہ بہکانے سے اور اپنے مکر دن سے ہرگز باز نہ آوے اور جو وعدے بار ہا کر چکا ہی اور اون کو توڑ چکا ہی آج پھر اون وعدونکو تلبیس کرکے ملمع سازی سے سامنے پیش کرتا ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ وعدہ نیا ہی اور اسکو ضرور پورا کریگا مگر وہ تو اپنی اُسی عادت مستمرہ پر رہتا ہی لہذا خدا کے لیئے کبھی اسکا اعتبار مت کرنا۔ اب چونکہ مولانا نے یہان مکائد نفس کو بیان کیا ہی اور اس سے اجتناب کو ضروری فرمایا ہی لہذا آگے گھبرا کر مولانا حسام الدین کو پکارنے لگے۔ کہ دستگیری فرمائیے توجہ فرما کر اس نفس کے ہاتھونسے بچائیے اسلئے کہ یہ تو پہلے ہی معلوم ہو چکا ہی کہ مولانا حسام الدین مولانا رومی کے پیر بھائی ہین مگر مولانا اونکا بہت ہی ادب کرتے ہین اور اون کو اسطرح رکھتے ہین کہ ظاہر نظر مین وہ شیخ معلوم ہوتے ہین مگر اصل مین پیر بھائی ہین اور سچ یہ ہی کہ بھائی تو ہی وہ شے کو خواہ چھوٹا ہی ہو لیکن ایک نعمت غیر مترقبہ ہوتی ہی لہذا مصیبت مین وہی کام آتا ہی اسی لئے مولانا بھی اونکو متوجہ کرنے کے لیئے فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

اے ضیاء الحق حسام الدین بیا
که نروید بے تو از شوره گیا

از فلک آویخته شد پرده
از پئے نفرین دل آزرده

این قضا را هم قضا داند علاج
عقل خلقان در قضا گیج است و کاج

اژدها گشت ست آن مارِ سیاه
آنکه کرمے بود افتاده براه

اژدها و مار اندر دست تو
شد عصا اے جان موسیٰ مست تو

حکم خذها لاتخف دادت خدا
تا بدستت اژدها گردد عصا

هین ید بیضا نما اے بادشاه
صبح نو بگشا ز شبہائے سیاه

دوزخے افروخت بر وے دم فسون
اے دم تو از دم دریا فزون

بحر مکارست و بنموده کفے
دوزخ ست از مکر بنموده تفے

زان نماید مختصر در چشم تو
تا زبون بینش جنبد خشم تو

آنچنانکه لشکر انبوه بود
مر پیمبر را بچشم اندک نمود

تا بر ایشان زد پیمبر بے خطر
در فزون دیدے از آن کردی حذر

آن عنایت بود فضل ایزدی
احمدا ورنه تو بیدل می شدی

کم نمود او را و اصحاب ورا
آن جهاد ظاهر و باطن خدا

تا میسر کرد یسرے را ابر او
تا ز عسرے او نگردانید رو

اب مولانا نفس کی شرارتون سے دق ہوکر فرماتے ہین کہ بھائی ضیاء الحق حسام الدین ہماری کوششین تو اسکی مزاحمت مین بالکل بیکار ثابت ہوئین تم آؤ اور مدد کرو کہ بغیر تمہارے ہماری سعی لاحاصل بار آور نہین ہو سکتی کیونکہ

تقادیر الٰہی نے نفس کو حقیقت بینی سے مانع بنا کر مجھ دل آزردہ کی ملامت کے لیے مثل ایک پردہ کے بنا دیا ہے جو میری کو ششون پر ملامت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تو اپنے مقصد مین کامیاب نہین ہو سکتا۔ کیون سعی لاحاصل کرتا ہے اور اس قضا کا علاج قضا الٰہی ہی سے ہو سکتا ہے۔ ہم لوگون کی عقول تو اس معاملہ مین پریشان اور احول و غلط بین ہین اور وہ قضاء الٰہی تمہارا تصرف ہے پس تم تصرف کرو اور اس پردہ کو دور کرو۔ میرا نفس جو اول کمزور کیڑا تھا اب یہ کالا ناگ اژدہا ہو گیا ہے اور حق نے تمہارے ہاتھ مین خاصیت رکھی ہے کہ اژدہا لاٹھی ہو جاتا ہے اور یہ صفت تمہاری ایسی ہی ہے کہ جس سے موسے بھی غش ہین اور نہایت پسند کرتے ہین۔ حق نے تمکو حکم دیا ہے کہ خذہا ولا تخف سنعیدہا سیرتہا الاولے یعنی آپ نفس پر اپنا تصرف فرمائیے اور اسکی قوت سے گھبرائیے نہین ہم اسکو مطمئنہ بنا دینگے اور اس بنا پر آپ کے تصرف سے نفس امارہ مطمئنہ بنجاتا ہے۔ پس تم اپنے اس تصرف سے میرے اس اژدہے کو لاٹھی بنا دو۔ یعنی اس نفس امارہ کو مطمئنہ اور بے ضرر بنا دو نیز آپ کو حق نے ید بیضا عطا کیا ہے یعنی آپ کو روشن ضمیر بنایا ہے پس آپ اپنا ید بیضا دکھلائیے اور روشن ضمیری سے کام لیجیے اور ہماری بداعمالیون کی تاریک راتون کو دور کر کے صبح امید ظاہر کیجیے اور ہمارے دلون کو مثل صبح منور فرمائیے۔ اژدہائے نفس کی شعلہ افشانیون نے جان کو دوزخ بنا رکھا ہے آپ کی پھونک مین حق سبحانہ نے اطفاء شعلہائے اژدہائے نفس کے بارہ مین دریا سے زیادہ خاصیت رکھی ہے پس آپ اسپر پھونک مارئیے اور اسکو بجھائیے۔ فی الحقیقت نفس شرار تو ایک سمندر ہے۔ لیکن یہ اسکی مکاری ہے کہ جھاگ دکھائی دیتا ہے اور درحقیقت یہ ایک دوزخ ہے جو معمولی حرارت معلوم ہوتا ہے اسکی مختصر نمائی مین ایک مصلحت بھی ہے وہ یہ کہ آپ اسکو حقیر سمجھین اور آپ کے غصہ کو ہیجان ہو کہ یہ ہے کیا چیز جو اتنا پریشان کر رہا ہے۔ اسکو مین ایکدم فنا کر دونگا۔ اور یہ بعینہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کفار مکہ کا لشکر بہت بڑا تھا۔ لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کم دکھلایا گیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بے کھٹکے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونپر حملہ کر دیا اور اگر زیادہ دکھلایا جاتا تو آپکو اون پر حملہ کرنے مین جھجک ہوتی۔ پس انکا کم دکھلانا حق سبحانہ کی عنایت اور اون کا فضل تھا ورنہ حضور والا بیدل ہو جاتے اسلئے خود انکے لئے اور اون کے اصحاب کے لیے جہاد ظاہر و باطن کو مختصر کر کے دکھلایا گیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جو فی الحقیقت معمولی تھا وہ بھی اون کے لئے معمولی ہو گیا اور جو حقیقت مین دشوار تھا اوسکی کم نمائی کے سبب اوس سے بھی منہ نہ پھیرا۔ اور اسکو بھی انجام دیا۔ پس جسطرح اُن کو کم دکھلانے مین یہ مصلحتین تھین یون ہی آپکو کم دکھلانے مین بھی یہی مصلحتین ہین لہذا آپ اسکو ایک حقیر اور ناقابل التفات خیال فرمائین اور اسکی سرکوبی کیطرف متوجہ ہون۔

شرح شبیری

اے کہ الخ۔ یعنی اے ضیاء الحق حسام الدین آپ کے بغیر شورہ زمین سے گھاس نہین اوگتی۔ مطلب یہ کہ حضرت ذرا توجہ فرمائیے اسلئے کہ ہمارا قلب چونکہ پژمردگی مین شور زمین کیطرح ہو گیا ہے اور علوم و معارف کا اُسمین کہین گذر ہی نہین ہوتا آپکی توجہ ہی سے بارآور ہو سکتا ہے اور اسمین علوم و معارف اُسی وقت پیدا ہو سکتے ہین جبکہ آپکی توجہ بھی منعطف ہو اسلئے کہ۔

از فلک الخ۔ یعنی آسمان سے ایک پردہ اس آزردہ دل کی نفرین کے لیے لٹکا دیا گیا ہے۔ مطلب یہ کہ عالم غیب سے یہ نفس ہمارے اوپر مسلط کر دیا گیا ہے تو اسکا علاج بھی ادھر ہی سے ہو تو ہو۔

این قضا الخ یعنی اس قضا کے لیے قضا ہی علاج آئی ہے اور قضا مین مخلوق کی عقل تو فضول اور بیکار ہے۔ مطلب یہ کہ جب

یہ نفس اُس عالم غیب ہی سے مسلط کیا گیا ہی تو اسکا دفع بھی اودھر ہی سے ہوگا اور آپکو اوس عالم سے تعلق ہی لہذا توجہ فرمائیے کہ یہ نفس بیڈھب ترقی پکڑ گیا ہی اور اسنے بہت ہی ہاتھ پیر نکالے ہین۔
اژدہا گشت الخ۔ یعنی وہ سیاہ سانپ اور وہ ذرا سا کیڑا جو کہ راستہ مین پڑا ہوا تھا (آج) بہت بڑا اژدھا ہو گیا ہی۔
اژدہا و مار الخ۔ یعنی اژدہا اور سانپ آپ کے ہاتھ مین عصا ہو جاتے ہین اے وہ کہ موسےٰ علیہ السلام کی جان آپکی مست ہی مطلب یہ کہ یہ نفس جو کہ پہلے بہت ہی ضعیف اور کمزور شئے معلوم ہوتی تھی آج قوت پکڑتے پکڑتے اسقدر قوی ہو گیا ہی کہ اب قابو سے نکل گیا ہی۔ مگر آپکی تو ایسی مثال ہی کہ جیسے حضرت موسےٰ علیہ السلام کہ جب تک کہ اون کا عصا زمین پر رہتا تھا اسوقت تک تو وہ اژدہا رہتا تھا اور جب اونھون نے اوسپر ہاتھ ڈالا تو وہ عصا ہوا اسی طرح جب تک کہ یہ نفس آپسے دور ہی یہ بہت ہی قوی اور زور آور معلوم ہوتا ہی۔ لیکن اگر آپکی ذرا سی توجہ بھی اسطرف ہوئی تو اسکا سارا زور نکل جاوے اور بالکل ہی بے ضرر ہو جاویگا اور پھر کوئی ضرر نہ پہونچا سکے گا بلکہ بالکل تابع ہو جاویگا۔ اور جان موسےٰ کے مست ہونے سے یہ مراد ہی کہ جب آپکے اندر بھی حضرت موسےٰ علیہ السلام جیسی خصلت اور قوت ہی تو اون کو بھی آپسے تعلق اور محبت ہی اس محبت اور تعلق ہی کو مولانا جان موسےٰ کے مست ہونے سے تعبیر فرما رہے ہین۔ اب چونکہ نفس کو عصا موسےٰ سے تشبیہ دی ہی لہذا آگے اوسی قسم کے احکام بھی اوسکے لئے ثابت کر رہے ہین کہ۔
حکم خذہا الخ۔ یعنی حق تعالیٰ نے آپکو خذہا ولا تخف کا حکم کیا ہی تا کہ آپکے ہاتھ مین اژدہا عصا ہو جاوے مطلب یہ کہ جسطرح حق تعالیٰ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا تھا کہ خذہا ولا تخف سنعیدہا سیرتہا الاولیٰ کہ آپ اس اژدہا کو پکڑ لیجئے ڈرئیے مت کہ ہم اسکو اسکی پہلی سیرت (صورت عصا) کی طرف لوٹا دین گے تو جسطرح وہان وہ اژدہا عصا ہو جاتا تھا اسی طرح حق تعالیٰ نے تمھین اصلاح خلق کے لیئے مامور فرمایا ہی اور تمکو مسند ارشاد پر متمکن کیا ہی لہذا تم اس نفس سرکش کی طرف توجہ کرو تا کہ یہ اپنی پہلی حالت یعنی فطرت کی طرف لوٹ آوے اور اسکے اندر صلاحیت اور استعداد قبول حق کے پیدا ہو جاوے اور فرماتے ہین کہ۔
ہین ید بیضا الخ۔ یعنی ہان اے بادشاہ (معنوی) ید بیضا تو دکھائیے اور ان سیاہ راتون مین سے صبح نئی کو نکالو۔ مطلب یہ ہی کہ حضرت ذرا اپنی تجلی اور اپنے انوار کو ہمپر فائض فرمائیے۔ اور ہمارے اندر جو ظلمات بھرے پڑے ہین اون کو الگ فرما دیجئے اور ہماری ان ظلمات کو دفع فرما کر ہمارے قلوب کو بھی منور اور روشن فرما دیجئے۔
دوزخے الخ۔ یعنی اسنے ایک دوزخ بھڑکا رکھی ہی آپ کچھ دم فرما دیجئے کہ آپکا دم تو دریا کے دم سے بھی زیادہ ہی۔ مطلب یہ ہی کہ اس نفس نے آتش شہوت و غضب کو برانگیختہ کر رکھا ہی خدا کے لیئے توجہ فرمائیے اور اس آگ کو بجھائیے ورنہ یہ آگ وہ ہم کو تو جلا کر خاک سیاہ کر دیگی اور کسی مصرف کا نہ چھوڑے گی۔
بحر مکار است الخ یعنی یہ ایک دریائے مکار ہی اور جھاگ دکھا رکھے ہین اور ایک دوزخ ہی اور مکر کیوجہ سے ایک لپٹ ظاہر کر رکھی ہی مطلب یہ ہی کہ نفس کمبخت اصل مین بڑا موذی ہی مگر ظاہر مین بہت ہی ذرا سا معلوم ہوتا ہی اور اوسکی یہی تلبیس دھوکے مین ڈالنے والی ہی کہ ظاہر کو دیکھکر انسان اس سے بچنے کی کوشش نہین کرتا مگر پھر یہ خوب گل کھلاتا ہی۔
زان الخ۔ یعنی تمھاری نظر مین اسلیے چھوٹا دکھلائی دیتا ہی تا تم اوسکو حقیر جانو اور تمھارا غصہ حرکت کرے مطلب یہ ہی کہ اصل مین تو یہ نفس بڑا مکار ہی اور بہت موذی ہی مگر آپکی نگاہ مین یہ مختصر اور عاجز اور حقیر ہی ہی اور حق تعالیٰ نے

آپ کو اسلئے حقیر دکھلایا ہی تاکہ آپ اسکو حقیر سمجھکر اسکے عاجز کرنیکے درپے ہوجاوین ورنہ اگر شیخ کی نظرمین بھی اسکی عظمت ہوجاوے اور شیخ بھی اسکو قوی سمجھنے لگین توپھر تو علاج مشکل ہو اور شیخ بھی اس سے گھبراجاوین لہذا حق تعالی کی مصلحت اسی مین ہی کہ شیخ کی نظر مین تو یہ حقیر اور عاجز ہوتا ہو لہذا وہ اسکا خوب علاج فرمادیتے ہین آگے اسکی ایک مثال ہی کہ

همچنانکه الخ۔ یعنی اسیطرح کہ لشکر ایک جماعت تھا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ مین تھوڑا دکھائی دیا۔ مطلب یہ کہ غزوۂ بدر مین جبکہ مسلمانونکی تعداد صرف تین سو تیرہ یا اسی کے قریب قریب تھی اور کفار قریب ایکہزار کے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ جماعت کفار کم معلوم ہوتی تھی اور جو اون کی اصلی تعداد تھی اسکے مطابق دکھلائی نہ دیتی تھی جیساکہ قرآن شریف مین ہی اذ یریکھم اللہ قلیلا الخ۔

کہ وہ تھے تو زیادہ لیکن ہم تمہین کم دکھا رہے تھے کہ کہین تم بزدلی نکرو ورنہ اگر مسلمان اونکی پوری تعداد اور قوت کے موافق اون کو دیکھتے اور اپنی طرف ضعف دیکھتے تو شاید بزدل ہوکر بھاگ جاتے اور حملہ ہی نہ کرتے۔ لہذا اس مین یہ مصلحت تھی کہ اون کو کم سمجھ کر مسلمان حملہ آور ہوئے اور پھر فتح مقدر نصیب ہوئی آگے اسکو فرماتے ہین کہ۔

تا بر ایشان الخ۔ یعنی یہان تک کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اونپر بے دھڑک حملہ کیا اور اگر زیادہ دیکھتے تو اون سے بچتے۔

آن عنایت الخ۔ یعنی وہ فضل حق تعالی کی عنایت تھی اے احمد ورنہ تم بددل ہوجاتے۔

کم نمود الخ۔ یعنی آپ کو اور آپکے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کم دکھایا اُس جہاد ظاہر اور باطن کو حق تعالی نے مطلب یہ ہی کہ حق تعالی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اس جہاد ظاہری مین بھی کفار کو کم دکھایا اور جہاد باطن مین بھی نفس کے ساتھ جہاد کو بھی حقیر اور بیقدر دکھایا بس اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ حضرات کمر ہمت باندھکر اوٹھے اور سب کام ہوگیا ورنہ اگر وہ لوگ ہمت ہار دیتے تو کسطرح کام چل سکتا تھا۔

تا میسر گرد الخ۔ یعنی یہانتک کہ مشکل کو اون کے لئے آسان کردیا اور یہان تک کہ اونھون نے مشکل سے منہ نہین پھیرا۔ مطلب یہ کہ اون کو اسقدر ہمت اور جرات دی کہ ساری مشکلین آسان ہوگئین اور کیسا ہی کٹھن سے کٹھن کام آپڑا وہ ہٹے نہین جمے رہے یہ ساری اسکی برکت تھی کہ اونکی جرات حق تعالی نے بڑھا رکھی تھی۔

شرح حبیبی

کم نمودن مر ورا پیروز بود — زان نمودن روز او نوروز بود
کم نمودن بس خجستہ روز بود — کہ حقش یار و طریق آموز بود
آنکہ حق پشتش نباشد از ظفر — وای گر گربہ نماید شیر نر
وای گر صد را یکے بیند ز دور — تا بچالش اندر آید از غرور
زان نماید ذو الفقارے حربۂ — زان نماید شیر نر چون گربۂ
تا دلیر اندر رفتد احمق بجنگ — اندر آرد شان بدین حیلت بچنگ
تا بپای خویش باشد آمدہ — آن فلیوان جانب آتشکدہ
کاہ برگے می نماید تا تو زود — پف کنی او را برانے از وجود

مین که آنکه کو بها بر کنده است ز وجهان گریان واو در خنده است

مے نماید تا بہ کعب این آب جو صد چو عوج ابن عنق شد غرق او

می نماید موج خونش تل مشک مینماید قعر دریا خاک خشک

خشک دید آن بحر را فرعون کور تا درو راند ز سر مستی و زور

چون درآید در تگِ دریا بود دیدۂ فرعون کے بینا بود

دیده بینا از لقائے حق شود حق کجا همراه هر احمق شود

قند بیند خود شود زهر قتول راه بیند خود بود آن بانگ غول

غرض کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کی جمعیت کا کم دکھلانا یہ اون کی کامیابی کے لیے تھا اور یہ کم نمائی اُنکے لیے باعث خوشی تھی اور یہ کم نمائی اُنکے لیے نہایت مبارک تھی یہ سب کچھ اسلیئے تھا کہ حق سبحانہ اون کے ممد و معاون اور معلم و راہبر تھے لیکن جنکی فتح کے لیے حق سبحانہ ممد و معاون نہون جیسے کہ کفار مکہ اگر ان کو کم دکھلائین اور وہ شیر نر کو بلی سمجھین اور سو کو ایک دیکھین جسکا نتیجہ یہ ہو کہ وہ دہوکہ سے لڑائی مین پھنس جائین تو ایسے لوگون کی حالت نہایت قابل افسوس ہی انکو ذوالفقار سی شمشیر بران (کما ہو المشہور) معمولی ہتھیار اور شیر نر بلی اسلئے دکھلایا گیا ہی کہ یہ احمق دیرانہ جنگ مین کود پڑین اور اس تدبیر سے شیر کے پنجہ مین پھنس جائین اور تاکہ یہ بوالفضول اپنے پاؤن سے آتشکدہ مین آپڑین اسے بدقسمت غیر مؤید من اللہ تجھے تیرا حریف نفس و شیطان تنکا اور پتا اسلئے معلوم ہوتا ہی کہ تو جلدی سے پھونک مارے اور اوسکو معدوم کر دینے کی کوشش کرے لیکن سمجھ رکھ کہ جسکو تو نے تنکا سمجھا ہی وہ حقیقت مین اتنا قوی ہی کہ اوسنے پہاڑون کو جڑ سے اوکھیڑ کر پھینکدیا ہی اور بڑے بڑے مقدس لوگون کو نہتا کر دیا اور دنیا بھر اُس سے روتی ہی اسلئے کہ اُسپر غالب آنیکی کوشش کرتی ہی لیکن ناکام رہتی ہی اور وہ اپنی کوششون مین علی العموم الاماشاء اللہ کامیاب ہو کر ہنستا اور خوش ہوتا ہی اور یہ نہر تجھے ٹخنون تک معلوم ہوتی ہی لیکن سو عوج بن عنق سے قد آور اس مین غرق ہو چکے ہین اور تجھے یہ موج خون مشک کا ٹیلہ معلوم ہوتی ہی اور قعر دریا خشکی دکھلائی دیتا ہی یہ تیری بدبختی ہی چنانچہ اس سے پیشتر ایسا ہو چکا ہی دیکھو اندھے فرعون نے دریا کو خشکی سمجھا اور گھوڑا اڈالدیا لیکن جب آگیا تو دریا کی تہہ مین پہونچ گیا۔ یعنی دریا دونون طرف سے ملگیا اور وہ ڈوب گیا۔ وجہ یہ تھی کہ ازل کا اندھا تھا اوسنے یہ نہ سمجھا کہ یہ خشکی خرق عادت کے طور پر ہی معمولی خشکی نہین لہذا اس مین نہ جانا چاہیے اور جب حق بینی سے آدمی اندھا ہو تو حق سبحانہ اسکی کب اعانت کرتے ہین اور جب حق سبحانہ اعانت نہین کرتے تو یہ نتائج اوسکے لئے لازمی ہین کہ زہر ہلاہل کو قند جانے اور آواز غول کو راہ نما سمجھے (ف) اس بیان سے مولانا نے اوس شبہ کا ازالہ کر دیا جو ماسبق سے پیدا ہوتا تھا۔ کہ کم نمائی ہر جگہ مفید ہی اور بتلا دیا کہ ہر جگہ مفید نہین بلکہ وہین مفید ہی جہان مدد حق شامل حال ہو اور کبھی کم نمائی کا منشاء خذلان ہوتا ہی اور خذلان کا منشاء ترک معرفت حق۔ لہذا معرفت حق حاصل کرنا چاہیے تاکہ خذلان سے بچے اور کم نمائی و غلط بینی سے خسران مین نہ مبتلا ہو۔ آگے مولانا عام حالت کو تباہ دیکھکر بنا بر عرف عام و عادت اہل محاورہ فلک کو خطاب کرتے ہین اسکو موثر سمجھ کر اور اصل مقصود مناجات حق سبحانہ ہی رہا تیز الفاظ کا استعمال سو وہ مخاطب ظاہری کی رعایت سے اور عادت اہل عرف کی بنا پر ہی فرمائے ہین۔

شرح شبیری کم نمودن الخ۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کم دکھانا مبارک تھا اور اُس دکھانے سے اونکا دن نوروز تھا۔ مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں جو دہ کم دکھلائی دیتے تھے یہ مبارک تھا اس لئے کہ اسکی برکت ہی سے جرأت ہوئی اور آپنے حملہ کیا اور فتح حاصل ہوئی۔

کم نمودن الخ۔ یعنی کم دکھائی دینا بہت ہی مبارک تھا اسلئے کہ حق تعالیٰ اوسکے مددگار اور طرق کے سکہانے والے تھے مطلب یہ ہے کہ حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا کفار کو کم دیکھنا تو مبارک تھا کہ اون کو دیکھکر بہت بڑہی اور پھر اسلام کو فتح حاصل ہوئی اسلئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مددگار اور راستہ دکہانے والا تو حق تعالیٰ تھا لہذا بہتر اور مبارک ہوا یہان تک تو مولانا نے کاملین کا نفس کی شرارتون کو کم دیکھنے کی وجہ اور مصلحت بیان فرمائی آگے معاندین اور محجوبین کے زیادہ دیکھنے کی وجہ اور خرابی کو بیان فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہے کہ محجوبین کی نظر مین جو نفس قوی معلوم ہوتا ہے اوسکی وجہ تو یہ ہوتی ہے کہ مدد حق تعالیٰ کی اونکی ساتھ نہین ہوتی ہے اس لئے وہ اوسکو بہت قوی جانتے ہین اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اُس سے خائف ہو جاتے ہین اور پھر وہ اونکی خوب خبر لیتا ہے اب سمجھو کہ فرماتے ہین کہ۔

آنکہ حق الخ۔ یعنی جسکا کہ حق تعالیٰ فتح کی رو سے مددگار ہو جان لو کہ خرگوش اوسکو شیر نر دکہائی دیگا۔ آگے محجوبین کے کم دیکھنے کو بیان فرماتے ہین کہ اگر کہین اوسکو کمزور جانتے ہین تو اسمین یہ خرابی ہوتی ہے کہ اوسپر حملہ آور ہوتے ہین اور پھر مارے جاتے ہین۔ لہذا اولیاء اللہ کی نظر مین اگر مکائد نفس کم معلوم ہوتے ہین تو وہ اونکے ازالہ مین قوی ہو جاتے ہین اور اگر عوام نے کہین اونکو کم سمجھا تو بس تباہ ہی ہوگیا اسلئے کہ وہ اس سے بیفکر ہو جاویگا۔ اور وہ اس کا کام تمام کر دیگا اسی کو فرماتے ہین کہ۔

وائے گر صدر را الخ۔ یعنی بڑے افسوس کی بات ہے کہ اگر سو کو ایک دیکھے دور سے یہانتک کہ غرور کیوجہ سے اونکی لڑائی کے لیے مستعد ہو جاوے اور پھر ہلاک ہو۔

زان نماید الخ۔ یعنی ذو الفقار کو ایک ذرا سا چہرا اسلئے دکھاتا ہے اور اسلئے شیر نر کو بلی کیطرح دکھاتا ہے۔

تا دلیر اندر آ الخ۔ یعنی تاکہ دلیرانہ احمق لڑائی مین بڑے اور انکو اس حیلہ سے لڑائی مین لاوے۔

تا بپائے الخ۔ یعنی تاکہ وہ احمق اپنے پانوٴن سے آتشکدہ کی طرف آیا ہوا ہو۔ مطلب یہ کہ حق تعالیٰ اوس محجوب کو اس سے حقیر دکھا رہا ہے تاکہ ذرا دلیر ہوکر خود ہی آوے اور اُس سے مقابلہ کرے اور پھر ہلاک ہو اور انکو حجت بھی باقی نہ رہے اسلئے کہ وہ تو خود اپنے ارادہ سے ہی تو آیا ہے۔

کوہ برگے الخ۔ یعنی پہاڑ ایک پتا دکھائی دیتا ہے تاکہ تو جلدی سے پھونک مارے اور اسکو وجود سے علیحدہ کردے مگر وہ تو ایسا ہی کہ تجھے بھی لیکر نہ ٹلیگا۔

ہان کہ الخ۔ یعنی ہان وہ شخص کہ جسنے پہاڑون کو اُکھاڑ دیا ہے اوس سے ایک جہان رو رہا ہے اور وہ ہنس رہا ہے مطلب یہ کہ تم تو اتنی قوت نہین رکھتے کہ اس نفس کو پست کر سکو نگر ہان جو کہ کامل اور قوی ہے اور جسنے کہ لاکھون کو زیر کیا ہے وہ ایسا کر سکتا ہے اور اوسکی تو یہ شان ہوتی ہے کہ لوگ اوس سے پریشان ہوتے ہین اور وہ خوش ہوتا ہے جیسا کہ کفار کہ انبیاء علیہم السلام سے حسد کرتے تھے اور جلتے تھے مگر اون حضرات کو ذرا بھی اسکی پرواہ نہ تھی بلکہ وہ اسی طرح خوش خرم رہتے تھے کاملین تو ایسا کر سکتے ہین مگر ناقصین اس نفس کا مقابلہ نہین کر سکتے۔ آگے پھر اس پہلے مضمون کیطرف رجوع ہے کہ۔

می نماید تا بہ الخ۔ یعنی اس ندیکا پانی ٹخنون تک دکھائی دیتا ہے مگر سیکڑون عوج بن عنق جیسے اسمین ڈوب چکے ہین عوج بن عنق ایک شخص بے انتہا طویل القامت کہ سورج مین مچھلی کو بھون کر کھاتا تھا مشہور ہے مگر یہ روایت صحیح نہین ہے مولانا نے صرف بنائے علی المشہور ایسا لکھدیا ہے ورنہ مولانا کا مقصود اس روایت کی صحت یا عدم صحت سے نہین ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ نفس بظاہر بہت ہی حقیر معلوم ہوتا ہے مگر حضرت اصل مین بہت ہی قوی اور مکار ہے اس سے اگر خدا ہی بچاوے تو بچ سکتا ہے۔

می نماید الخ۔ یعنی اوسکے خون کی موج ایک مشک کا ٹیلہ دکھائی دیتی ہے اور قعر دریا خشک دریا دکھائی دیتا ہے مطلب یہ کہ اس نفس کی ظاہری صورت سے دہوکا ہوتا ہے اور جب انسان اسمین پھنس جاتا ہے تو پھر نکلنا محال ہو جاتا ہے اور اسمین ختم ہو جاتا ہے آگے دریا کو خشک دیکھنے کی ایک مثال فرماتے ہین کہ۔

خشک دید الخ یعنی فرعون اندھے نے دریا کو خشک دیکھا تاکہ اسمین سرمستی اور زور سے (سواری کو) چلاوے۔

چون الخ۔ یعنی جب آوے تو وسط دریا مین ہووے اور فرعون کی آنکھ کب بینا ہوگی مطلب یہ کہ چونکہ حقیقت سے تو اندھا تھا اسلئے وہ حقیقت کو نہ دیکھ سکا اور صرف اوسکی صورت ظاہر یکو دیکھکر خشک ہی سمجھا کہ میرے لئے بھی خشک ہی ہے آخر کار جو انجام ہوا وہ ظاہر ہے۔ مولانا فرماتے ہین کہ بھلا فرعون کی آنکھ کب بینا ہو سکتی ہے۔ وہ تو اندھا تھا اور اندھا رہا آگے فرماتے ہین کہ

دیدہ بینا الخ۔ یعنی دیدۂ بینا تو لقائے حق سے ہوتا ہے اور حق تعالیٰ ہر احمق کی ہمراہ کب ہوتے ہین اور جسکے ساتھ کہ حضرت حق تعالیٰ نہون وہ یقیناً تباہ و برباد ہوگا۔

قند بیند الخ۔ یعنی وہ شکر دیکھتا ہے اور وہ خود زہر قاتل ہوتا ہے اور راہ کو دیکھتا ہے اور وہ آواز غول ہوتی ہے مطلب یہ کہ جسکی ساتھ مدد حق تعالیٰ کی نہین ہوتی اوسکی آنکھ حقیقت شئے کو نہین دیکھتی اور ہمیشہ ظاہر پر نظر ہونے سے وہ تباہ و برباد ہوتا ہے۔ چونکہ عوام مین مشہور ہے اور شاعرون کا دستور ہے کہ فلک کی گردش کو سبب تغیر عالم کا کہتے ہین اگرچہ عقیدہ یہ نہین ہونا اسلئے اوسی مشہور کی بنا پر مولانا بھی ان تغیرات کو دیکھکر کہ بعض اشیا کی حقیقت اور ہے اور ظاہر اور ہے اور ہم اوسمین تباہ ہوتے ہین۔ فلک کو پکارنے لگے اور فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

اے فلک در فتنۂ آخر زمان — تیز میگردی بدہ آخر امان

خنجر تیز تو اندر قصد ماست — نیش زہر آلودۂ در فصد ماست

اے فلک از رحم حق آموز رحم — بر دل موران مزن چون مار زخم

حق آنکہ چرخۂ چرخ ترا — کرد گردان بر فراز این سرا

کہ دگرگون گردی و رحمت کنی — پیش از آنکہ بیخ ما را بر کنی

حق آنکہ دایگی کردی نخست — تا نہال ما ز آب و خاک رست

حق آن شہ کہ ترا صافی آفرید — کرد چندین مشعلہ در تو پدید

آنچنان معمور و باقی داشتت — تا کہ دہری از ازل پنداشتت

شکر دانستیم آغاز ترا — انبیا گفتند آن راز ترا

اے فلک تو اس فتنہ آخر زمان میں بہت تیز گھومتا ہی اور بہت ستاتا ہی۔ تیرا تیز خنجر ہماری جان کے درپے ہی اور تیرا زہر آلود ڈنک ہمارا خون بہا رہا ہی اے فلک حق سبحانہ کے رحم سے رحم سیکھ اور ہم چیونٹیون کی طرح کمزورون کے دلون پر سانپ کی طرح زخم نہ لگا۔ اے فلک تجھے اُس ذات پاک کی قسم جسنے تیرے چرخہ کو اس عالم سفلی پر گھمایا ہی اور اس تربیت کی قسم جو بیشتر تو ہماری کرچکا ہی۔ جس سے ہمارا نہال آب وخاک سے پیدا ہوا۔ اور اُس شہنشاہ کی قسم جسنے تجھے صاف پیدا کیا اور ستارون کی اسقدر مشعلین تجھ مین روشن کین اور تجھے اسقدر آباد اور اتنا باقی رکھا کہ دہریون نے تجھپر ازلیت کا گمان کیا۔ شکر ہی کہ ہم سے انبیا نے تیرا راز کھولدیا اور ہم نے جان لیا کہ تو بھی حادث ہی ورنہ ہم بھی اسی مغالطہ مین گرفتار ہو جاتے) تو دوسری چال چل اور اس ظالمانہ روشن کو چھوڑ اور قبل اسکے کہ ہم فنا اور نیست ونابود ہو جاوین تو ہم پر رحم کر۔ آگے فرماتے ہین کہ آدمی کی عقل نہایت ناقص اور ناقابل اعتماد ہی اسلیے اسکو ضرورت ہی اولیا کی اتباع کی جو موید من اللہ ہین چنانچہ فرماتے ہین۔

شرح شبلیری اے فلک الخ۔ یعنی اے فلک آخر زمانہ کے فتنون مین تو تیز گھوم رہا ہی آخر تجھ تو امن دے۔ چونکہ ہر شخص اپنے زمانہ کو آخر زمان ہی جانتا ہی اس لئے مولانا بھی فرماتے ہین کہ یہ انقلابات آخر زمان اور فتن آخر زمان مین اے فلک تو بہت تیزی سے گھوم رہا ہی اور بہت تغیرات پیدا ہو رہے ہین خدا کے لیے ذرا صبر کر اور امن دے اور اس قدر تغیرات مت پیدا کر کہ خوف ہی کہ ایمان نہ کھو بیٹھین آگے اوسکو قسمین دیتے ہین کہ۔

خنجر الخ یعنی تیرا تیز خنجر ہمارے قصد میں ہی اور ایک زہر کا بھرا ہوا ڈنک ہماری قصد کی قصد میں ہی مطلب یہ کہ تو ہمکو تباہ اور برباد کر دیگا اور ان تغیرات سے ہمارا ایمان کھونے کو موجود ہی۔

اے فلک الخ۔ یعنی اے فلک حق تعالی کے رحم سے تو مہربانی کو سیکھ اور ہم چیونٹیو نکے دل پر سانپ کیطرح زخم مت مار مطلب یہ کہ ہم ضعیفون اور کمزورونکو ستا مت آگے اسکو قسمیں دیتے ہیں کہ۔

حق آنکہ۔ یعنی تجھے اُس ذات کی قسم ہی کہ جسنے تیرے کرہ کے چرخہ کو اس دنیا کے اوپر چکر دیا ہی

کہ دگرگون الخ۔ یعنی کہ دوسری طرح پھرے تو اور رحم کرے تو اس سے پہلے کہ ہماری جڑ کو اوکھاڑے۔ مطلب یہ کہ اس سے قبل کہ ان تغیرات کو دیکھکر ہم تباہ و برباد ہوں تو رحم کر اور اس چال کو بدل دے۔

حق آنکہ الخ۔ یعنی قسم ہی اس بات کی کہ اول تو نے پرورش کیا ہی یہاں تک کہ ہمارا نہال آب وخاک سے اُگا۔

حق آن شہ الخ۔ یعنی اور قسم ہی اس بادشاہ کی جسنے تجھے صاف پیدا کیا اور اسقدر مشعلیں تیرے اندر ظاہر کیں۔

آنچنان الخ۔ یعنی تجھے اسقدر معمور اور باقی رکھا کہ دہری نے تجھے ازلی گمان کیا مطلب یہ کہ جس ذات نے کہ تجھے اسقدر پُرانا کیا کہ دہریوں نے یوں سمجھ لیا کہ تو ازلی ہی اور قدیم ہی اور پھر بھی تجھے اسقدر صاف رکھا اُس ذات کی تجھے قسم ہی کہ ہم کو تباہ و برباد مت کر آگے اس سے انتقال فرماکر فرماتے ہین کہ۔

شکر دانستیم الخ۔ یعنی شکر ہی کہ ہمنے تیری ابتدا کو جان لیا اور تیرے اس راز کو انبیا علیہم السلام نے فرمادیا۔ ورنہ ہم کو بھی خبر نہوتی اور شاید دہری کی طرح ہم بھی تیری ازلیت ہی کے قائل ہو جاتے۔ مگر ان کے فرمادینے سے ہمین خبر ہوگئی اور معلوم ہوگیا کہ تو حادث ہی آگے اسکی کہ انبیا کو معلوم تھا اور ہمکو لیے اون کے بتلائے علم نہو سکتا تھا ایک مثال فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

آدمی داند کہ خانہ حادث ست ۔ عنکبوتے نے کہ در وے عابث است
پشہ کے داند کہ این باغ از کیست ۔ کو بہاران زاد و مرگش در دیست
کرم کاندر چوب زاید سست حال ۔ کے بداند چوب را وقت نہال
ور بداند کرم از ماہیتش ۔ عقل باشد کرم باشد صورتش
عقل خود را می نماید رنگہا ۔ چون پری دور ست زان فرسنگہا
از ملک بالاست چہ جائے پری ۔ تو مگس پری بہ پستی می پری
گرچہ عقلت سوئے بالا می پرد ۔ مرغ تقلیدت بہ پستی می چرد
علم تقلیدی وبال جان ماست ۔ عاریہ است و نشستہ کان ماست
زین خرد جاہل ہمی باید شدن ۔ دست در دیوانگی باید زدن
ہر چہ بینی سود خود زان میگریز ۔ زہر نوش و آب حیوان را بریز
ہر کہ بستاید ترا دشنام دہ ۔ سود و سرمایہ بمفلس وام دہ
ایمنی بگذار و جائے خوف باش ۔ بگذر از ناموس و رسوا باش و فاش
آزمودم عقل دور اندیش را ۔ بعد ازان دیوانہ سازم خویش را

عذر گفتن دلقک با سید کہ چرا فاحشہ بہ نکاح آوردہ

گفت با دلقک شبے سید اجل ۔ قحبۂ را خواستی تو از عجل
با من این را باز می بایست گفت ۔ تا یکے مستورہ کردیمیت جفت
گفت نہ مستورہ صالح خواستم ۔ قحبہ گشتند و زغم تن کاستم
خواستم این قحبہ را بے معرفت ۔ تا ببینم چون شود این عاقبت
عقل را ہم آزمودم من بسے ۔ بعد ازان جویم جنون را مغرسے

دہریون کا آسمان کو ازلی سمجھ لینا کچھ مستبعد نہین کیونکہ آدمی چونکہ صاحب عقل ہے اسلئے وہ جانتا ہی کہ گھر حادث ہے لیکن مکڑی چونکہ لہو ولعب مین منہمک ہے اور عقل سے بے بہرہ ہے وہ اسکے حدوث کو نہین جان سکتی نیز مچھر کہان جان سکتا ہی کہ یہ باغ کب سے ہے کیونکہ اول تو اوسکو عقل نہین پھر عمر بھی زیادہ نہین بلکہ صرف اتنی ہے کہ بہار مین پیدا ہوا اور خزان مین مرگیا پھر اوسکے پاس کونسا ذریعہ ہے جس سے وہ اس کی ابتدا کو جانے پس لامحالہ وہ اوس کو قدیم سمجھے گا۔ اور سنو ایک نحیف کیڑا جو لکڑی ہی کے اندر پیدا ہوتا ہے اور عقل رکھتا نہین وہ اس لکڑی کے زمانۂ نونہالی اور ابتدائی عہد سے کیا واقف ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر بالفرض وہ جان لے تو گو وہ صورۃً کیڑا اور غیر ذوی العقول مین سے ہو

اگر ماہیت اسکی عقل ہوگی اور حقیقۃً وہ ذوی العقول مین سے ہوگا تم کو استبعاد نہ ہونا چاہیئے کہ کیڑے کی ماہیت عقل کیونکر ہوسکتی ہے اور وہ ذوی العقول مین سے کیسے ہوسکتا ہے اس لیئے کہ عقل کی ذاتی تو کوئی صورت بھی نہین بلکہ اپنی حد ذات مین وہ پری کیطرح بے رنگ اور بے صورت ہے بلکہ پری کی اوس کے سامنے کچھ بھی حقیقت نہین وہ تو اپنے تجرد کے سبب فرشتون پر بھی تفوق رکھتی ہے مگر باانہمہ وہ الوان مختلفہ وصور متخالفہ سے متعلق ہوکر ان سے رونما ہوسکتی ہے اس مین کسی خاص رنگ اور مخصوص صورت کی تخصیص نہین پھر استبعاد کی کون وجہ ہے اسپر دہری کہہ سکتا تھا کہ مین بھی تو ذوی العقول مین سے ہون - اور عقل رکھتا ہون - پھر مین حدوث عالم سے کیون نہین واقف ہوسکتا - اسکا جواب یون دیتے ہین کہ بیشک تو ذوی العقول مین سے ہے لیکن تو لکس پر پست ہمت اور منہمک فی الشہوات واللذات ہے اور تیری دوڑ لذات وشہوات ہی تک ہے اسلیئے حقائق ومعارف تک تیری رسائی نہین ہوسکتی - تیری عقل ضرور بلندی کیطرف مائل اور اقتناص حقائق ومعارف کی طالب ہے مگر تیرا مرغ تقلید پستی ہی سے غذا حاصل کرتا ہے یعنی اتباع نفس تجھے لذات وشہوات مین مبتلا رکھتا ہے اس لئے عقل کو بلند پروازی حاصل نہین ہوسکتی اور اقتناص حقائق سے محروم رہتی ہے - کسقدر غلطی ہے کہ علم تقلیدی باوجودیکہ حقیقت مین وبال جان اور عارضی ہے مگر لوگ سمجھتے ہین کہ یہی علم اصلی اور حقیقی ہے اور اس کو مثل اپنی ملک کے سمجھکر اوسی پر مطمئن بیٹھے ہین ایسی عقل ناقص سے تو جاہل ہونا ہی بہتر ہے اور ایسی عقلمندی سے تو دیوانہ بننا ہی بہتر ہے پس جس چیز کو تو اپنی اس عقل کے ذریعہ سے مفید سمجھے اس سے بھاگ اور جو تجھے زہر معلوم ہو اُسے پی لے اور جو آبحیات معلوم ہو اُسے پھینکدے اور جو تیری تعریف کرے تو بجائے خوش ہونے کے تو اُسے برا بھلا کہہ - غرض یہ منافع تو انہین کو دیدے جو اس کے طالب ہون تو تو بےخوفی کو چھوڑکر خوف کی جگہ رہ عزت وآبرو چھوڑکر ذلت اختیار کر غرض جو فتوے تجھے عقل ناقص دے اوسکے خلاف کر مین نے تو اس نام کی دور اندیش عقل کو بہت کچھ آزمایا لیکن ہمیشہ نقصان ہی اُٹھایا - ابتو مین دیوانہ بنتا ہون اور اس عقل کو چھوڑتا ہون - اور وہی کہتا ہون جو دلقک نے کہا تھا جسکی تفصیل یہ ہے کہ ایک رات دلقک سے اوس کے آقا نے کہا کہ ارے تو نے نکاح کرنے مین بہت عجلت کی کہ رنڈی سے کرلیا - مجھسے کہنا چاہیئے تھا تاکہ مین کسی پردہ نشین سے تیری شادی کرا دیتا - اُسنے کہا جناب والا نو پردہ نشین اور پاکدامن عورتون سے شادی کرچکا ہون لیکن سب رنڈیان ہوگئین اور مین رنج مین گھلگیا اب مین نے جان بوجھکر چاہا کہ رنڈی سے شادی کرون دیکھون اس کا کیا حشر ہوتا ہے - پس یونہی مین بھی کہتا ہون کہ مین عقل کو توبہت کچھ آزماچکا اب تو جنون کا کھیت تلاش کرتا ہون اور بہلول کیطرح اپنے کو دیوانہ بناتا ہون - آگے بہلول کا قصہ بیان فرماتے ہین جن کی دیوانگی کا فائدہ ظاہر ہوگا -

شرح شبیری آدمی الخ - یعنی آدمی تو جانتا ہی کہ گھر حادث ہے نہ کہ مکڑی جو کہ اوس مین کمیل رہی ہے مطلب یہ ہے کہ انبیا کی مثال تو آدمی جیسی ہے اور ہم مکڑی کیطرح ہین تو جسطرح مکانمین مکڑی جالا لگاتی ہے تو وہ مکان اوسکی پیدائش سے پہلے ہی کا ہوتا ہے اور اوسی مین اوس کا خاتمہ

ہوجاتا ہے تو وہ تو اوس مکان کو ازلی ابدی ہی خیال کرتی ہے - برخلاف آدمی کے کہ وہ اگرچہ کسی مکان مین پیدا ہوا ہو اور وہ اوس سے پہلے کا بنا ہوا ہو اور اوس کے مرنے کے بعد تک باقی رہا ہو مگر وہ اوسکی حقیقت کو جانتا ہے اور کہتا ہے کہ مکان کی کبھی ابتدا ہوئی ہے اور یہ حادث ہے اسی طرح عوام خلق تو اسی آسمان کو دیکھکر متحیر ہوتے ہین اور جب اس کی ابتدا اور انتہا کو اپنے سے پہلے اور بعد تک دیکھتے ہین تو اوسکی ازلیت کے قائل ہوجاتے ہین لہذا انبیاء علیہم السلام چونکہ حقیقت سے واقف تھے اس لئے اون کو اس سے دہوکا نہین ہوا بلکہ اونھون نے اس کی حقیقت کو ظاہر کردیا سبحان اللہ کیا خوب مثال ہے آگے ایک اور مثال ہے کہ -

پشہ کے دا تد الخ - مچھر کیا جانے کہ یہ باغ سے کب ہے کہ وہ بہار مین تو پیدا ہوا ہے اور ماہ خزان مین اوسکی موت ہے لہذا اوسکو باغ کی ابتدا انتہا کی کیا خبر - ہان جسنے لگایا ہے یا جو کہ اوسکی حقیقت سے واقف ہے وہ جانتا ہے کہ ہذا حادث آگے ایک اور مثال ہے کہ -

کرم کاندر الخ - یعنی جو کیڑا کہ لکڑی مین بالکل ضعیف اور سست حال پیدا ہوا ہے اوسکو لکڑی کے تازگی کے وقت کی کیا خبر ہوسکتی ہے وہ تو اوسکو ہمیشہ سے اور آیندہ ہمیشہ رہنے والی سمجھیگا یہان یہ شبہ ہوتا تھا کہ عوام اور اولیاء اللہ بھی تو آخر حقایق و معارف سے آگاہ ہو ہی گئے ہین اور اوپر معلوم ہوا ہے کہ عوام کو یہ علوم میسر ہو ہی نہین سکتے اسکا جواب فرماتے ہین کہ -

در بدا اندکرم الخ - یعنی اور اگر کیڑا اوس لکڑی کی ماہیت کو جان لے تو وہ تو عقل مجسم ہوگا اور کیڑا صرف صورت ہوگی اسی طرح جو لوگ کہ ان علوم و معارف سے واقف ہوگئے ہین وہ اب عوام ہی نہ رہے بلکہ اب تو وہ خواص ہوگئے وہ ہمارے اس کہنے سے ہی خارج ہین اور فرماتے ہین -

عقل خود را الخ - یعنی عقل اپنے کو قسم قسم کے رنگون مین دکہاتی ہی اور جن کی طرح اوس سے فرسنگون دور ہے مطلب یہ کہ الوان عقل مختلف ہوتے ہین اوس پشہ مین بھی اگر عقل ہے اور وہ عقیل ہوگیا ہی تو اوس سے شبہ نہ کروا سلئے کہ عقل تو عالم مجردات سے ہے اور وہ تو ایسی شے ہے کہ جنات جیسے لطیف الجسم بھی اوسکا ادراک بالکلیہ نہین کرسکتے تو بھلا انسان تو کیا شے ہے آگے اس سے ترقی کرکے فرماتے ہین - کہ

از ملک بالا ست الخ - یعنی وہ تو فرشتہ سے بھی بالا ہے چہ جائے کہ جن اور تو کہ مکھی کے پر کیطرح ہے تو تو پستی مین اڑ رہا ہے مطلب یہ کہ اوس عقل کا ادراک تو فرشتونسے جو کہ جنات سے بھی لطیف ہین نہو سکا اسلئے کہ آخر وہ بھی تو مادی ہین اور عقل مجرد ہے ہی اور یقیناً مجردات مادیات سے اعلے ہوتے ہین لہذا معلوم ہوا کہ عقل کی حقیقت کو دریافت کرنا عوام کی طاقت مین نہین ہی آگے فرماتے ہین کہ -

گرچہ عقلت الخ - یعنی اگرچہ تیری عقل عالم بالا کیطرف اڑ رہی ہی مگر مرغ تقلید تیرا پستی مین چر رہا ہی مطلب یہ کہ اگرچہ تیری عقل کا مقتضا تو یہ ہے کہ تو عالم بالا کیطرف جاوے اور عالم غیب سے تعلق پیدا کرے مگر تیرے اندر جو مقتضیات انسانی ہین وہ تجھے کب چھوڑتے ہین وہ تو ہمیشہ تجھے پستی ہی کیطرف مائل رکھتے ہین - اور اس نفس شیطانی تقلید وہ تقلید ہے کہ تجھے برباد کردیگی -

علم تقلیدی الخ۔ یعنی علم تقلیدی ہماری جانکا وبال ہے اور وہ عاریت ہے اور ہم بیٹھے ہوئے ہین کہ وہ ہمارا ہے حالانکہ یہ ہماری کسقدر سخت غلطی ہے جو کچھ ہے وہ خدا کا ہے۔

زین خرد الخ۔ یعنی ایسی عقل سے تو جاہل رہنا چاہیے اور دیوانگی کو اختیار کرنا چاہئیے۔ مطلب یہ کہ اس عقل سے تو بہتر ہے کہ یہ عقل نہو بلکہ اسکی ضد جو ہے وہ حاصل ہو جاوے اگرچہ بادی النظر مین وہ دیوانگی ہی ہو

ہر چہ بینی الخ۔ یعنی جس چیز مین کہ اپنا نفع سمجھو اوس سے بھاگو اور زہر پی لو اور آب حیوان کو گرادو۔ مطلب یہ ہے کہ جو چیز کہ ظاہر مین تمکو نافع معلوم ہو رہی ہے مثل روپیہ پیسہ وغیرہ کے اوسکو تو چھوڑ دو اور اوس سے الگ رہو اور ظاہری تکالیف کو برداشت کر لو اور یہان کی راحت و آرام کو الگ کرو کہ یہ بہت ہی موذی ہین اور خدا سے دور کرنے والی اشیا رہین۔

ہر کہ بستاید الخ۔ یعنی جو کوئی کہ تیری تعریف کرے تو اوس کو گالی دے اور پونجی اور نفع مفلس کو قرض دیدے مطلب یہ کہ ان دُنیا دار دنکی تعریف سے مغرور مت ہو اور اوس کا اعتبار مت کرو اور اس ظاہری روپیہ پیسے کے نفع اور اصل سرمایہ کو سبکو ان علوم و معارف کے مفلس کو دیدو کہ جن کو یہ تو میسر ہے نہین خیر یہی سہی مگر تمکو اسکی کیا ضرورت ہے تمکو تو طلب حق ہونی چاہیے (خطاب بہ سالک ہی)۔

ایمنی بگذار الخ۔ یعنی (ظاہری) بیخوفی کو چھوڑ دو اور خوف کیجگہ رہو اور ننگ و ناموس سے الگ ہو جاؤ۔ اور بالکل رسوا ہو جاؤ مطلب یہ کہ اس دنیا کی عزت و حرمت سے قطع تعلق کرو اور یہان کے خوف اور بیخوفی سب سے گذر جاؤ اور بس اوس طرف لگجاؤ اگرچہ وہ اسطرف سے کچھ خلاف ہی ہو اور اوس مین تکالیف ہی ہون مگر اوسکی پرواہ مت کرو۔ آگے فرماتے ہین کہ۔

آزمودم الخ۔ یعنی مین نے اس عقل دور اندیش کو آزمالیا ہے اور اسکے بعد اپنے کو دیوانہ بنایا ہے مطلب یہ کہ اس عقل انسانی کی آزمایش کر چکا ہون مگر اسکو بالکل فضول اور بے سود اور باعد عن الحق پایا تو اب اسکو ترک کرکے اس عقل کی طرف سے دیوانہ ہوگیا ہون اگرچہ اصل مین وہی عقل ہے آگے اس آزمایش پر ایک مثال لاتے ہین کہ ایک ڈوم نے ایک کسبی سے نکاح کر لیا تو ایک سردار نے اوس سے کہا کہ تونے ہم سے نہ کہا کہ ہم تیرا نکاح کسی پارسا عورت سے کر دیتے تو اوسنے کہا کہ حضور تو نکاح ایسی عورتون سے کئے مگر آخر کار سب بدکار ہوگئین اور تجربہ سے سب فاحشہ ثابت ہوئین تو اب مین نے فاحشہ سے نکاح کیا ہے کہ دیکھئے یہ کیسی نکلتی ہے اسپر مولانا فرماتے ہین کہ اس عقل کو آزما چکے ہین یہ تو بیکار ثابت ہوئی۔ اب دیوانگی کو اختیار کیا ہے دیکھئے اس کا کیا نتیجہ نکلتا ہے اب اشعار سمجھو کہ فرماتے ہین کہ۔

ایک ڈوم کا اپنے آقا سے ایک فاحشہ سے نکاح کر لینے کی نسبت عذر کرنا

گفت با دلقک الخ۔ یعنی ڈوم سے ایک رات کو آقا رنامدار نے کہا کہ تونے کسبی سے جلدی ہی نکاح کر لیا

با من این الخ۔ یعنی مجھ سے تجھے کہنا چاہیئے تھا تاکہ مین کسی پردہ نشین کو تیری بیوی بنا دیتا۔

گفت نہ مستورہ الخ۔ یعنی اوس نے کہا کہ تو پردہ نشین نیک سے نکاح کیا مین سنے وہ ساری فاحشہ ہوگئین اور مین غم سے گھلا کرتا تھا۔

خواستم این الخ۔ یعنی اب مین نے اس فاحشہ سے باوجود جاننے کے نکاح کیا ہے تاکہ دیکھون کہ اسکا انجام کیا ہوتا ہے آگے مولانا فرماتے ہین کہ۔

عقل را ہم الخ۔ یعنی مین نے عقل کو بھی بہت آزمایا ہے اوسکے بعد مین نے جنون کو جائے پناہ ڈھونڈھا ہے آگے مولانا حضرت بہلول کی حکایت لاتے ہین کہ جس طرح اصل مین تو وہ عاقل تھے مگر اونھون نے اپنے کو دیوانہ بنا رکھا تھا اسی طرح ہم بھی کہتے ہین کہ اس دیوانگی کو حاصل کرنا چاہیے نہ کہ یہ مطلب ہے کہ مجنون ہی بنجاؤ اور کوئی دوا ایسی کہا لو کہ اس سے جنون ہوجاوے نہین بلکہ جنون اصطلاحی ہونا چاہیے کہ ظاہر مین مجنون ہی ہون اور نے الواقع تو ایسے عاقل ہونگے کہ ہفت اقلیم کے بادشاہ کو بھی وہ عقل اور فہم نہوگا جو ایسے دیوانون کو ہوتا ہے جیسا کہ خود حضرت بہلول کی حکایت سے معلوم ہوتا ہے۔

شرح حبیبی

بہ حیلت در سخن آوردن سائل شیخ بہلول را کہ خود را دیوانہ ساختہ بود

آن یکی می گفت خواہم عاقلے — مشورت آرم بدو در مشکلے
آن یکے گفتش کہ اندر شہر ما — نیست عاقل جز کہ آن مجنون نما
بر نئے گشتہ سوارہ نک فلان — می دواند در میان کودکان
گوئے می بازد بروزان و شبان — در جہان گنج نہان جان جہان
صاحب رائیست و آتش پارۂ — آسمان قدرست و اختر پارۂ
فر او کروبیان را جان شدہ است — او درین دیوانگی پنہان شدہ است
لیک ہر دیوانہ را جان نشمری — سر مشو گوسالہ را چون سامری
چون ولیئے آشکارا با تو گفت — صد ہزاران غیب و اسرار نہفت
مر ترا آن فہم و آن دانش نبود — واندانستی تو سرگین راز عود
از جنون خود را ولے چون پردہ ساخت — مر ورا اے کور کے خواہی شناخت
گر ترا باز ست آن دیدہ یقین — زیر ہر سنگے یکے سرہنگ بین
پیش آن چشمے کہ باز و رہبر است — ہر گلیمے را کلیمے در برست
مر ولی را ہم ولی شہرہ کند — ہر کرا او خواست با بہرہ کند
کس نداند از خرد او را شناخت — خاصہ او مر خویش را دیوانہ ساخت
چون بدزدد دزد بینا رخت کور — ہیچ یابد دزد را اعمے بزور

گرچہ خود بر وے زند دزد عنود	کور نشناسد کہ دزد او کہ بود
کے شناسد آن سگ درندہ را	چون گزد سگ کور صاحب ژندہ را

ایک شخص کہہ رہا تھا کہ مجھے ایک عاقل کی ضرورت ہے جس سے مین ایک اہم کام مین مشورہ کرون کسی نے کہا کہ بہت سے شہرون مین اُس مجنون نما عاقل سے زیادہ کوئی عاقل نہین ہی جو کہ بانس پر سوار ہو کر لڑکون مین دوڑتا پھرتا ہے۔ اور رات دن گیند کھیلتا ہے بہلول اوسکا نام ہے عالم مین چھپا ہوا خزانہ ہے اور عالم کی جان ہے یہ شخص صاحب رائے اور آتش کا پرکالا ہے آسمان کی مانند رفیع المنزلت ور گویا کہ ستارہ پر سوار ہے۔ وہ اپنی شوکت سے فرشتون کا محبوب ہے لیکن وہ اس دیوانگی مین پوشیدہ ہو گیا ہے۔ مگر یہان تمکو اتنا سمجھ لینا چاہیے کہ بہلول کی حالت کو دیکھکر ہر دیوانہ کو ولی نہ سمجھ بیٹھنا اور سامری کیطرح ہر گوسالہ کے سامنے سر نہ جھکا دینا۔ یعنی عوام کے معتقد نہ ہونا خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا اب ہم اصل مضمون کی طرف عود کرتے ہین اہل اللہ کے اپنے کو دیوانہ بنانے کی وجہ یہ ہے کہ جب کوئی ولی صاف طور پر تم سے عالم کی ہزارون باتین اور مخفی اسرار بیان کر دیتا ہے تو تم سمجھتے نہین ہو اور گوہر اور عود یعنی حق و باطل مین امتیاز نہین کرتے اور اس بیچارہ کو بدنام کرتے ہو پس وہ ولی بیچارہ اپنے لئے جنون کو مثل پردہ کے بنا لیتا ہے اور اے کور باطن محجوب تو اوسکو پہچان نہین سکتا۔ اگر تیری چشم بصیرت کھلی ہوئی ہو تو یقین جان تجھے ہر پتھر کے نیچے بکثرت یہ سردار یعنی ولی اللہ ملین گے اور جو چشم باطن کہ کھلی ہوئی اور راہ نما ہوا وسکو معلوم ہو گا کہ ہر کمبل اپنے اندر ایک کلیم یعنی مقرب حق سبحانہ کو لئے ہوئے ہے یعنی اُسے بکثرت اولیاء اللہ ملین گے۔ ولی اپنے کو خود ہی ظاہر کر سکتا ہے اور جسکو چاہے اپنے فیض سے بہرہ ور کر سکتا ہے لیکن کوئی شخص اپنی عقل سے گو کتنا ہی عاقل ہو اوسکو نہین پہچان سکتا۔ بالخصوص اسوقت جبکہ اُسنے اپنے کو دیوانہ بھی بنا لیا ہو۔ مثلاً اگر کوئی آنکھون والا چور ایک اندھے کا مال چرا لے تو اندھا اپنی قوت سے چور کو ہرگز نہین پکڑ سکتا اگر وہ اوسکی بغل مین بھی بیٹھ جاوے تب وہ نہین معلوم کر سکتا۔ کہ اوسکا چور کون ہے نیز اگر کوئی کتا کسی اندھے گدڑی والے کے کاٹ لے تو وہ اندھا اوس کاٹنے والے کتے کو نہین پہچان سکتا کتے کے اندھے کے کاٹنے کے ذکر پر مولانا کو ایک واقعہ یاد آگیا اوسکو ذکر کرتے ہین اور اس سے عمدہ نتائج استخراج کرین گے۔

شرح شبلیری

ایک سائل کا حضرت بہلول کو جو کہ مجنون بنے ہوئے تھے ایک بہانہ سے باتون مین لگانا

آن یکے الخ۔ یعنی ایک شخص کہہ رہا تھا کہ مجھے ایک عاقل کی ضرورت ہی کہ مین اوس سے ایک مشکل (باطنی) مین مشورہ لون۔ مطلب یہ کہ کسی سالک کو کوئی مشکل باطنی پیش آگئی تھی تو وہ پوچھتا پھرتا تھا کہ یہان کوئی ایسے

شخص بھی ہین جو تعلیم تلقین کرتے ہون۔
آن یکے الخ۔ یعنی اوس سے ایک شخص نے کہا کہ ہمارے شہر مین بجز اوس مجنون نما کے اور کوئی عاقل نہین ہے۔
برنشستہ گشتہ الخ یعنی وہ فلان شخص ایک بانس پر سوار ہوکر لڑکون کے درمیان دوڑ رہا ہے۔
گوئے می باز دالخ۔ یعنی رات دن گیند کھیلتے ہین اور جہان مین ایک پوشیدہ خزانہ ہین اور جان جہان ہین
صاحب رائے الخ۔ یعنی صاحب رائے ہین اور آتش کا پرکالہ ہین اور آسمان جیسے قدر والے ہین اور ستارہ دم
سوار ہین۔ مطلب یہ کہ بہت بلند قدر اور بلند مرتبہ بزرگ ہین۔
فر او کروبیان الخ یعنی انکا دبدبہ کروبیون کے لئے جان ہوگیا ہے اور وہ اس دیوانگی مین پوشیدہ ہو رہے
ہین۔ مطلب یہ کہ ویسے تو وہ اتنے بڑے بزرگ ہین کہ کروبی جو کہ فرشتے ہین مقرب حق تعالی کے انکی ہی جان ہین
مگر مجنون بنکر اپنے کو چھپا رکھا ہے آگے مولانا فرماتے ہین۔
لیک ہر دیوانہ الخ۔ یعنی لیکن ہر دیوانہ کو جان مت شمار کرنا اور سامری کی طرح بچھڑے کے آگے سر مت رکھنا مطلب
یہ ہے کہ یہ سنکر کہ حضرت بہلول مجنون تھے ہر مجنون کو بزرگ مت سمجھنا اسلئے کہ بعض مرتبہ بزرگ تو مجنون بنجاتے ہین مگر
مجنون بزرگ نہین ہوا کرتے یاد رکھو۔
چون ولیئے الخ۔ یعنی جب کسی ولی نے ظاہر طور پر تمسے لاکھون غیب اور اسرار پوشیدہ تم سے کہدئے۔
مر ترا آن الخ۔ یعنی تجھے اوسکے لائق فہم اور عقل نہ تھی تو تو نے عود کو اور گوبر کو متمیز نہ کیا (لہذا وہ بزرگ پوشید ہو گئے)
مطلب یہ ہے کہ جب بزرگان دین نے دیکھا کہ ہماری باتو نکے سمجھنے کی کسی مین صلاحیت نہین ہے اور لوگ بالکل کم
عقل اور کم سمجھ ہوگئے ہین تو اون حضرات نے پوشیدہ رہنے ہی کو مناسب سمجھا اسلئے کہ اگر اب بھی وہ اسرار کو ظاہر
کرتے تو ظاہر تھا کہ خلق گمراہ ہوتی اور کفر اور ارتداد پھیلتا لہذا وہ پوشیدہ ہو گئے۔
از جنون الخ۔ یعنی جنون سے اپنے کو ولی نے پردہ کی طرح بنالیا ہے تو اے اندھے تو اوسکو کب پہچانے گا۔ مطلب
یہ کہ تمہارے پاس تو چشم حقیقت بین نہین ہے اور اون حضرات نے اپنے کو پوشیدہ کر رکھا ہے پھر اب جو تم اون کو پہچانو
تو کس طرح ظاہر ہے کہ ہرگز بھی نہین پہچان سکتے۔
گر ترا الخ۔ یعنی اور اگر تمھاری چشم یقین کھلی ہوئی ہے تو ہر پتھر کے نیچے ایک پیادہ کو دیکھو۔ مطلب یہ کہ اگر تمکو
چشم حقیقت بین میسر ہے تو پھر تو ہر شخص مین تمکو قدرت حق کا مشاہدہ ہوگا خواہ وہ ظاہر مین کیسے ہی ہون۔
پیش آن الخ۔ یعنی جو آنکھ کہ کھلی ہوئی اور رہبر ہے اوسکے سامنے ہر کمبل کے اندر ایک کلیم پوشیدہ ہین مطلب یہ ہے
کہ جسکی آنکھ کھلی ہوئی ہو وہ تو ہر شئے مین تجلی جمال حق کا مشاہدہ کریگا۔
مر ولی را ہم الخ۔ یعنی ولی کو وہ ولی ہی خود مشہور کرتا ہے اور وہ جسکو چاہتا ہے باہرہ کرتا ہے۔ مصرعہ اولے
مین ولی ثانی واضع مظہر موضع مضمر ہے۔ مطلب یہ ہے۔ اگر بزرگ خود اپنے کو ظاہر کردین تب تو عوام کو معلوم ہوجاتا ہے
کہ یہ بزرگ ہین ورنہ عوام کو جو اندھے ہین کیا پتہ چل سکتا ہے۔
کس نداند الخ۔ یعنی اوس ولی کو عقل سے کوئی نہین پہچان سکتا۔ جبکہ اوسنے اپنے کو دیوانہ بنا یا ہو۔ مطلب یہ کہ
جب وہ خود پوشیدہ رہنا چاہے تو عوام اوسکو نہین پہچان سکتے آگے پھر نفس کے مکائد سے احتراز کی تعلیم کیطرف

انتقال فرماتے ہین کہ۔

چون الخ۔ یعنی جبکہ آنکھون والا چور کسی اندھے کا اسباب چورالے توکیا وہ اندھا زور لگا کر اوس چور کو پا سکتا ہے ۔ استفہام انکاری ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اوسکو ہرگز نہین پا سکتا۔

کور نشناسد کہ الخ۔ یعنی اندھا نہین پہچان سکتا کہ اوس کا چور کون ہے اگرچہ خود وہ بدمعاش چور اوسیر اپنے کو مارے۔ مطلب یہ کہ اگرچہ وہ چور اگر اوس اندھے ہی پر گر پڑے مگر کیا خبر کہ یہی چور ہے اسلئے کہ اوسنے تو دیکھا نہین اسی طرح عوام نے جب حقیقت کو دیکھا ہی نہین اور وہ اوس سے اندھے ہین تو وہ نفس و شیطان کے مکر سے کب بچ سکتے ہین۔ آگے ایک اور مثال ہے کہ۔

چون گزد سگ الخ۔ یعنی جبکہ کوئی کتا کسی اندھے گدڑی والے کو کاٹ لے تو وہ اوس کاٹنے والے کتے کو کب پہچان سکتا ہے جیسا کہ ظاہر ہے آگے حکایت لاتے ہین کہ دیکھو ایسا واقعہ ہوا بھی ہے کہ ایک کتا ایک فقیر کے پیچھے لگ گیا تھا اور اوسے کچھ بھی خبر نہ تھی کہ یہ کیسا ہے آیا سفید ہے یا سیاہ ہے یا کیسا ہے۔

شرح حبیبی

حملہ کردن سگ بر کور گدا

یک سگے در کوئے بر کور گدا / حملہ می آورد چون شیر وغا

سگ کند آہنگ درویشان بخشم / در کشد مہ خاک درویشان بچشم

کور عاجز شد ز بانگ و بیم سگ / اندر آمد کور در تعظیم سگ

کاے امیر صید واے شیر شکار / دست دست تست دست از من بدار

کز ضرورت دم خر را آن حکیم / کرد تعظیم و لقب دادش ادیم

گفت او ہم از ضرورت اے اسد / از چو من لاغر شکارت چہ رسد

گور می گیرند یارانت بدشت / کور می گیری تو در کوچہ بگشت

گور می گیرند یارانت بصید / کور میجوئی تو در کوچہ بکید

ایک گلی کے اندر ایک کتا ایک اندھے فقیر پر شیر کی طرح حملہ کر رہا تھا۔ واقعی اہل اللہ پر کتے یعنی نااہل ہی حملہ کرتے ہین اور جو چاند کی طرح روشن قلب ہین وہ تو اون کی خاک آنکھون مین بجائے سرمہ کے لگاتے ہین۔ (مجھے یہ اچھا معلوم ہوتا کہ اس کو مولانا کا تحسر قرار دیا جاوے اسوقت ترجمہ یون ہوگا۔ افسوس کتا غصہ کے ساتھ درویشون کے دوڑے حالانکہ ماہتاب سا عالی مرتبت ان کی خاک پا کو بجائے سرمہ کے آنکھون مین لگاتا ہے) خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا اب اصل مقصد سنو وہ نابینا کتے کے بھونکنے اور اوس کے خوف سے مجبور ہو گیا اور اس بیچارہ نے کتے کی تعظیم شروع کی اور یون کہا کہ اے شکاری اور شکار کے شیر تو مختار ہے اور مین تیرے قبضہ مین ہون تو مجھے چھوڑ دے کیونکہ ضرورت بڑی بلا ہے ایک حکیم نے ضرورت سے مجبور ہو کر گدھے کی دم کی تعظیم کی تھی اور اوسکو نرمی کہا تھا۔

یون ہی اس بیچارہ نے بھی کہا کہ اے شیر مجھ بیچارے دبلے پتلے شکار سے تیرے کیا ہاتھ آئیگا تیرے بھائی بند تو جنگل مین گورخر پکڑتے ہین اور تو گلی مین گھومتے ہوئے اندھے کو پکڑتا ہے۔ تیرے بھائی بند تو شکار کے لیے گورخر ڈھونڈھتے ہین اور تو حیلہ سے گلی مین ایک اندھے کو ڈھونڈھتا ہے۔ یہ امر تیری ہمت عالی سے نہایت بعید ہے۔

شرح شبیری

ایک اندھے فقیر پر ایک کتے کا حملہ کرنا

یک سگے الخ۔ یعنی ایک کتا ایک گلی مین ایک اندھے فقیر پر شیر دشت کی طرح حملہ کر رہا تھا آگے مولانا فرماتے ہین سگ کند الخ۔ یعنی کتا تو فقیر ون کا قصد غصہ سے کرتا ہے اور چاند فقیر ون کی خاک آنکھ مین لگاتا ہے سگ سے سگ خصلت اور مہ سے مانندمہ مراد ہے۔ مطلب یہہ ہے کہ جو لوگ کہ سگ خصلت ہوتے ہین وہی اولیاء اللہ کو ستاتے ہین۔ ورنہ اچھے لوگ تو اون کی خاک پا کو آنکھون مین لگاتے ہین اتنا فرماکر آگے پھر اس اندھے فقیر کی حکایت بیان فرماتے ہین کہ۔

کور عاجز الخ یعنی اندھا اوس کتے کی آواز سے اور خوف سے عاجز ہو گیا تو کتے کی تعظیم کرنے مین آیا۔ یعنی اوسکی تعظیم اور اسکی تعریف شروع کی اور کہنے لگا کہ۔

کاے امیر صید الخ۔ یعنی کہ اے شکار کے امیر اور اے شکار کے شیر (یعنی شکاری) غلبہ تجھی کو ہے مجھ سے ہاتھ اٹھالے یعنی اجی شکاری صاحب آپ ہی غالب ہین میری کیا مجال ہے مگر خدا کے لیئے مجھے چھوڑ دیجئے۔

کز ضرورت الخ۔ یعنی کہ ضرورت کی وجہ سے گدھے کی دم کی اوس حکیم نے تعظیم کی اور اسکو ادیم لقب دیا۔ ادیم کہتے ہین خوشبودار چرطہ کو حاصل یہ کہ ضرورت کیوجہ سے گدھے کو باپ بنانا پڑا۔

گفت او ہم الخ۔ یعنی اوسی نے ضرورت کی وجہ سے کہا کہ اے شیر مجھ جیسے دبلے سے کیا شکار ہاتھ آویگا۔

گور میگیرند الخ۔ یعنی تیرے ساتھی تو جنگل مین گورخر کو پکڑتے ہین اور تو گلی مین گشت لگاتے ہوئے اندھے کو پکڑتا ہی ریہ کیسے بری اور شرم کی بات ہی۔

گور میجویند الخ۔ یعنی تیرے ساتھی تو شکار مین گورخر کو تلاش کرتے ہین اور تو مکر سے اندھے کو تلاش کرتا ہی ذرا تو شرما کہ کیسی بری بات ہے گور اور کور مین تجنیس خطی کی خوبی ظاہر ہی۔

شرح حبیبی

آن سگ عالم شکار گور کرد	وین سگ بے مایہ قصد کور کرد
علم چون آموخت سگ رست از ضلال	میکند در بیشہا صید حلال
سگ چو عالم گشت شد چالاک زحف	سگ چو عارف گشت شد اصحاب کہف
سگ شناسا شد کہ میر صید کیست	اے خدا آن نور شناسندہ چیست

قصۂ بالا سے مولانا نتیجہ نکالتے ہین اور کہتے ہین کہ دیکھو جس کتے کو علم حاصل ہوگیا وہ سمجھتا ہے کہ شکار کے قابل گور خر ہے نہ کہ اندھا اور یہ علم سے بے بہرہ کتا اندھے کو لینا چاہتا ہے جو شکار نہین ہے یہ فرق ہے علم اور جہل مین اور علم ایسی چیز ہے کہ جب کتے کو حاصل ہوگیا تو وہ غلطی سے رہائی پاگیا اور سمجھنے لگا کہ کیا چیز شکار کے قابل ہے اور کیا نہین لہذا وہ جنگل مین حلال شکار کرنے لگا۔ اور آدمیونکو نہین پھاڑتا۔ پس جب کتا واقف ہوگیا تو تیز اور چالاک ہوگیا اور جب اوسکو معرفت حاصل ہوئی تو اصحاب کہف مین شے ہوگیا۔ اور علم کے ذریعہ سے وہ پہچاننے لگا کہ شکاری کون ہے اب مولانا فرماتے ہین کہ اے اللہ وہ نور کیا شے ہے جس سے کتون کو یہ تمیز حاصل ہوجاتی ہے کہ وہ مناسب اور نامناسب مین امتیاز کرنے لگتے ہین اور اپنے آقا کو پہچاننے لگتے ہین یہ دولت تو ہمکو بھی عطا کر۔ مولانا نے اس واقعہ کو بیان کرکے اس سے فضیلت علم و معرفت ثابت کی اور اخیر مین ترغیب دی کہ یہ دولت حاصل کرنے کے قابل ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ کتے تو بیجا اور بجا مین امتیاز کرین اور اپنے مالک کو پہچانین۔ بلکہ معرفت الٰہی حاصل کرکے اصحاب کہف مین داخل ہوجائین اور آدمی کے اندر یہ باتین نہون۔ بڑے شرم کی بات ہے۔ آگے اون لوگون کی غلطی کا منشا بیان فرماتے ہین جو قابل فعل اور قابل ترک اشیا مین تمیز نہین کرتے اور حق سبحانہ کو نہین پہچانتے اور کہتے ہین۔

شرح شبیری آن سگ الخ۔ یعنی اوس عالم کتے نے تو گور خر کا شکار کیا اور اس بے مایہ کتے نے قصد اندھے کا کیا۔ مطلب یہ کہ جو کتا سکھایا ہوا تھا وہ تو گور خر کا شکار کر رہا ہے اور چونکہ یہ کتا بے علم ہے اسلئے اندھون کو ستاتا ہے آگے مولانا علم کی تعریف فرماتے ہین کہ دیکھو کتے نے علم سیکھا تو اوسکو بھی پہچان ہوگئی اور اپنے آقا کے کہنے پر چلنے لگا۔ تو انسان کو بھی چاہیے کہ علم سیکھے اور اس سے اپنے مالک حقیقی کو پہچانے آگے فرماتے ہین کہ۔

علم چون الخ۔ یعنی جب علم سیکھ لیا تو کتا گمراہی سے چھوٹ گیا اور جنگلون مین حلال شکار کرنے لگا۔

سگ چو عالم الخ۔ یعنی کتا جب عالم ہوگیا تو چست و چالاک ہوگیا اور کتا جب عارف ہوگیا تو اصحاب کہف سے ہوگیا اسلئے کہ جب کتا اوسکو بھلے اور برے کی پہچان تھی جب ہی تو اوسنے اچھون کا اتباع کیا اس سے اوسکا مرتبہ بلند ہوگیا۔ اور وہ بھی اون ہی مین سے شمار کیا گیا۔

سگ شناسا شد الخ۔ یعنی کتا پہچاننے لگا کہ امیر شکار کون ہے (تو اسی کا اتباع کرتا ہے آگے مولانا دعا فرماتے ہین) کہ اے خدا وہ نور پہچاننے والا کہان ہے (ہمکو بھی عطا فرما کہ ہم بھی اپنے آقا اور مالک حقیقی کو پہچانین)

شرح حبیبی

گور شناسد از بے چشمی است	بلکہ این زانست کز جہلست مست
نیست خود بے چشم تر کور از زمین	این زمین از فضل حق شد خصم بین
نور موسیٰ دید و موسیٰ را نواخت	خسف قارون کرد و قارون را شناخت
رجف کرد اندر ہلاک ہر دعی	فہم کرد از حق کہ یا ارض ابلعی

خاک و باد و آب و نار با شرر ... بیخبر از ما و از حق با خبر
ما بعکس آن ز غیر حق خبیر ... بیخبر از حق ما چندین نذیر
لاجرم اشفقن منہا جملہ شان ... کند شد ز آمیز حیوان جملہ شان
گفت بیزاریم جملہ زین حیات ... کو بود با خلق حے با حق موات
چون بماند از خلق گرد داو یتیم ... انس حق را قلب می باید سلیم

اندہے کے نہ پہچاننے کی یہ وجہ نہین کہ وہ آنکھون سے اندھا ہے بلکہ یہ ہے کہ وہ اعمی القلب ہے کیونکہ اگر وہ آنکھون کا اندھا ہے تو زمین سے زیادہ تو اندھا نہین لیکن زمین بفضلہ تعالے اپنے دوست و دشمن سے واقف ہے -
دیکھو موسے علیہ السّلام کا نور اسنے دیکھا ان کی وقعت کی اون کے حکم کو مانا - پس اگر وہ جانتی نہوتی تو اون کا حکم کیونکر مانتی اور قارون کو دھنسا لیا لہذا اوسکو پہچاننا بھی ثابت ہوا ہر شریر کو زلزلہ سے ہلاک کیا اور حق سبحانہ کے حکم یا ارض ابلعی مآرک کو سمجھا - پس اوسنے دوست اور دشمن مین بھی تمیز کی اور اپنے مالک کو بھی جانا - اوسکی اطاعت بھی کی باوجودیکہ اسکی متعارف آنکھین نہین تو معلوم ہوا کہ اندہے کے پہچاننے کی وجہ ظاہری آنکھون کا نہونا نہین - بلکہ بصیرت کا نہونا ہے - افسوس مٹی ہوا پانی آگ سب کے سب مخلوق سے غافل اور خدا سے خبر ہین - لیکن برخلاف ان کے ہماری یہ حالت ہے کہ غیر حق سے تو باخبر ہین اور باوجودیکہ اتنے انبیا اگر متنبہ کر چکے ہین مگر حق سے ہم پھر بھی بیخبر ہین چونکہ یہ حیوانیت کا اثر ہے اسی لئے جسوقت امانت سپرد کرنیکے لئے ان کی مرضی دریافت کی گئی تو وہ اوسکے قبول کرنے سے ڈر گئین اور حیوانیت جسکی قبول کی امانت کے بعد ضرورت ہوتی اسکے اختلاط کے خیال سے اون کی ہمت ٹوٹ گئی - اور صاف کہدیا کہ ہمکو اس حیات کی ضرورت نہین جس سے مخلوق کے ساتھ تو ہم زندہ ہون اور خالق کے ساتھ مردہ - یعنی مخلوق سے باخبر اور خالق سے بیخبر - اور جسکے سبب ہمکو مخلوق مین اتنا انہماک ہو کہ جب مخلوق سے علیحدہ ہو جاوین تو ایسے ہو جائین کہ گویا ہم ایک بیکس یتیم ہین - حیوانیت کے ساتھ رہکر ہمارے لئے حق کے ساتھ تعلق رکھنا نہایت دشوار ہے کیونکہ اسکے لئے قلب سلیم کی ضرورت ہے اور نیت کے ساتھ سلامت قلب دشوار ہے لہذا ہمکو معذور رکھا جاوے۔

شرح شبیری | کور نشناسد الخ - یعنی اندہا جو پہچانتا نہین تو یہ آنکھ نہونیکی وجہ سے نہین ہے بلکہ یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ جہل کیوجہ سے مست ہو رہا ہے اسلئے حقایق اوس سے پوشیدہ ہین۔

نیست خود بے الخ - یعنی زمین سے زیادہ بے آنکھون والا اندہا کوئی نہین ہے مگر یہ زمین بھی فضل حق سے دشمن کو دیکھنے والی ہے یعنی اسکو بھی دشمن اور دوست کی شناخت ہے آگے اس شناخت کی ایک فرد کو بیان فرماتے مین کہ
نور موسیٰ الخ - یعنی اس زمین نے موسے علیہ السلام کا نور دیکھا اور اون کی عزت کی اور قارون کو خسف کیا اور اوسکو پہچانا مطلب یہ کہ دیکھو جب زمین کو حضرت موسے علیہ السلام نے قارون کی بابت حکم خذیہ دیا ہے تو اوس نے پہچانا کہ یہ حکم ایک نبی کا ہے اسلئے اوسکو مان لیا اور بجا لائی اور چونکہ قارونکو جانتی تھی کہ یہ نافرمان ہے اسلئے اوسکو اپنے اندر دھنسا لیا تو دیکھو زمین کہ جو بالکل ہی اندہی بے چشم ہے اوسکو بھی ادراک و شعور ہے معلوم ہوا کہ حقایق اور علوم کا مدرک ہونا ان چشم ظاہری ہی پر موقوف نہین ہے بلکہ بے انکے بھی اون کا ادراک ہو سکتا ہے - ہان اگر علم نہین اور

شعور نہیں ہے تب بیشک نہیں ہو سکتا اور بعض لوگ قائل ہوئے ہیں کہ یہ خسف قارون زمین سے بسبب حلم موسے علیہ السلام کے اضطراراً سرزد ہو گیا اوسکے شعور کو اس مین دخل نہ تھا مگر محققین کا یہی مسلک ہے کہ اوسنے اپنے شعور سے اوسکو اپنے اندر لے لیا اور اسمین کوئی استحالہ نہیں ہے۔

رجعت کرد الخ۔ یعنی ہر حرامزادہ کے ہلاک کرنے مین متزلزل ہوئی اور حق تعالیٰ سے یا ارض ابلعی کو سمجھا۔ مطلب یہ کہ جسوقت بعد طوفان کے حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یا ارض ابلعی ماءک تو اوسکو سنکر اوسنے تعمیل ارشاد کی آخر یہ بھی علم اور شعور ہی کی بدولت تھا اور فرماتے ہین کہ۔

خاک و باد الخ۔ یعنی خاک اور ہوا اور پانی اور آگ شعلوں والی ہمسے تو بیخبر ہے اور حق تعالیٰ سے باخبر ہے مطلب یہ کہ خاک و باد و آتش وغیرہ ہماری نسبت تو بے شک بے شعور اور بے حس ہین مگر حق تعالیٰ کے احکام کے سامنے سب باخبر ہین اور سبکو شعور بھی ہی اور علم بھی ہی۔

بالعکس الخ۔ یعنی ہم بالعکس ان کے غیر حق سے تو خبردار ہین اور حق تعالےٰ سے باوجود اتنی نذیرون کے بے خبر ہین مطلب یہ ہے کہ سخت افسوس اور حسرت کی بات ہے کہ زمین و آسمان جو کہ جمادات محضہ ہین وہ تو حق تعالیٰ کی عظمت وجلال سے باخبر ہون اور ہم جو کہ عاقل کہلاتے ہین اُس سے مطلقًا بے خبر ہون افسوس صد افسوس۔

لاجرم الخ یعنی آخر کار وہ ساری اوس سے ڈر گئین اور حیوان کی آمیزش سے اونکا حملہ کند ہو گیا۔ قرآن شریف مین ہے **انا عرضنا الامانة علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنھا واشفقن منھا وحملھا الانسان انہ کان ظلوما جھولا** تو مطلب یہ ہے کہ چونکہ زمین و آسمان کو ادراک عظمت باریتعالےٰ کا تھا اسلئے اس امانت کے اوٹھانے سے سب ڈر گئے اور اگرچہ حضرت انسان بھی اس زمین ہی سے بنے ہین مگر اونکے اندر یہ جہل اور عدم شعور آمیزش حیوانیت کیوجہ سے آگیا ورنہ اصل یہی تھا کہ اسمین بھی شعور اور ادراک تھا۔

گفت بیزاریم الخ۔ یعنی سبنے کہا کہ ہم ایسی حیات سے بیزار ہین کہ مخلوق کے ساتھ تو زندہ ہون اور حق تعالیٰ سے مردہ یعنی مخلوق کی عظمت و جلال تو پیش نظر ہے اور حق تعالیٰ سے غافل ہو جاوین ایسی حیات کو سلام ہی اور اگر اونکے اندر یہ حیات حیوانی ہوتی تو اونکی بھی یہی حالت ہوتی اسلئے یہ حیات تو ابتلا اور آزمایش کے لیئے ہے لہذا اون سب نے اس سے پناہ مانگی اور اپنی اوسی حالتمین رہنے کو پسند کیا یہ علم ہی کی برکت ہی۔

چون الخ۔ یعنی جبکہ وہ خلق سے مشابہ ہو گیا تو وہ یتیم رہگیا حق تعالیٰ کے انس کے لیئے قلب سلیم کی ضرورت ہی اور اگر قلب سلیم نہین ہی تو حق تعالیٰ سے مناسبت اور تعلق کب پیدا ہو سکتا ہی آگے پھر اوپر کے مضمون کی طرف رجوع ہے اوپر فرمایا تھا کہ ۵ چون بدزد دزد بلینار خت کور۔ الخ یعنی جب کوئی ہوشیار چور کسی اندھے کا مال لیجاوے تو اوسکو خبر نہین ہو سکتی۔ اسی طرح جبکہ نفس جہلاء کا مال و متاع باطنی چھین لے تو اون کو بھی بوجہ ناواقفی کے حقیقت سے خبر نہین ہو سکتی۔ آگے اوسکی طرف انتقال ہے فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

می کند آن کور عمیا نالہ	چون ز کورے دزد دزد د کالہ

تا نگوید دزد او را کان منم	کز تو دزدیدم که دزد پر فنم
کے شناسد کور دزد خویش را	چون ندارد نور چشم و آن ضیا
چون بگوید ہم بگیر اورا تو سخت	تا بگوید او علامتہائے رخت
پس جہاد اکبر آمد عصر دزد	تا بگوید کہ چہ برد آن زن بمزد
اولاً دزدید کحل دیدہ ات	چون ستانی باز یابی تبصرت
کالۂ حکمت کہ گم کردہ دل است	پیش اہل دل یقین آن حاصل ست
کور دل با جان و با سمع و بصر	می نداند دزد شیطان را اثر
ز اہل دل جو از جماد آن را مجو	کہ جماد آید خلایق پیش او

جب کسی اندھے کا کوئی چور مال چرا لیتا ہے۔ تو وہ اندھا اندھا دھند نالہ و فریاد کرتا ہے۔ کہ مین لٹ گیا مجھے لوٹ لیا اور جب تک چور نہ کہدے کہ مین ہون جسنے تمھارا مال چرایا ہے کیونکہ مین بڑا چالاک چور ہون اسوقت تک اندھا اپنے چور کو نہین پہچان سکتا۔ کیونکہ وہ بینائی اور روشنی تو رکھتا ہی نہین جس سے پہچانے ۔ لیسے اندھا کو چاہیے کہ جب وہ اقرار کرے کہ مین نے چرایا ہے تو اوسکو خوب دبائے تاکہ وہ سامانکا پورا پتہ دیدے اب تم یہ سمجھو کہ چور (شیطان ونفس) کا دبانا ہے۔ جہاد اکبر ہے تاکہ اوسکے ذریعہ سے وہ بھڑ واکہدے کہ مین فلان شے لے گیا ہون۔ خیر وہ تو جب بتائیگا تب ہی بتائیگا۔ ہمین تم کو بتائے دیتے ہین۔ اولاً اوسنے تمھاری بصیرت کا سرمہ یعنی حکمت چرائی ہے جب یہ تم اوس سے واپس لیلوگے اور حکمت حاصل کرلوگے تمکو بصیرت حاصل ہوجاویگی اب ہم یہ بھی بتائے دیتے ہین کہ وہ کیونکر ملیگی سنو تمھارا اسامان حکمت جو چوری گیا ہے وہ تمکو اہل دل کے یہان یقیناً ملجاویگا۔ رہے وہ لوگ جو محجوب اور کور باطن ہین ان کو تو اوس چور یعنی شیطانکا پتہ بھی نہین۔ تم اہل دل کے یہان جاکر لو وہ سب وصول کرادینگے اور جمادات سے مت اسکے طالب ہو۔ کیونکہ وہ تو چوری کو نہین جانتے پس وہ کیا دلاسکتے ہین اور جماد سے ہماری مراد عامۂ خلایق ہین کہ یہ اہل دل کے مقابلہ مین جماد محض ہین۔

شرح شبیری چون الخ۔ یعنی جبکہ کسی اندھے سے کوئی چور کسی اسباب کو چرالے تو وہ اندھا چوپٹ نالہ ہی کرتا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر نفس تمھارے علوم و معارف کو تم سے علیٰحدہ کردے اور چور لیجاوے تو بسبب تمھاری حقیقت سے اندھے ہونے کے تم بجز اسکے کہ واویلا کرو اور کچھ بھی علاج نہین کرسکتے۔

تا نگوید دزد الخ۔ یعنی جب تک کہ چور خود نہ کہے کہ مین ہون کہ جسنے تجھہ سے چرایا ہے اس لئے کہ مین ایک پرفن چور ہون۔

کے شناسد الخ۔ یعنی اندھا اپنے چور کو کب پہچان سکتا ہے جبکہ وہ نور چشم اور روشنی ہی نہین رکھتا لہذا اب اوسکے ملنے کی دو ہی صورتین ہین یا تو خود وہ چور کہدے یا کسی نے اوسکو چراتے ہوئے دیکھا ہو وہ بتادے غرض اگر کسی طرح سے وہ ملجاوے اور اسکا پتہ چلجاوے تو اب اوسکی تدبیر بتاتے ہین کہ۔

چون بگوید الخ۔ یعنی کہ جب وہ اپنے کو بتادے تو اوسکو خوب مضبوط پکڑ لو یہان تک کہ وہ اسباب کی علامتین بتادے مطلب یہ کہ جب کبھی یہ نفس قابو مین آجاوے تو پھر اسکو چھوڑ دو مت اور اوسکو مجاہدہ و ریاضت سے خوب کمزور

کردو آگے خود فرماتے ہین کہ۔

پس جہاد الخ۔ یعنی پس جہاد اکبر اُس چور کا پکڑنا ہی تاکہ وہ قرم ساق چرائے ہوئے کو بتادے۔ مطلب یہ کہ جب کبھی وہ قابو مین آجاوے تو بس اسکو مجاہدہ و ریاضت مین لگادو تاکہ جو کچھ علوم و معارف اسنے برباد کردیے ہین اون کو واپس کردے۔ زن بمزد اوسکو کہتے ہین جو کہ اپنی جورو کو مزدوری پر چلاتا ہو یعنی قرم ساق۔ اب مولانا آگے فرماتے ہین کہ وہ بعد مجاہدات و ریاضات کے ہی بتادیگا مگر تمھین پہلے ہی بتلائے دیتے ہین کہ اوس نے تمھاری اشیاء ذیل چرا ہی ہین وہ یہ کہ۔

اولا دزدید الخ۔ یعنی اول تو اوسنے تیری آنکھ کا سرمہ چرایا ہی جب تو اوس سے لیگا تو تجھے پھر بصیرت حاصل ہو جاویگی مطلب یہ کہ اول تو اوسنے تیرے اندر جو مادہ حقیقت شناسی کا تھا اوسکو غارت کیا ہے جب تم اوس سے اوسکو واپس لیلوگے تو پھر نور بصیرت حاصل ہو جاویگا۔

کالۂ حکمت الخ۔ یعنی حکمت کی پونجی جو کہ دل کی گم کی ہوئی ہی وہ اہل دل کے سامنے یقیناً حاصل ہی مطلب یہ کہ حدیث مین ہی کہ کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المومن تو فرماتے ہین کہ وہ کلمۂ حکمت جو کہ ضالۂ مومن ہے وہ اہل دل سے آگے ظاہر اور موجود ہوتا ہے۔

کور دل با جان الخ۔ یعنی کور دل باوجود جان کے اور کان کے اور آنکھ کے دزد شیطان کے اثر کو نہین جانتا۔ قرآن شریف مین ہی لہم اٰذان لا یسمعون بہا و لہم قلوب لا یفقہون بہا و لہم اعین لا یبصرون بہا یعنی اونکے کان ہین مگر وہ سنتے نہین اور قلوب ہین مگر سمجھتے نہین اور آنکھین ہین مگر دیکھتے نہین یہ ساری باتین اسلئے ہین کہ اونکے قلوب اندھے ہین اور یہ لوگ کور دل ہین تو اونکے علوم و معارف کو مت تلاش کرو اور مکائد شیطان کا علاج اسنے مت چاہو اسلئے کہ اونکو کچھ خبر ہی نہین ہے۔ او خویشتن گم است کرا رہبری کند یہ عوام دوسرے کو کیا سنبھالین گے پہلے خود تو سنبھل لین۔

ز اہل دل الخ۔ یعنی اوسکو اہل دل سے ڈھونڈھو اور جمادون سے مت ڈھونڈھو اسلیے کہ اذ خلائق تو ان حضرات کے آگے جماد ات ہی ہین لہذا چاہیے کہ نفس و شیطان کے مکر و نکا علاج حضرات اہل اللہ سے پوچھین اور اسپر عمل کرین کہ یہ حضرات خوب واقف ہوتے ہین اس مضمونکو یہان ختم کرکے آگے پھر اس سائل کی حکایت کی طرف رجوع ہی کہ۔

شرح حبیبی

باز میگردیم سوے راز جو ۔۔۔ تا شود ہم مشورت با رازے گو
مشورت جو یندہ آمد نزد او ۔۔۔ کاے ابا کو دک شدہ راز بگو
گفت رو زین حلقہ کین در باز نیست ۔۔۔ باز گرد امروز روز راز نیست
گر مکان را رہ بدے در لامکان ۔۔۔ ہمچو شیخان بودمے من بر دکان

خواندن محتسب مست را بزندان و جواب او۔

محتسب در نیم شب جائے رسید — در بن دیوار مستے خفتہ دید
گفت ہے مستے چہ خوردستی بگو — گفت زین خوردم کہ ہست اندر سبو
گفت آخر در سبو واگو کہ چیست — گفت زانچہ خوردہ ام گفت آن خفی است
گفت آنچہ خوردۂ خود چیست آن — گفت آنکہ در سبو مخفی ست آن
دور می شد این سوال و این جواب — ماند چون خر محتسب اندر خلاب
گفت اورا محتسب ہین آہ کن — مست ہُو ہو کرد ہنگام سخن
گفت گفتم آہ کن ہو می کنی — گفت من شادم تو از غم منحنی
آہ از درد و غم بیدادی است — ہوئے ہوئے میخوران از شادی ست
محتسب گفت این ندانم خیز خیز — معرفت بگذار بگذر زین ستیز
گفت رو تو از کجا من از کجا — گفت مستے خیز تا زندان بیا
گفت مست اے محتسب بگذار و رو — از برہنہ کے توان بردن گرو
گر مرا خود قوت رفتن بُدے — خانۂ خود رفتمے دین کے شدے
من اگر با عقل و با امکانمے — ہمچو شیخان بر سر دکانمے
گر مرا رائے و تدبیرے بُدے — ہمچو شیخان جاہ و توقیرے بُدے
ہم مرا از نیل و در یوزہ بُدے — ندر وا درا ہمہ روزہ بُدے
بگذرا از من زانکہ گم کردی تو راہ — باز جو ریش بزرگ و خانقاہ

اچھا اب ہم پھر اُسی راز تلاش کرنے والے کی طرف لوٹتے ہین تا کہ وہ اپنے راز گو سے مستفیض ہولے غرض مشورہ کا طالب اون کے پاس آیا اور کہا کہ اے بچہ بنجانے والے باپ آپ مجھ سے ایک راز کہد یجئے اوُنھون نے جواب دیا کہ بس زنجیر اور کنڈے کے ہی پاس سے لوٹ جا یہ دروازہ کھلا ہوا نہین - یعنی یہان راز وازکچھ نہین اُلٹا ہی لوٹ جا - یہ دن راز کہنے کا نہین اگر مجھ متمکن کو امکانی یعنی حق سبحانہ سے تعلق خاص ہوتا تو مین بزرگون کی طرح ایک دوکان پر بیٹھا ہوتا اور تعلیم و ہدایت مین مصروف ہوتا - میری تو وہی مثل ہے جو ایک مست کی تھی تفصیل اسکی یہ ہے کہ آدھی رات کے وقت محتسب ایک مقام پر پہونچا دیکھتا کیا ہے کہ دیوار کی جڑ مین ایک مست پڑا ہوا ہے محتسب نے کہا کہ لہرے تو مست ہے بتا تو نے کیا پیا ہے اوسنے جواب دیا کہ مین نے وہی پیا ہے جو سبو مین ہے اُسنے کہا اچھا بتا سبو مین کیا ہے اُسے کہا وہی جو مین نے پیا ہے اور جو کہ تجھے معلوم نہین - اُسنے کہا کہ اچھا تو نے پیا کیا ہے اُسنے کہا جو سبو مین مخفی ہے دیر تک یہی سوال و جواب ہوتے رہے اور محتسب بیچارہ ایسا چکر مین آیا کہ جیسا گدھا دلدل مین پھنسکر رہ جاتا ہے مجبور ہو کر محتسب نے کہا کہ اب تو آہ کر لو اپنی قسمت کو رو کیونکہ اب تیری کمبختی آنے والی ہے مست نے ہو کرنا شروع کیا محتسب نے کہا مین کہتا ہون آہ کر تو ہو ہو کرتا ہے اوسنے کہا مین تو خوش ہون اس لئے ہو ہو کرتا ہون غم سے تیری ہی کمر ٹیڑھی ہے تو آہ کر اسلئے کہ آہ تو وہی کرتا ہے جسکو تکلیف ہو - رنج ہو - یا مظلوم ہو - رہے شرابخوار تو خوشی سے ہو ہو کرتے ہین محتسب نے کہا کہ مین کچھ نہین جانتا چل اوٹھ معرفت کی باتین نہ بنا - اور مباحثہ چھوڑ - اوسنے کہا چل لمبا پڑ تو

کہان مین کہان مین تیری ساتھ کیون جاؤن اوسنے کہا تو مست ہے چل حوالات مین تجھے حد لگائی جاویگی۔ اوسنے کہا محتسب صاحب معاف کیجئے اور تشریف لیجائیے ننگے سے کپڑے کوئی گرو نہین رکہتا کیونکہ اوسکے پاس ہین ہی نہین (مطلب یہ ہے کہ جوکام جس سے نہو سکے اوسکی اوسکو تکلیف نہین دیجاسکتی) آپ خیال تو فرماوین کہ اگر مین چل سکتا تو اپنے گھر نہ جاتا اسحالت مین کیون ہوتا۔ پس مین بھی یون کہتا ہون کہ اگر مین عاقل اور صاحب قدرت راز گوئی ہوتا تو اس حالت مین کیون ہوتا۔ دوکان پر ہوتا۔ میرے لئے بھی یا جھولی اور گداگری ہوتی۔ جیسے بعض فقرا کے لئے حق سبحانہ کی طرف سے شریعت کا لحاظ رکھتے ہوئے یہ مجاہدہ تجویز ہوتا ہی۔ یا مجھے نذرانہ اور تحفہ تحالف ملتے۔ جیسا کہ اور فقرا کو ملتے ہین۔ بہائی تمکو دہوکا ہوا تم مجھے چھوڑو اور کسی خانقاہ مین جاؤ اور کسی بڑی ڈاڑہی والے کو ڈھونڈھو۔

شرح شبیری باز میگردیم الخ۔ یعنی کہ ہم پھر اُس راز جو کی طرف لوٹتے ہین تاکہ وہ راز گو کے ساتھ ہم مشورت ہو مشورت الخ۔ یعنی مشورہ کا تلاش کرنے والا اون کے پاس آیا کہ ارے باوا جوکہ لڑکا بن گیا ہے ایک بات تو بتا۔

گفت رو الخ۔ یعنی اونہون نے کہا کہ چل یہان سے کہ یہ دروازہ کھلا ہوا نہین ہی اور لوٹ جا کہ آج راز بتانے کا دن نہین ہے۔

گر مکانرا الخ۔ یعنی اگر مکانکو لا مکان مین رستہ ہوتا تو مین بھی دوسرے شیخونکی طرح ایک دوکان پر ہوتا۔ مطلب یہ کہ اگر اس عالم ناسوت سے تعلق رکہتا ہوتا اور میرے سپرد خدمت خلق ہوتی تو مین بھی شیخ المشائخ بنا ہوا ایک دکانکی طرح لگائے ہوئے بیٹھا ہوا ہوتا مگر میری حالت اوسکے مناسب نہین ہی لہذا تم یہان سے جاؤ آگے اسکے مناسب ایک حکایت لاتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہی کہ ایک محتسب نے ایک مست کو دیکہا کہ وہ نشہ مین پڑا ہوا ہی تو اوسکو اوسنے جھڑک کر کہا کہ کمبخت تونے شراب پی ہی تو جیلخانہ چل تو اوسنے کہا کہ اگر میرے اندر اتنی طاقت ہوتی کہ جیلخانہ تک جاؤن تو مین اپنے گھر ہی نہ چلا جاتا تا انی نوبت ہی کیون آتی کہ تم مجھے دیکھتے تو اسیطرح حضرت بہلول نے بھی کہدیا کہ اگر میری حالت اسکے قابل ہوتی تو مین بھی ایک دوکان لگائے ہوئے ہوتا۔ اب حکایت سنو۔

محتسب کا ایک مست کو جیلخانہ مین بلانا اور اُسکا جواب

محتسب الخ۔ یعنی آدہی رات کو محتسب ایک جگہ پہونچا تو ایک دیوار کی جڑ مین ایک مست کو سوتا ہوا دیکہا۔

گفت ہے الخ۔ یعنی محتسب نے کہا کہ ارے تو مست ہے تونے کیا کہایا ہی بتا اوسنے کہا کہ مین نے وہ کہایا ہی جو کہ گھڑے مین ہے

گفت آخر الخ۔ یعنی اوس محتسب نے کہا کہ آخر گھڑے مین کیا ہی بتا تو وہ بولا کہ وہ ہی جو مین نے پیا ہی تو اوسنے کہا کہ یہ بھی گول بات ہے (صاف کہہ اور بتا)۔

گفت آنچہ الخ۔ یعنی اوس محتسب نے کہا کہ تونے جو پیا ہی آخر وہ ہی کیا تو بولا کہ جو کچھ کہ گھڑے مین ہے پوشیدہ ہی۔

دور می الخ۔ یعنی اس سوال و جواب مین دور ہورہا تھا تو وہ محتسب گدہے کیطرح کیچڑ مین رہگیا۔ یعنی متحیر ہوا کہ آخر اس سے کسطرح دریافت کرون۔

گفت او را الخ۔ یعنی محتسب نے اوس سے کہا کہ اب افسوس کرو (کہ جیلخانہ چلنا ہوگا) تو مست نے باتون مین ہو ہو

کرنا شروع کین۔
گفت گفتم الخ۔ یعنی محتسب نے کہا کہ مین نے کہا تھا کہ آہ کر اور تو ہو ہو کرتا ہی تو بولا کہ مین تو خوش ہون اور تو غم کی وجہ سے دُبلا اور کمزور ہو رہا ہی۔
آہ از درد الخ۔ یعنی افسوس تو درد و غم اور ظلم کیوجہ سے ہوتا ہے اور میکشون کی ہو ہو خوشی کی وجہ سے ہوتی ہی۔
محتسب گفت الخ۔ یعنی محتسب نے کہا کہ مین یہ نہین جانتا اب اوٹھیے بہت بزرگی مت بگھاریے اور اس لڑائی کو چھوڑیے
گفت الخ۔ یعنی وہ مست بولا کہ جا تو کہان اور مین کہان تو اوس محتسب نے کہا کہ تو مست ہے اوٹھ جیلخانہ تک آ۔
گفت مست الخ۔ یعنی مست نے کہا کہ اے محتسب چھوڑ اور جا ننگے سے تو رہن کو کب لے سکتا ہی۔ مطلب یہ کہ مجھسے جھکیا لے گا بھائی تو اپنا کام کر جا چلا جا۔
گر مرا خود الخ۔ یعنی اگر مجھے چلنے کی طاقت ہوتی تو مین اپنے گھر ہی نہ جاتا یہ بات ہی کاہیکو ہوتی۔ کہ آپ تشریف لاکر مجھے دق کیتے آگے حضرت بہلول کا قول نقل فرماتے ہین کہ۔
من اگر الخ۔ یعنی اگر مین عقل اور امکان کی ساتھ ہوتا تو شیخون کیطرح کسی دکان پر ہوتا۔ مطلب یہ کہ اگر مین بھی اس کام کا ہوتا تو دوسرون کی طرح مشہور ہوتا مگر مین تو علحدہ رہتا ہون مین رائے وغیرہ دینے کے قابل نہین ہون نہ مجھے کچھ آوے۔
گر مرا رائے الخ۔ یعنی اگر میرے اندر رائے اور تدبیر ہوتی تو پیر جیون کی طرح میری بھی عزت اور توقیر ہوتی
ہم مرا الخ۔ یعنی میرے پاس بھی ایک زنبیل اور بھیک ہوتی اور نذر اور دراہم دتونکا ہوتا۔ اہل قصص نے لکھا ہی کہ بعض بزرگون کی یہ شان ہوئی ہی کہ اونھون نے توکل کیا تو اون کو حکم دیا گیا کہ خود جاکر جھولی لیکر مانگو اور بعض نے توکل کیا تو عوام کے قلوب کو اونکی طرف مائل کر دیا کہ لوگ اونکی خدمت کرتے تھے غرضکہ فرماتے ہین کہ اگر میرے سیر دخدمت خلق ہوتی تو مین بھی یا اس طریق کو اختیار کرتا یا اوسکو جب مجھے کوئی طریقہ بھی حاصل نہین ہی لہذا معلوم ہوگیا کہ مین رائے وغیرہ دینے کے کام کا نہین ہون۔
بگذر از من الخ۔ یعنی مجھے چھوڑ اسلئے کہ تو رستہ بھول گیا ہی کسی لمبی ڈاڑھی والے کو اور خانقاہ کو تلاش کر۔ کہ وہان تجھے ایسے لوگ ملین گے جو تیری مشکل کو حل کر دین گے ورنہ مین کچھ نہین جانتا یاد رکھ۔ جب اوسنے دیکھا کہ یہ تو کسیطرح قابو مین آتے ہی نہین تو اوسنے دوبارہ دوسرے پہلو سے بات شروع کی تھی سے کہ وہ کھلجاوین اوسکی بعد مطلب کی بات کہیگا آگے مولانا اسیکو فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

بار دوم بہ سخن آوردن سائل آن بزرگ را تا حال او معلوم تر گردد

گفت آن سائل کہ آخر یک نفس راند سوئے او کہ ہین زو تر بگو	اے سوارہ بر نئے این سو دوان فرس کاسپ من بس توسن است و تند خو

تا اللہ بر تو نہ گوید زود باش | از چہ میپرسی بیانش کن تو فاش

او مجال راز دل گفتن ندید | زد برون شو گرد در لاغش کشید

گفت میخواہم درین کوچہ زنے | کیست لائق از برائے چون منے

گفت سہ گونہ زن اند اندر جہان | آن دو رنج و این یکے گنج روان

آن یکے را چون بخواہی کل تراست | وین دگر نیمے ترا نیمے جداست

وان سوم ہیچ او ترا نبود بدان | این شنیدی دور شو رفتم روان

تا ترا اسپم نہ پراند لگد | کہ بیفتی بر نخیزی تا ابد

شیخ راند اندر میان کودکان | بانگ زد بار دگر او را جوان

کہ بیا آخر بگو تفسیر این | این زنان سہ نوع گفتی برگزین

راند سوئے او و گفتش بکر خاص | کل ترا باشد ز غم یابے خلاص

وانکہ نیمے آن تو بیوہ بود | وانکہ ہیچ آن عیال با ولد

چون ز شوئے اولش کودک بود | مہر کل خاطرش آن سو رود

دور شو تا اسپ نندازد لگد | سم اسپ توسنم بر تو رسد

ہاوہوئے کرد شیخ و باز راند | کودکان را باز سوئے خویش خواند

باز بانگش کرد آن سائل بیا | یک سوالم ماند اے شاہ کیا

باز راند این سو بگو زود ترچہ بود | کہ ز میدان آن بچہ گویم ربود

گفت اے شہ با چنین عقل و ادب | این چہ شیدست این چہ فعلست اے عجب

تو ورای عقل کلی در بیان | آفتابے در جنون چونے نہان

گفت این او باش رائے میزنند | تا درین شہر خودم قاضی کنند

دفع میگفتم مرا گفتند نے | نیست چون تو عالمے صاحب فنے

با وجود تو حرام است و خبیث | کہ کم از تو در قضا گوید حدیث

در شریعت نیست دستوری کہ ما | کمتر از تو شہ کنیم و پیشوا

زین ضرورت گیج و دیوانہ شدم | زین گروہ از عجز بیگانہ شدم

ظاہر اشوریدہ و شیدا شدم | لیک در باطن ہمانم کہ بدم

عقل من گنج است و من ویرانہ ام | گنج اگر پیدا کنم دیوانہ ام

اوست دیوانہ کہ دیوانہ نشد | این عسس را دید و در خانہ نشد

دانش من جوہر آمد نے عرض | این بہائے نیست بہر ہر غرض

کان قندم نیستان شکرم | ہم ز من می روید و من می خورم

سائل نے کہا کہ اے سوار تھوڑی دیر کے لیئے ذرا اپنا گھوڑا ادہر بڑھا لائیے یہ سنکر اونھون ادہر گھوڑا

بڑھایا اور کہا اچھا جلد کہو جو کہنا ہے کیونکہ میرا گھوڑا بہت سرکش اور کڑوا ہے ایسا نہو تمہارے لات مار دے جلدی کہو اور ... جو کہنا ہو صاف کہو۔ یہ سنکر اوسنے اصلی راز بیان کرنے کا تو موقع نہ سمجھا لہذا اوسکو چھوڑ کر ایک فضول بات مین اون کو اولجھا لیا اور کہا کہ مجھے آپکی جناب مین ایک عورت کے متعلق دریافت کرنا ہے آپ فرمادیجیے کہ مجھ سے شخص کے لایق کون عورت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مین تعیین تو کرتا نہین مگر تفصیل بتائے دیتا ہون اون مین جو عورت تمکو پسند ہو اوس سے شادی کرلو۔ دنیا مین تین قسم کی عورتین ہین بعض تو ان مین نہایت مرغوب اور دولت کی طرح آرام جان ہے اور بعض وبال جان۔ ان مین ایک تو وہ ہے کہ اگر تم اس سے شادی کرو تو وہ کل تمہاری ہوگی اور دوسری وہ ہے جو آدھی تمہاری اور آدھی دوسرے کی تیسری وہ ہے جو بالکل بھی تمہاری نہین۔ بس تم سن چکے اب جلد دور ہو مین اڑنچو ہوتا ہون دیکھ گھوڑا لات نہ مار دے کہ تو ایسا گرے کہ پھر اوٹھنا بھی نصیب نہو۔ یعنی مرجاوے۔ یہ کہکر شیخ گھوڑے کو اُڑاتے ہوئے لڑکون مین پہونچ گئے۔ اس شخص نے ان کو پھر بلایا۔ اور کہا کہ ذرا ادھر تو تشریف لائیے یہ تو آپ معما کہ گئے ذرا اسکی شرح تو کر دیجئے جو تین قسم کی عورتین آپنے بیان کی ہین اونکو مفصل تو بیان کیجئے شیخ نے اسکی طرف پھر گھوڑا بڑھایا اور کہا کہ خاص باکرہ تو ایسی ہے جو کل تیری ہے اور تجھے اوسکے ذریعہ سے غم سے نجات مل سکتی ہے اور وہ جو آدھی تیری ہے وہ بیوہ لاولد ہے اور وہ جو بالکل تیری نہین وہ صاحب اولاد بیوہ ہے۔ کیونکہ جب پہلے خاوند سے اوسکی اولاد ہے تو اسکی دلی محبت کل پہلے خاوند سے ہوگی۔ اچھا اب بھاگ جا تاکہ گھوڑا لات نہ مار دے اور میرے سرکش گھوڑے کا پاؤن تجھ تک نہ پہونچ جاوے یہ کہکر شیخ نے پھر دیوانہ وار ہاؤ ہو کی اور گھوڑے کو بڑہایا اور بچون کو اپنی طرف بلایا کہ آؤ رے لڑکو کھیلین اس سائل نے پھر آواز دی کہ جناب میرا ایک سوال اور رہگیا اسکا بھی جواب دیدیجئے مین چلا جاؤنگا شیخ نے پھر گھوڑا بڑہایا اور کہا کہ جلد کہو کیا سوال ہے کہ لڑکا میدان مین سے میری گیند لیگیا مین جاکر اس سے چھینونگا اوسنے کہا کہ آپ تو اسقدر عاقل اور دانا ہین پھر یہ کیا مغالطہ دہی ہے اور یہ آپ کی کیا حرکت ہے مجھے سخت حیرت ہے آپ تو بیان مین عقل کل سے بھی بڑھے ہوئے ہین پھر آفتاب ہوکر ابر جنون مین کیون پوشیدہ ہین۔ آپ نے فرمایا اے عزیز اصل بات یہ ہے کہ عوام مین مشورے ہورہے تھے کہ مجھے قاضی شہر بنا ہین بالآخر مجھ سے کہا گیا مین اون کو ٹالتا رہا۔ لیکن اونھون نے منظور نہ کیا اور کہا کہ آپکی مثل کوئی شخص عالم اور صاحب فن نہین ہے لہذا آپ کے ہوتے ہوئے حرام اور ناجائز ہے کہ کوئی کم درجہ کا شخص قضا مین گفتگو کرے کیونکہ شریعت کی اجازت نہین کہ فاضل کے ہوتے ہوئے مفضول قاضی ہو۔ پس ہم حکم شریعت سے مجبور ہین اور آپ سے کم کو اپنا حاکم اور مقتدا نہ بناوینگے اس ضرورت سے مین پاگل اور دیوانہ بن گیا اور مجبور ہوکر اس گروہ سے علیحدگی اختیار کی کیونکہ مین اپنے اندر اس بار گرانکے تحمل کی قوت نہ پاتا تھا۔ اور عوام میری کمزوری کو سمجھتے نہ تھے۔ اور مجبور کرتے تھے گو مین بظاہر دیوانہ اور مجنون ہوگیا لیکن باطن مین وہی ہون جیسا کہ تھا۔ میری عقل مثل خزانہ کے ہے اور اپنی ظاہری خستگی کے سبب مثل ویرانہ کے ہون۔ اور وہ خزانہ اس ویرانہ مین پوشیدہ ہے۔ بس مین دیوانہ نہین کہ اس خزانہ کو ظاہر کرکے نقصان اُٹھاؤن وہ دیوانہ ہے جو ایسی حالتمین دیوانہ نہو جاوے اور کوتوال (عوام) کو دیکھکر گھر مین (یعنی پردۂ جنون مین) نہ چھپ جاوے۔ میری عقل جوہر ہے عرض نہین (یعنی پختہ اور مضبوط ہے کمزور نہین) اور یہ اس قابل نہین کہ اسکو ہر سامان (حطام دنیا) کے بدلہ مین دیدیا

جاوے یعنی جاہ و مال پر اسکو قربان کر دیا جاوے۔ مین تو کان قند اور نیشکر کا کھیت ہون پس شکر مجھی سے پیدا ہوتی ہے اور مین بھی اون سے متمتع ہوتا ہون۔ یعنی اپنی علوم و معارف سے خود ہی لذت اُٹھاتا ہون سو مجھے اسکی ضرورت نہین کہ کوئی قدردان ہو۔

شرح شبیری

اوس سائل کا اُن بزرگ کو دوبارہ باتون مین لگانا تاکہ حال باقی معلوم ہو جاوے۔

گفت آن الخ۔ یعنی اوس سائل نے کہا آخر تھوڑی دیر کو اے بانس سوار ذرا ادھر گھوڑا چلا دو۔

راند سوے الخ۔ یعنی اوسکی طرف چلا یا کہ ہان جلدی سے کہہ اسلئے کہ میرا گھوڑا بہت قوی اور تیز ہے۔ (ایسکر بھاگ جائے گا مذاج کہتا ہے جلدی کہہ لے۔ ایسی باتین شروع کر دین تاکہ مجنون معلوم ہون)۔

تا لگد بر الخ۔ یعنی تیرے کہین لات نہ مارے جلدی کہہ تو کیا پوچھتا ہے جلدی ظاہر کر۔ سبحان اللہ بانس کا گھوڑا اور لات مار دے یہ ساری باتین اسلئے کہین کہ یہ شخص مجنون ہی سمجھے۔

او مجال الخ۔ یعنی اوس شخص نے بات کہنے کی مجال نہ دیکھی تو اوس سے الگ ہو کر اوسکو مذاق مین کھینچا۔ مطلب یہ کہ جب اوس شخص نے دیکھا کہ یہ بات نہ سنین گے اور اسی طرح ٹالتے رہینگے تو اوسنے مذاق شروع کیا تاکہ ہنسی مذاق کرنے سے ذرا یہ کھلجا وین گے تو اپنے اصل مقصود کو بھی ظاہر کر دونگا تو اوسنے یہ سوچکر یہ کہنا شروع کیا کہ۔

گفت میخواہم الخ۔ یعنی اوسنے کہا کہ مین یہان ایک عورت کرنا چاہتا ہون تو مجھ جیسے کے لائق کون ہے۔ اصل مقصود تو اس شخص کا کسی مشکل باطنی کا حل تھا۔ مگر اوسکو چھوڑ کر یہ باتین شروع کین یہ سنکر حضرت بہلول نے جواب بالاگفت

گفت سہ گونہ الخ۔ یعنی حضرت بہلولؒ نے فرمایا کہ دنیا مین عورتین تین قسم کی ہوتی ہین دو تو خراب اور ایک خزانہ جانی

آن یکے را جو الخ۔ یعنی اوس ایک کو اگر تو کرے تو وہ تو ساری تیری ہی ہے اور دوسری آدھی تیری اور آدھی الگ

وآن سوم الخ۔ یعنی اور وہ تیسری تیری نہین ہے جان لے یہ سنلیا تو اب بھاگ مین جاتا ہون۔

تا ترا الخ۔ یعنی تاکہ کہین میرا گھوڑا تیرے لات نہ مارے۔ کہ تو گر جاویگا اور پھر کبھی اوٹھ نہ سکیگا اوپر۔ چونکہ باتین عقل کی کہی تھین اوسکے بعد ایک یہ بات کہ دیکھو میرا گھوڑا لات نہ مارد ے ایسی کہدی کہ جس سے جنون معلوم ہو غرضکہ یہ کہکر حضرت چلدیے۔

شیخ راند الخ۔ یعنی شیخ نے لڑکون کے اندر گھوڑا چلایا۔ تو اوس شخص نے پھر اونکو آواز دی۔

کہ بیا آخر بگو الخ۔ یعنی ذرا یہان تشریف لا کر اسکی تفسیر تو کر دیجئے اور ان تینون قسمون مین سے چھانٹ تو دیجئے۔

راند سوے الخ۔ یعنی اوسکی طرف پھر تشریف لائے اور اوس سے کہا کہ خاص کنواری تو ساری تیری ہے اور تو غم سے چھوٹ جاویگا یعنی اوس سے نکاح کر کے تو کسی قسم کا غم ہی نہین مزے کرو۔

وان کہ نیمی الخ یعنی اور جو کہ آدھی تیری ہے وہ تو بیوہ بے اولاد ہے اور جو کہ بالکل تیری نہین ہے وہ بیوی با اولاد۔

چون زشوے الخ - یعنی جبکہ پہلے خاوند سے اوسکے بچے ہونگے تو اوسکے دلکا میلان کلی اوسی طرف ہوگا - اور تیری طرف مطلق متوجہ نہوگی یہ مضمون حدیث کا ہی - اسی طرح حدیث مین بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شریف النساء ثلثۃ واحدۃ لك وواحدۃ علیك وواحدۃ لك وعلیك اما التی لك فہی الجدیدۃ البکر فقبھا وحبھالك واما التی علیك فالمتزوجۃ ذات ولد تاکل مالك وتبکی علی الزوج الاول واما التی لك وعلیك فالمتزوجۃ التی لا ولد لھا فان کنت لھا خیرا من الاول فھی لك والا فھی علیك

ان اشعار مین بھی بعینہ یہی مضمون ہی غرض کہ حضرت بہلول نے اوسکو حدیث کیموافق بتادیا آگے فرماتے ہین کہ۔

دور شوتا الخ - یعنی دور ہوجا تاکہ میرا گھوڑا لات نہ ماردے اور میرے قوی گھوڑے کا سم تجھے بہو بخ نجادے - ساری باتین کہکر ایک بات ایسی فرمادیتے ہین عجیب حالت ہی۔

ہائے ہوئے الخ - یعنی شیخ نے ہاے ہوے کی اور پھر گھوڑا چلادیا اور لونڈون کو اپنی طرف بلایا - غرضکہ حضرتکی حالت بالکل لونڈون جیسی ہورہی تھی کہ ایک بانس پر سوار ہین اور لڑکون مین کہیلتے پھرتے ہین۔

باز بانگش کرد الخ - یعنی اوس سائل نے پھر آواز دی کہ حضرت تشریف تو لائیے اجی عقلمند شاہ صاحب میرا ایک سوال اور رہگیا ہے -

باز راند الخ - یعنی پھر اسکی طرف تشریف لائے کہ ہان جلدی سے کہہ کیا ہی اسلئے کہ میدان مین وہ لونڈا میری گیند لے بھاگتا ہی (سبحان اللہ کیا شان ہی) زود تر مخفف ہی زود تر کا یعنی بہت جلدی۔

گفت اے شہ الخ - یعنی اوس سائل نے کہا کہ اجی حضرت باوجود اس عقل و ادب کے یہ کیا مکر ہے اور کیا حرکت ہے تعجب کی بات ہے -

تو ورائے الخ - یعنی آپ تو بیان مین عقل کل سے بھی آگے ہین اور آپ تو آفتاب ہین آپ اس جنون مین کسطرح پوشیدہ ہین مطلب یہ کہ آپ نے اسطرح اپنے کو کیون کر رکھا ہے ماشاء اللہ عاقل سمجھ دار ہین - اسپر جواب ارشاد ہوا کہ

گفت این الخ - یعنی یہ اوباش لوگ رائے نکالتے تھے کہ مجھے اپنے اس شہر مین قاضی کرین۔

دفع میگفتم الخ - یعنی مین دفع کرتا تھا - تو مجھسے کہتے تھے کہ نہین آپ جیسا تو کوئی صاحب فن عالم اور ہی نہین

با وجود تو الخ - یعنی آپکے ہوتے ہوئے تو حرام اور خبیث ہی یہ بات کہ آپسے کم ہوکر قاضی ہوکر بات کہے مطلب یہ کہ آپکے ہوتے ہوئے اور کوئی قاضی بن ہی نہین سکتا۔

در شریعت نیست الخ - یعنی شریعت مین یہ کوئی قاعدہ نہین ہی کہ تم سے کم کو بادشاہ اور پیشوا بنادین (جب آپ موجود ہین تو آپ ہی پیشوا ہین -)

زین ضرورت الخ - یعنی اس ضرورت سے باولا اور دیوانہ ہوگیا ہون اور اس گروہ سے عاجز ہوکر بیگانہ ہوگیا - مطلب یہ کہ اون لوگونکے ایسے خیالات کو دیکھکر باولا بنکر انسے علیحدہ ہوگیا ورنہ قاضی بننا پڑتا - تو کون علت مول لیتا -

اب چونکہ حضرت بہلول نے اوسکو طالب صادق دیکھا اسلئے فرماتے ہین کہ۔

ظاہر الخ - یعنی ظاہر مین باولا اور دیوانہ ہوگیا ہون - لیکن باطن مین وہی ہون جو کہ تھا۔

عقل من الخ - یعنی میری عقل ایک خزانہ ہی اور مین مثل ایک جنگل کے ہون تو اگر مین خزانہ کو ظاہر کردون

تو پاگل ہون مطلب یہ کہ میرے علوم و معارف اور عقل ایک خزانہ کی طرح ہین اور مین ایک جنگل کی طرح تو خزانہ کو تو جنگل مین اسلئے دفن کرتے ہین کہ کسیکو مخبر نہو پھر اگر سب پر ظاہر کرتا پھرون اور بتاتا پھرون کہ میرے اندر یہ خزانہ مدفون ہی تو گیا مین بالکل پاگل تھوڑی ہون۔

او ست دیوانہ الخ۔ یعنی وہ دیوانہ ہے جو کہ (ایسا) دیوانہ نہوا اور اس کو توال کو دیکھکر گھر مین نہ گیا۔ مطلب یہ کہ جو اس دیوانگی کو چھوڑ کر غافل رہا اور عقل ظاہری پر ہی مغرور رہا تو فی الحقیقت تو وہ دیوانہ ہی اور جنسے کہ ایسے لوگون کو جاو سکو پکڑے پھرتے ہین اور کام مین لگاتے ہین دیکھا اور چھپ نہ گیا وہ دیوانہ ہے پس چاہیئے کہ ان سب سے علٰحدہ ہو کر اپنے کو چھپائے ہان اگر کسیکے سپرد خدمت خلق ہے تو اور سکی اور بات ہی یہ اون لوگون کا ذکر ہی کہ جنکے سپرد حق تعالی کی طرف سے یہ خدمت نہین کیگئی۔ بلکہ صرف نماز روزہ کرلو اور مزہ سے یاد خدا مین لگے رہو۔

دانش من الخ۔ یعنی میری عقل جوہر ہے عرض نہین ہے تو یہ ہر عرض کی قیمت نہین ہی۔ مطلب یہ کہ میری حالت اسکے مناسب نہین ہے جو کہ لوگ کہتے ہین لہذا مین الگ ہو گیا۔

کان قندم الخ۔ یعنی مین قند کی کان ہون اور شکر کی نیستان ہون اور مجھ ہی سے پیدا ہوتی ہی اور مین ہی کھالیتا ہون مطلب یہ کہ علوم و معارف کا مین خزانہ ہون میرے ہی اندر سے پیدا ہوتے ہین اور ان سے مین ہی لطف حاصل کرتا ہون مجھے اسکی ضرورت نہین ہی کہ کوئی قدر بھی کرے۔ بلکہ اون سے مین خود ہی حظ حاصل کرتا ہون۔

شرح حبیبی

علم تقلیدی و تعلیمی است آن ... کز نفور مستمع دارد فغان
چون پی دانہ نہ بہر روشنی است ... ہمچو طالب علم دنیائے دنی است
طالب علم است بہر عام و خاص ... نے کہ تا یابد ازین عالم خلاص
ہمچو موشے ہر طرف سوراخ کرد ... نیست مرغے از ہمہ سوراخ فرد
ہمچو موشے ہر طرف سوراخہا ... می کند غافل ز انوار لعا
چونکہ سوئے دشت و نورش رہ نبود ... ہم دران ظلمات جہدے مینمود
گر خدایش پر دہد پر خرد ... برہد از موشے و چون مرغان پرد
ور نجوید پر بماند زیر خاک ... نا امید از رفتن راہ سماک
علم گفتاری کہ او بیجان بود ... عاشق روئے خریداران بود
گرچہ باشد وقت بحث علم زفت ... چون خریدارش نباشد مرد و رفت
مشتری من خدا است او مرا ... می کشد بالا کہ اللہ اشتری
خونبہائے من جمال ذو الجلال ... خونبہائے خود خورم کسب حلال
این خریداران مفلس را بہل ... چون خریداری کند یکمشت گل
گل مخور گل را مخر گل را مجو ... زانکہ گل خوارست دائم زرد رو

دل بخر تا دائما باشی جوان	از تجلی چہرہ ات چون ارغوان
طالب دل شو کہ تا باشی چو گل	تا شوی شادان و خندان ہمچو مل
دل نباشد آنکہ مطلوبش گل است	این سخن را روئے باصاحبدل است

وہ علم تقلیدی وتعلیمی ہی جو سامعین کی ناقدر دانی سے شکوہ وشکایت کرنے لگے۔ اور وہ علم طلب رزق کی نئے سے ہے نہ کہ نور معرفت حاصل کرنیکے لئے اور ایسے علم کا طالب ایسا ہی ہی جیسا طالب علم دنیاوی ۔ وہ لوگونکے لئے علم طلب کرتا ہی اوسکا مقصود خود اپنی رہائی نہین ہی کہ وہ خود اخلاق ذمیمہ اور ملکات ردیہ سے نجات پا جاوے وہ اس چوہے کی مانند ہی جو ہر طرف طلب رزق کے لیئے سوراخ بناتا ہی اور رزق کے ذرائع کو محدود سمجھتا ہے اور اس پرند کی مثل نہین جو تمام سوراخون سے مبرا اور رزق کی ایک نامحدود فضا اپنی ساتھ دیکھ رہا ہی یہ احمق چوہے کی طرح ہر طرف سوراخ کرتا ہی اور طلب رزق مین ہمہ تن ساعی اور منہمک ہی لیکن انوار خورش لقا (حق سبحانہ) سی غافل ہی اور منشا اسکا یہ ہی ہی کہ رزق کے ذرائع نامحدود اور نور معرفت تک تو اسکی رسائی ہی نہین اسلئے مجبوراً تاریکی جہل مین پھنسا ہوا سرگرم جد وجہد ہے لیکن اگر خدا اوسکو پر ہاتے عقل بخشے اور اوسکی عقل کو نور معرفت عطا کرے جو عروج روحانی کا ذریعہ ہی تو ہرگزوہ چوہا پن نکرے بلکہ پروانون کی طرح بلند پروازی کرے ۔ اور علو ہمت وعالی حوصلگی اختیار کرے ۔ اور سمجھے کہ ذرائع رزق نامحدود ہین اسکا حصول کچھ ہماری سعی ناجائز پر موقوف نہین پس اوسکو یہ پر (نور معرفت) حاصل کرنے چاہئین اگر وہ ایسا نکریگا تو ہمیشہ مبتلائے ظلمات جہل رہیگا اور ترقی سے مایوس اور محروم ہوجاویگا علم قال جسمین روح معرفت وحال نہو اور قدر دانونکا طالب ہو۔ ایسا علم اگرچہ بحث ومباحثہ کے وقت بڑا معلوم ہوتا ہے مگر فی نفسہ بہت حقیر اور ناچیز ہے کیونکہ اسکی بقا رطالبین کی رغبت پر موقوف ہی اگر طالبین بے رغبتی کرین تو بہت جلد فنا اور رخصت ہوجاتا ہے اور میرا علم عام قدر دانونکا محتاج نہین میرا قدر دان اور خریدار خود حق سبحانہ ہی وہی اپنی قدردانی سے مجھے عروج دیتا ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ خود فرماتا ہی ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم جسطرح مجھے عام لوگون کی قدر دانی کی ضرورت نہین یون ہی اسکی بھی ضرورت نہین کہ اسکو تحصیل رزق کا ذریعہ بناؤن بلکہ مین اپنے کو اوسکی راہ مین فنا کرچکا ہون اور اسکا خونبہا دیدار جمال حق سبحانہ پاچکا ہون ۔ پس مین اپنے اسی خونبہا کو کھاتا ہون جو کہ میرا کسب حلال ہے یعنی مشاہدہ جمال حق سے غذائے روحانی حاصل کرتا ہون پس میری طلب تو یہ ہے باقی رہی غذائے جسمانی سو مین اسکا طالب وجویان نہین ہون وہ مجھکو حق سبحانہ کیطرف سے خود ملتی ہے اے عالم علم قال کہتا ہان ان عام خریدارون کو چھوڑ انسے تو اپنی دولت کی کیا قیمت حاصل کرتا ہی یہ تو ننگے ہین وہ خود بھی ایک مشت خاک ہین اور اون کی قیمت بھی خاک ہے ایک مشت خاک کیا خریداری کرسکتی ہے ۔ نہ مٹی کھا ۔ نہ مٹی خرید نہ مٹی تلاش کر تجھے معلوم نہین مٹی کھانے والونکی کیا حالت ہوتی ہی مٹی کھلانے والا (طالب دنیا) ہمیشہ زرد رو حق سبحانہ کے سامنے شرمندہ ہوتا ہی ارے دل خرید اور دولت باطنی حاصل کرتا کہ تو ہمیشہ جوان اور قوی القلب ہے اور نور حق سبحانہ سے تیرا چہرہ سرخ اور روشن ہو ۔ بس ہم پھر کہتے ہین کہ دل طلب کر ۔ اور حقیقت علم حاصل کرتا کہ تو گل اور محبوب ومرغوب ہو ۔ اور شراب کی طرح شادان وفرحان ہو شراب کو شادان وفرحان کہنے کی غالباً وجہ یہ معلوم ہوتی ہی کہ وہ دوسرون مین نشاط وسرور پیدا کرتی ہی پھر خود کیون شادان وفرحان نہوگی

یا یہ کہ وہ سرخ ہوتی ہے اور سرخی خوشی کا رنگ ہے واللہ اعلم خوب سمجھ لینا چاہیے جو دل اشیاء دنیہ اور حطام دنیاوی یعنی مال و جاہ طلب کرے وہ دل کہلانے کا مستحق نہین کیونکہ اسمین دل کی صفات نہین ان باتون کو وہی سمجھ سکتا ہی جو صاحبدل ہو عوام کی سمجھ مین نہین آئین گی لہذا ہمارے مخاطب ارباب دل ہی ہین

شرح شبیری

علم تقلیدی الخ۔ یعنی وہ علم تقلیدی اور تعلیمی ہی جو سننے والون کی نفرت سے فغان کرے مطلب یہ کہ جس علم کے لیئے ضرورت اسکی ہی کہ اوسکی قدردان ہین تو وہ باقی اور اوسکو رونق اور ترقی ہے ورنہ زائل ہی تو وہ علم تقلیدی ہے اور جو علم تحقیقی ہوتا ہے اوسکو اسکی ضرورت نہین ہے کہ کوئی قدردان بھی ہو بلکہ وہ تو خود بخود بڑھتا ہے اور صاحب علم اوس سے محظوظ ہوتا ہی تو فرماتے ہین کہ ہمارا علم تحقیقی ہے تقلیدی نہین ہے اسلئے اگر ہم مجنون ہوگئے اور اسحالت مین ہمارا کوئی قدردان نہ بھی رہا تب بھی ہم خوش اور مگن ہین۔

چون پے الخ۔ یعنی جبکہ دانہ کے لیئے ہے روشنی کے لیئے نہین ہے تو مثل دنیائے کمینی کا علم طلب کرنے والی کی طرح ہی۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی علم دین کو دنیا کے لیئے سیکھے وہ طالب علم دین نہین ہے بلکہ ایسا ہی کہ جیسے دنیا ہی کا علم سیکھ لیا اسلئے کہ جب مقصود اس سے دنیا ہی تو وہ دنیا ہی کا ہوگیا۔ اگرچہ بظاہر دین کے لیئے ہے۔

طالب علم است الخ۔ یعنی وہ ایک طالب علم ہی خاص و عام کے لیئے نہ اس لیئے کہ وہ اس عالم سے چھوٹ جاوے۔ مطلب یہ کہ جو شخص کہ دنیا کے لیئے علم حاصل کررہا ہی تو اوسکا نفع دوسرون کو تو پہونچیگا مگر اوسکو خاک بھی نفع نہوگا۔ آگے ایسے طالب علم کی مثال ہی کہ۔

ہمچو موشے الخ۔ یعنی چوہے کی طرح ہر طرف سوراخ کیئے ہین اور وہ پرند نہین ہی کہ تمام سوراخون سے مستغنی ہو مطلب یہ کہ جسطرح چوہا ہر طرف سوراخ کرتا ہی کہ زمین ہی مین سے کبھی اسطرف سے غذا لایا اور کبھی اودھر سے اسی طرح یہ طالب علم ہی کہ ہر جگہ کمانے ہی کی فکر ہے اور جو پرند ہوتا ہی اوسکو سوراخون کی ضرورت نہین ہی بلکہ وہ تو ہر جگہ جاکر غذا کو حاصل کرسکتا ہی اسی طرح جو بزرگان دین ہین اور طالب دین ہین اون کو ان اسباب ظاہری کی ضرورت نہین ہوتی اور اونکو بے ان اسباب ظاہری کے ملتا ہی اور انکی مثال کیمیاگر کی خوب ہی کہ کیمیاگر اسی مین خوش ہوتا ہی کہ اوسکو کوئی نہ جانے کہ یہ کیمیاگر ہے اور جب اوسکو کوئی جان لیتا ہی تو وہان سے چل دیتا ہی بعینہ یہی حالت ہی ان حضرات کی اور اون کے علوم کی کہ یہ اسی مین خوش ہین کہ ان کو کوئی نہ جانتے اور جہان کسیکو انکے کمال کی اطلاع ہوئی اور یہ وہانسے بھاگے۔

ہمچو موشے الخ۔ یعنی چوہے کی طرح چارون طرف بہت سے سوراخ وہ کرتا ہے جو انوار لقاء حق سے غافل ہوتا ہی۔

چون نجسے سوئے الخ۔ یعنی جب اسکو جنگل اور نور کی طرف راہ نہ تھی تو اسی ظلمات میں کوشش کرتا رہا۔

گر خدااش الخ۔ یعنی کہ خدا اسکو پر دے عقل کے پر کہ وہ اس چوہے پن سے چھوٹ کر پرندوں کی طرح چرے مطلب یہ کہ وہ اس کوشش میں ہے کہ حق تعالیٰ اسکو نور بصیرت عطا فرماوے تو وہ اسحالت سے نکلکر محقق بنجاوے جب وہ کوشش کرتا ہی تو ایکدن ہو بھی جاتا ہی۔

ور نہ جوید پر الخ۔ یعنی اگر پر نہ ڈھونڈھے تو خاک کے نیچے ہی رہتا ہے سماک کے راستہ کے چلنے سے ناامید رہتا ہی مطلب یہ کہ اگر طلب ہی نہو تو پھر تو کبھی بھی تحقیق میسر نہیں ہوسکتی ہمیشہ اسی طرح ٹھوکریں کھاتے اور بھٹکتے گذر جاوی گی۔

علم گفتاری الخ۔ یعنی علم قولی کہ وہ بیجان ہوتا ہی وہ عاشق خریدارون کے منہ کا ہوتا ہی۔ اگر قدر دان ہین تو وہ بھی ہی ورنہ کچھ بھی نہین۔
اگرچہ باشد الخ۔ یعنی اگرچہ علم بحث کے وقت تو بہت قوی ہوتا ہی مگر جب اوسکا خریدار نہو تو مرجاتا ہی اور جلد بیتا ہی اوس علم تقلیدی کی تو یہ حالت ہے کہ اگر اوسکے خریدار ہین تو اوس مین ترقی بھی ہی اور اوسکو قیام بھی ہی اور اگر قدر دان نہین ہی تو ترقی تو درکنار باقی بھی نہین رہتا جیسا کہ ظاہر ہے کہ علوم کسبی کو اگر پڑہنے والے ہون تب تو وہ باقی رہتا ہے ورنہ بالکل ذہول ہو جاتا ہی مگر جو علم کہ وہبی ہوتا ہی اوسکو بے کسی خریدار اور قدر دان کے ہر وقت بقا اور ترقی ہی اسلئے کہ اوسکا تعلق تو عطاء حق پر ہوتا ہی اور عطا ہر وقت ہے لہذا اوسکو بھی ہر وقت ترقی ہی اوسکو کسی قدر دان ظاہر کی ضرورت نہین بلکہ اوسکا خریدار تو حق تعالیٰ ہے اسیکو فرماتے ہین کہ۔
مشتری من الخ۔ یعنی میرا خریدار تو خدا ہے اور وہ مجھے بالا کی طرف کہینچ رہا ہی کہ اللہ نے خرید لیا ہی قرآن شریف مین ہی ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ تو یہ حق تعالیٰ کی خریداری ہمکو عالم غیب کی طرف کہینچتی ہی اور حق تعالیٰ نے ہمین خرید لیا ہی۔
خونبہاے من الخ۔ یعنی میرا خونبہا حق تعالیٰ کا جمال ہی اور مین اپنا خونبہا کھاتا ہون۔ اور کسب حلال ہی مطلب یہ کہ ہمین جو حق تعالیٰ نے خرید لیا ہے تو اوسکی قیمت مین ہمکو اپنا جمال مبارک دکہایا ہی بس ہمنے اوسکے بدلے مین اپنی جان بھی فدا کر دی۔ اور تعجب تو یہ ہی کہ جمال سے جو کہ ہمارے خونبہا مین ملا تھا اور جسکے عوض مین ہمنے اپنے کو فنا کر دیا تھا اوسی سے خود ہی لطف حاصل کر رہے ہین اور بالکل کسب حلال ہی کیسے تعجب اور حیرت کی بات ہی اور فرماتے ہین کہ۔
این خریداران الخ۔ یعنی ان مفلس خریدارون کو چھوڑ دے اسلئے کہ ایک مٹھی خاک کیا خریداری کر سکتی ہی مطلب یہ کہ تیرے علوم کے جو آدمی قدر دان ہین اون کو اور اونکی قدر دانی کو چھوڑ اسلئے کہ یہ یکمشت خاک خدا کے سامنے کیا خریداری کر سکتے ہین اور کیا قیمت دے سکتے ہین لہذا اپنا خریدار خدا کو بناؤ اور ان سے سب سے قطع تعلق کرو۔
گل مخور گل الخ۔ یعنی نہ مٹی کو کہاؤ اور نہ اوسکو خریدو اور نہ تلاش کرو اسلئے کہ مٹی کہانے والا ہمیشہ زرد رو رہتا ہی
دل بجز تا الخ۔ یعنی دل کو خریدو تاکہ تم ہمیشہ جوان رہو اور تجلی کیوجہ سے تمہارا چہرہ ارغوان کی طرح رہے۔
طالب دل شو کہ الخ۔ یعنی دل کے طالب ہو تاکہ تم گل کی طرح رہو اور تاکہ تم شراب کی طرح خوش خرم رہو۔
دل بنا شد الخ۔ یعنی وہ دل ہی نہین ہوتا جسکا مطلوب کہ مٹی ہو اور راسیات کا رد صاحب دل کی طرف ہی مطلب یہ ہے اس عالم مادی اور سفلیات مین مت رہو بلکہ اہل دل اور قلب سلیم کی تلاش کرو کہ وہی کام کی چیز ہی اور فرماتے ہین کہ اسکا روئے سخن بھی جو صاحبدل ہو اوسکی طرف ہی ورنہ دوسرا اسکو سمجھ بھی نہین سکتا۔ چونکہ مولانا کا قاعدہ ہے کہ جہان بہت پریشان ہوا کرتے ہین وہان دعا کرنے لگتے ہین تو یہان کہا تھا کہ عالم سفلی سے قطع تعلق کر کے عالم غیب سے تعلق پیدا کرو اور یہ اپنے قبضہ مین نہ تھا اسلئے آگے دعا فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

لطف تو لطف خفی را خود سزا است	یارب این بخشش نہ حد کار ماست

دستگیر از دست ما ما را بخر　　پرده را بردار و پرده ما مدر
باز خر ما را ازین نفس پلید　　کاردش تا استخوان ما رسید
از چو ما بیچارگان این بند سخت　　که گشاید اے شہ بے تاج و تخت
اینچنین قفل گران را اے ودود　　که تواند جز که فضل تو گشود
ما ز خود سوئے تو گردانیم سر　　چون توئی از ما بما نزدیکتر
با چنین نزدیکئے دوریم دور　　در چنین تاریکئے بفرست نور
این دعا هم بخشش و تعلیم تست　　ورنه در گلخن گلستان از چه رست
در میان خون و روده فہم و عقل　　جز ز اکرام تو نتوان کرد نقل
از دو پاره پیه این نور روان　　موج نورش می زند تا آسمان
گوشت پاره که زبان آمد ازو　　میرود سیلاب حکمت جو بجو
سوئے سوراخے که نامش گوشہاست　　تا بباغ جان که نامش ہوشہاست
شاہراه باغ جانہا شرع اوست　　باغ و بستانہائے عالم فرع اوست
اصل سرچشمہ خوشی آنست آن　　زود تجری تحتها الانهار خوان
قصهٔ رنجور گو با مصطفی　　زانکه لطف حق ندارد منتهی
شکر نعمت چون کنی چون شکر تو　　نعمت تازه بود ز احسان او
عجز تو در شکر شکر آمد تمام　　فہم کن در باب قدر تم الکلام

چونکہ طلب دنیا اقتضائے نفس سے ناشی ہے اور نفس کے پنجہ سے رہائی دشوار ہے اسلئے حق سبحانہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور التجا کرتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں اے اللہ یہ موہبت کبریٰ (دنیا سے بے رغبتی) ہماری طاقت سے باہر ہے (گو ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنی سی کوشش کریں اور کوتاہی نہ کریں) اسلئے تیرا لطف وعطائے دولت اسکا مستحق ہے کہ وہ محض میرے فضل خفی سے ناشی ہو اور ہماری جد وجہد پر مبنی نہو۔ اے اللہ تو ہماری دستگیری کر اور ہم جو اپنے ہاتھ بکے ہوئے اور اپنے نفسوں کے غلام ہیں تو ہمکو ہمارے ہاتھ سے خرید لے۔ اور تیرے اور ہمارے درمیان میں جو پردہ حائل ہے اوسکو اٹھا دے اور ہمکو رسوا نکر ہمکو ہمارے نفس سے خرید لے اوسکی چھری ہماری ہڈی تک پہونچ گئی اور اوسکی تعدی انتہا کو پہونچ گئی۔ اے اللہ تاج وتخت سے مستغنی بادشاہ تیرے سوا اس بند سخت کو ہم بیچاروں سے کون الگ کرسکتا ہے اور اے اللہ اس بھاری قفل کو تیرے فضل کے سوا کون کھول سکتا ہے اب ہم اپنے سے رخ پھیر کر اور اپنی کوششوں کو ناکافی سمجھکر تیری طرف رخ کرتے ہیں تو ہم سے ہماری جانوں سے زیادہ نزدیک ہے مگر افسوس کہ ہم اس نزدیکی وقرب پر بھی تجھ سے بہت دور ہیں پس تو ہماری تاریکی میں نور پیدا کر اور ظلمات نفس سے چھڑا کر اپنا نور معرفت عطا فرما۔ ہم اعتراف کرتے ہیں کہ یہ دعا بھی تیری ہی عطا اور تیری ہی تعلیم کردہ ہے ورنہ ہمارے بھاڑ میں باغ کب اگتا ہے اور ہمارے گندہ نفس میں یہ خیالات نفیسہ کہاں پیدا ہو سکتے ہیں تو ہی اپنے فضل سے خون اور آنتوں وغیرہ (جسم) میں فہم وعقل پیدا کرتا ہے اور دو چربی کے ٹکڑوں میں نور بصر جسکی موجیں آسمان سے ٹکر کھاتی

ہین تیرے ہی ذریعہ سے جاری ہی اور ایک گوشت کا ٹکڑا جسکو زبان کہتے ہین اس سے سیلاب حکمت کی ندیان اُن سوراخون کی طرف جن کو کان کہتے ہین باغ جان تک جنکے میوہ ادراکات وافہام ہین تو ہی جاری کرتا ہے اور اس سیلاب کا رستہ شاہراہ باغ جان ہی اور وہی اوسکے بہنے کی جگہ ہی اور عالم کے باغ سب اسی سیلاب کی فرع اور اسی سے ناشی ہین اور خوشی کی اصل اور اسکا سرچشمہ یہ ہی سیلاب حکمت ہے باورنہو تو فوراً جنت تجری من تحتہا الانہار پڑھے۔ یعنی یہ نص گو ظاہر سے تو جنات وانہار حسیہ ہی پر دلالت کرتی ہی مگر بطن سے جنات وانہار معنویہ ومعارف الٰہیہ پر دلالت کرتی ہی چونکہ حق سبحانہ کی الطاف غیر متناہی ہین لہذا وہ شمار مین نہین آسکتین ان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوہا لہذا اپنے عجز کا اقرار کر کے اُس مریض کی طرف متوجہ ہونا چاہیے کہ ان کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا قصہ ہوا۔ تم اوسکی نعمتون کا کیونکر شکر کر سکتے ہو جبکہ یہ شکر خود بھی اسکی ایک نعمت ہی اگر اسکا شکر کروگے وہ شکر بھی ایک نعمت ہی اسکا بھی شکر واجب ہی وہلم جرا غرض تم کسی طرح اوسکے شکر سے عہدہ برآ نہین ہو سکتے۔ پس ایسی حالت مین یہ ہی شکر ہے کہ کہا جاوے لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک اور اپنے عجز کا اقرار کیا جاوے فتدبر تفہم۔ قصہ ختم ہوا۔

شرح شبیری یارب این الخ۔ یعنی اے اللہ یہ عنایت ہماری طاقت کی حد سے تو باہر ہے آپ ہی کا لطف لطف خفی کو سزاوار ہی۔

دستگیر از الخ۔ یعنی دستگیری کیجیے اور ہمکو ہمارے ہاتھ سے خرید لیجیے اور پردہ کو اُٹھا دیجیے اور ہماری پردہ دری نہ کیجیے۔ یعنی آپکے دیدار کے جو حجاب مانع ہین اونکو اُٹھا دیجیے اور ہماری پردہ دری نہ کیجیے۔

باز خر مار االخ۔ یعنی پھر ہمکو اس نفس پلید سے خرید لیجیے کہ اسکی چھری ہماری ہڈی تک پہونچ گئی ہی۔

از چو ما الخ۔ یعنی اے شہ بے تاج وتخت ہم سے اس قید سخت کو کون کہول سکتا ہے۔

اینچنین الخ۔ یعنی اے ودود اس جیسے قفل گران کو سوائے آپکے فضل کے اور کون کہول سکتا ہی۔

ما ز خود سوئے الخ۔ یعنی ہم اپنے سے آپکی طرف متوجہ ہوتے ہین جبکہ آپ ہماری نسبت ہم سے زیادہ نزدیک ہین جیسا کہ ارشاد ہی ونحن اقرب الیہ من حبل الورید۔

با چنین نزدیکئے الخ۔ یعنی باوجود اس نزدیکی کے ہم دور ہی ہین دور آپ ایسی تاریکی مین نور بھیجیے (جس سے ہماری آنکھین کہلین)۔

این دعا ہم بخشش الخ۔ یعنی یہ دعا بھی آپ ہی کی بخشش اور تعلیم ہی ورنہ کھوڑی پر باغ کہان اوگتا ہی مطلب یہ کہ ہمارے اندر یہ باتین کہان یقین یہ بھی آپ ہی کا فضل ہی۔

در میان الخ۔ یعنی بہتے خون کے درمیان مین سمجھ اور عقل بجز آپکے اکرام اور کون نقل کر سکتا ہی مطلب یہ کہ دماغ مین جو کہ خون دریدہ ہی اس سمجھ اور عقل کا رکھدینا یہ بھی آپ ہی کا فضل ہے۔

از دو پارہ الخ۔ یعنی چربی کے دو ٹکڑون سے یہ نور جاری ہی کہ اوسکے نور کی موج آسمان تک جاری ہی۔ مراد آنکھ ہے کہ دیکھو دماغ مین سے یہ نور آتا ہے جس مین کہ حیرت ہوتی ہی اور قدرت حق معلوم ہوتی ہی کہ اللہ اکبر کیا شئے ہے کہ جسمین یہ نور ہے سبحان اللہ۔

گوشت پارہ الخ - یعنی ایک گوشت کا ٹکڑا کہ جسکا نام زبان ہی کہ اس سے علوم کے رو ندی کی طرح بہتے ہین -

سوئے سوراخیکہ الخ - یعنی اس سوراخ کی طرف کہ اسکا نام کان ہی باغ جان تک کہ اوسکا میوہ ہوش ہی -

شاہراہ الخ - یعنی ایک شاہراہ ہے کہ اوسکی جان کا باغ اوسکی شرع ہی اور اس عالم ظاہری کے باغ وبستان اوسکی فرع ہین -

اصل وسر چشمہ الخ - یعنی اصل اور سرچشمہ تو وہی ہے تم جلدی سے تجری تحتہا الانہار پڑھو مطلب یہ ہی کہ دیکھو حق تعالی کی قدرت مین عقل دنگ ہی کہ دماغ مین جو کہ گوشت پوست اور خون کا بنا ہوا ہے عقل جیسی لطیف شے رکھی آنکھون کا نور بھی اس چربی وغیرہ مین رکھا کانو نمین سننے کی طاقت دی وغیرہ وغیرہ تو اصل مین تو ان چیزونکو اوسی کی راہ مین خرچ کرنا چاہیے اسلئے کہ اور اشیار دنیوی سب اونکی فرع ہین اور راہ حق وہی اصل اور سرچشمہ ہی آگے فرماتے ہین کہ -

قصۂ رنجور الخ - یعنی اوس بیمار کا قصہ حضرت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیان کروا سلئے کہ لطف حق کی تو کوئی انتہا ہی نہین -

شکر نعمت چون الخ - یعنی تم اوسکی نعمتون کا شکر کسطرح کر سکتے ہو جبکہ تمھارا یہ شکر بھی اوسکے فضل سے ایک نئی نعمت ہے - مطلب یہ کہ ہمارا شکر کرنا بھی تو ایک نعمت خدا داد ہے کہ اوسی نے توفیق دی ورنہ کسکو توفیق ہو سکتی تھی لہذا اگر بالفرض پہلی نعمتون کا شکر ادا بھی ہو گیا تب بھی یہ جو شکر کیا اسکا شکر کہان ادا ہوا اگر اسکا ادا کیا تو اُسکا جواب کیا کہان ادا ہوا - ہکذا الے غیر النہایہ بس معلوم ہو گیا کہ حق تعالی کی نعمتونکا شکر کوئی ادا نہین کر سکتا - بس ؎ شکر نعمتہائے تو چندانکہ نعمتہائے تو + عذر تقصیرات ما چندانکہ تقصیرات ما ؎ اب چونکہ طالب کو سخت پریشانی ہوتی ہی کہ آخر کس طرح شکر ادا کرنا چاہیے اور تم کہتے ہو کہ ادا ہوتا ہی نہین تو اب کیا کرین اوسکی تدبیر فرماتے ہین کہ

عجز تو از شکر الخ - یعنی تمھارا شکر سے عاجز ہونا ہی پورا شکر ہی سمجھ لو اور یا لو بات پوری ہو چکی - مطلب یہ کہ یہ کہدینا کہ اے اللہ ہم تیری نعمتون کے شکر کرنے سے عاجز ہین یہی خود شکر ہے اور اسی سے شکر ادا ہوتا ہی کہ اوس درگاہ مین عجز کو ظاہر کر دو اللہم لا نحصے ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک - آگے اون صحابی کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قصہ بیان فرماتے ہین -

شرح حبیبی

تتمہ نصیحت کردن رسول صلی اللہ علیہ وسلم آن بیمار را و دعا آموزیدن اورا

گفت پیغمبر مر آن بیمار را　　چون عیادت کرد یار زار را
کہ مگر نوعے دعائے کردۂ　　از جہالت زہربائے خوردۂ
یاد آور چہ دعائے گفتۂ　　چون ز مکر نفس مے آشفتۂ
گفت یادم نیست الا ہمتے　　دار بامن یادم آید ساعتے

از حضور نور بخش مصطفیٰ — پیش خاطر آمد او را آن دعا
ہمت پیغمبر روشنکده — پیش خاطر آمدش آن گم شده
تافت زان روزن که از دل تا دلست — روشنی کو فرق حق و باطلست
گفت اینک یادم آمد اے رسول — آن دعا که گفته ام من بو الفضول
چون گرفتار گنه مے آمدم — غرق گشته دست و پائے میزدم
برگنه باب کشایش می زند — غرقه دست اندر حشائش میزند
از تو تهدید و وعیدے می رسید — مجرمان را از عذاب بس شدید
مضطرب می گشتم و چاره نبود — بند محکم بود و قفل ناگشود
نے مقام صبر و نے راه گریز — نے امید توبه نے جائے ستیز
نے بغیر حق تعالیٰ یار من — اینچنین دشوار آمد کار من
من چو هاروت و چو ماروت از حزن — آه میکردم که اے خلاق من

ذکر دشواری عذاب آخرت و سختی آن

از خطر هاروت و ماروت آشکار — چاه بابل را بکردند اختیار
تا عذاب آخرت اینجا کشند — گربزند و عاقل و ساحروشند
نیک کردند و بجائے خویش بود — سهل تر باشد ز آتش رنج دود
حد ندارد وصف رنج آنجهان — سهل باشد رنج دنیا پیش آن
اے خنک آنکو جهادے میکند — بر بدن زجرے و دادے میکند
تا ز رنج آنجهان وارهد — بر خود این رنج عبادت می نهد

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن بیمار صحابی سے اونکی عیادت کے وقت فرمایا کہ شاید تونے کوئی دعا کی ہے جسکا یہ نتیجہ ہے اور اپنی نادانی سے زہر آلود شوربا کہایا ہے۔ اور اپنے پاؤن پر خود کلہاڑی ماری ہے اچھا یاد کرو کہ جب تم مکر نفس سے پریشان ہوے تو تمنے کیا دعا کی تھی۔ اونھون نے عرض کیا کہ مجھے تو یاد نہین آتا حضور کچھ میرے قلب کی طرف توجہ فرمائین تاکہ یاد آجاوے۔ غرض کہ حضور کی دلون کو منور کرنے والی موجودگی کے سبب ان کو وہ دعا یاد آگئی اور معدن نور پیغمبر کی توجہ سے وہ بھولی ہوئی دعا ذہن مین آگئی۔ کیونکہ وہ روشنی جو حق و باطل مین امتیاز کرنے والی ہے اُس راہ سے جو ایک دل سے دوسرے دل تک ہوتا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان صحابی تک پہونچی۔ اور یہ روشنی اوسکے یاد آنیکا سبب ہوگئی اُسوقت اُن صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ دعا جو مجھ لغو آدمی نے کی تھی یاد آگئی قصہ یہ ہے کہ جب مین کسی گنہ مین مبتلا ہوتا تھا تو مین مثل غریق کے ہاتھ پاؤن مارتا تھا اور نجات کی تدبیر کرتا تھا چنانچہ قاعدہ ہے کہ گنہگار نجات کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے یعنی صورت رہائی سوچتا ہے جیسا کہ ڈوبنے والا تنکے کا سہارا ڈھونڈھتا ہے اسطرف تو مجھے نجات کی فکر ہوتی تھی اودھر حضور والا کی جانب سے گنہگارون کے لئے سخت عذاب کی دہمکیان

اور وعید بین سنتا تھا اس سے مین پریشان ہوگیا سا اور کوئی تدبیر رہائی کی میری سمجھ مین نہ آئی۔ بیڑی مضبوط تھی اور قفل کھلنے والا نہین تھا کیونکہ نہ تو مین اپنے اندر عذاب آخرت کے تحمل کی قوت دیکھتا تھا۔ اور نہ اس سے بھاگنے اور جان بچانیکی کوئی صورت میرے ذہن مین تھی۔ نہ توبہ کی امید تھی۔ اور نہ حق سبحانہ سے مقابلہ ہی کرسکتا تھا اور نہ خدا کے سوا کوئی یار و مددگار تھا۔ غرض مین اس سخت مصیبت مین گرفتار تھا سان وجوہ سے مین حق سبحانہ سے ہاروت و ماروت کی طرح محزون ہوکر اور آہ وزاری کر کے دعا کرتا تھا۔ ہاروت و ماروت نے عذاب آخرت کے خوف سے چاہ بابل کو اختیار کرلیا۔ تاکہ آخرت کے عذاب کے عوض دنیا ہی مین عذاب بھگت لین۔ واقعی بڑے ہوشیار عقلمند اور ساحر روش ہین۔ یہ کارروائی اونھون نے بہت خوب کی اور بہت ٹھیک تھی۔ کیونکہ آگ کی تکلیف سے دھوئین کی تکلیف کا برداشت کرنا سہل ہے۔ اور اس جہانکی تکلیف ناقابل بیان ہے۔ اور دنیا کی تکلیف اوسکے سامنے آسان ہے۔ آگے مولانا فرماتے ہین کہ اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ وہ شخص بڑے مزے مین ہے جو مجاہدہ کرتا ہے اور اپنے جسم پر تنبیہ اور اوسکے ساتھ عدل کرتا ہے یعنی اوسکو معاصی سے روکتا اور اوسکو صدور معاصی پر سزائے مناسب دیتا ہے اور آخرت کی تکلیف سے نجات پانے کے لیے اوسکو عبادت کی تکلیف مین گرفتار کرتا ہے۔ آگے مولانا اصل قصہ کی طرف رجوع فرماتے ہین۔ اور کہتے ہین۔

شرح شبیری

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا اوس مریض کو نصیحت فرمانا اور دعا سکھانا

گفت پیغمبر الخ۔ یعنی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے جب اوس مریض یار غار کی عیادت کی تو اوس کو یہ ارشاد فرمایا کہ مگر نوعے الخ۔ یعنی کہ شاید تمنے کسی قسم کی دعا کی ہے۔ اور جہالت کی وجہ سے زہر آلود کوئی شے کھالی ہے۔ مطلب یہ کوئی ایسی دعا جسکہ نقصان وہ تھی تمنے اپنے لئے کی ہے۔

یاد آور چہ الخ۔ یعنی یاد کرو کہ تمنے کیا دعا کی ہے جبکہ مکر نفس کی وجہ سے پریشان ہوئے ہو۔

گفت یادم الخ۔ یعنی اونھون نے عرض کیا کہ مجھے یاد نہین ہے مگر آپ توجہ رکھئے مجھے ایک گھڑی مین یاد آجاویگی۔ آگے مولانا فرماتے ہین کہ۔

از حضور الخ۔ یعنی مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے نور بخش حضور کیوجہ سے وہ دعا اونکے دل کے سامنے آگئی۔

ہمت پیغمبر الخ۔ یعنی پیغمبر روشنگر صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ سے اون کے دلکے سامنے وہ گم شدہ شئے آگئی۔

تافت زان الخ۔ یعنی اس روزن سے جو کہ دل سے دل تک ہے وہ روشنی جو کہ حق اور باطل مین فرق کرنیوالی ہے چمکی

گفت اینک الخ۔ یعنی عرض کیا کہ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دعا یاد آگئی جو کہ مینے نادانی سے کی تھی۔

چون گرفتار الخ۔ یعنی جبکہ مین گرفتار گنہ ہو رہا تھا اور (بحر عصیان مین) ڈوبے ہوئے ہاتھ پاؤن مار رہا تھا۔

پر گنہ باب الخ۔ یعنی گناہ سے بھرا ہوا کشایش کے دروازہ کو کھولتا ہے اور ڈوبتا ہوا ہاتھ تنکون مین مارتا ہے۔ یعنی کہ مشہور ہے کہ الغریق یتشبث بکل حشیش اسی طرح مین بھی ذرا ذرا سی بات سے سہارا لیتا تھا اور گناہون سے بچنے کی جو تدبیر بھی سمجھ مین آتی تھی کرتا تھا۔

از تو تهدید الخ۔ یعنی آپ سے تہدید اور وعیدین معلوم ہوتی تھین مجرمونکے لئے عذابات شدید کی۔
مضطرب گشتم الخ یعنی مین مضطرب ہوتا تھا اور کوئی علاج نہ تھا ایک مضبوط قید تھی اور ایک نہ کھلنے والا قفل تھا۔
نے مقام صبر تے الخ۔ یعنی نہ تو صبر کا مقام نہ بھاگنے کی جگہ نہ امید (قبولیت) تو بکی نہ جھگڑنے کی جگہ۔
نے بغیر الخ۔ یعنی حق تعالیٰ کے سوا اور کوئی میرا یار نہ تھا میرا کام کچھ ایسا دشوار ہوگیا تھا۔ مطلب یہ ہی کہ گنا ہون مین تو مبتلا تھا اور وعیدین اون پر آپ سے سنتا تھا تو اب پریشان ہوا کہ کیا کرون کچھ سمجھ مین نہ آیا تو یہ دعا کرلی جس کا آگے خود ذکر کرینگے۔
ہیچو ہاروت الخ۔ یعنی ہاروت اور ماروت کی طرح غم کی وجہ سے مین آہ کررہا تھا کہ اے میرے خالق۔ وہ دعا تو آگے بیان کرینگے چونکہ یہان ہاروت و ماروت کی حالت سے تشبیہ دی ہی اسلئے آگے کچھ اون کا ذکر فرماتے ہین۔ محققین کے نزدیک تو یہ قصہ ہاروت ماروت کا جو مشہور ہی غلط ہی مگر مولانا بنا ئً علی المشہور اسکو بیان فرماتے ہین۔

عذاب آخرت کی دشواری اور اوسکی سختی کا بیان

از خطر الخ۔ یعنی خوف کی وجہ سے ہاروت اور ماروت نے ظاہر طور پر بابل کے کنوین کو اختیار کیا۔ قصہ انکا مشہور ہے مطلب یہ ہے کہ جب اون سے سوال ہوا کہ عذاب آخرت چاہتے ہو یا قید بابل تو اونھون نے چاہ بابل ہی کو اختیار کیا تھا۔
تا عذاب الخ۔ یعنی تاکہ عذاب آخرت کا یہین بھگت لین وہ ہوشیار تھے اور عاقل اور ساحر تھے۔
نیک کردند الخ۔ یعنی اونھون نے اچھا کیا اور ٹھیک کیا اسلئے کہ دہوین کی تکلیف آگ سے کم ہوتی ہی۔ یعنی اونھون نے جو عذاب دنیا کو اختیار کرلیا یہ بہتر کیا اسلئے کہ وہان کی تکلیف کے مقابلہ مین یہانکی کلفت اور عذاب اور رنج تو کوئی شئے ہی نہین آگے خود یہی فرماتے ہین۔
حد ندارد الخ۔ یعنی اوس جہان کے تکالیف کے بیان کی تو کوئی حد نہین ہے (بس یہ سمجھ لو کہ) کہ دنیا کی تکلیف اوسکے سامنے بہت سہل ہے۔
اے خنک الخ۔ یعنی وہ اچھا ہی جو کہ جہاد کرتا ہی اور بدن ہی پر سختی اور ظلم کرتا ہی۔ مطلب یہ کہ جو دنیا ہی مین تکالیف برداشت کرلیتا ہی اور مجاہدہ کرتا ہی وہی اچھا ہی اسلئے کہ وہان کی کلفت سے چھوٹ جاتا ہی۔
تا ز رنج الخ۔ یعنی تاکہ اوس جہان کی تکلیف سے چھوٹ جاوے اپنے اوپر عبادت کی تکلیف کو رکھ لیتا ہی۔ یہان تک فرماکر پھر اون صحابی کی دعا کا ذکر فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

من ہمی گفتم کہ یارب آن عذاب	ہم درین عالم بران بر من شتاب
تا دران عالم فراغت باشدم	در چنین در خواست حلقہ میزدم
اینچنین رنجوری پیدا م شد	جان من از رنج بے آرام شد

مانده ام از ذکر و از اوراد خود — بیخبر گشتم زخویش و نیک و بد
گرنمی بینم کنون من روے تو — اے خجستہ وی مبارک خوی تو
می شدم از دست من یکبارگی — کردیم شاہانہ این غمخوارگی
گفت ہے ہے این دعا دیگر مکن — بر مکن تو خویش را از بیخ و بن
تو چہ طاقت داری اے مور نژند — کہ نہد بر تو چنان کوہے بلند
گفت توبہ کردم اے سلطان کہ من — از سر جلدی بنافم ہیچ فن
این جہان تیہ ست و تو موسے و ما — از گنہ در تیہ ماندہ مبتلا
سالہا رہ میرویم و در اخیر — ہمچنان در منزل اول اسیر

ہاروت و ماروت کیطرح مین بھی کہتا تھا کہ اے اللہ وہ عذاب جو آخرت مین ملنے والا ہو اسی عالم مین جلدی مجھے دیدے تاکہ اسی عالم مین فارغ ہوجاؤن اور اسی قسم کی درخواست سے حق سبحانہ کے باب اجابت کی زنجیر کھٹکھٹاتا تھا اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی قسم کی بیماری مجھے لاحق ہوگئی جسکی تکلیف ت میری جان بیکل ہوگئی۔ مین اسکے سبب اذکار و وظائف سے بھی رہگیا۔ اب نہ مجھے اپنی خبر ہے اور نہ بھلے برے کی۔ اے مبارک چہرہ اور اے مبارک خو اگر مین آپکی صورت نہ دیکھتا تو مین ہاتھ سے جاتا رہا تھا یعنی مرچکا ہوتا۔ لیکن دفعۃً حضور والا نے میری شاہانہ غمخواری کی کہ عیادت کو تشریف لائے اس سے مین بچگیا۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھ خبردار ایسی دعا پھر نکرنا اور اپنے کو بیخ و بن سے نہ اوکھاڑنا یعنی تباہ نہو جانا یہ تباہی کی بات ہے اے حقیر چیونٹی تیری کیا طاقت ہو کہ حق سبحانہ تجھ پر اتنا بڑا مصیبت کا پہاڑ ڈالین اونھون نے عرض کیا کہ حضور مین توبہ کرتا ہون کہ اسقدر جلد کوئی کام نہ کرونگا بلکہ سوچ سمجھکر اور مشورہ و فتوی لیکر کرونگا۔ ہماری حالت تو یہ ہو کہ یہ جہان ہمارے لئے مثل وادی تیہ کے ہے اور حضور ہمارے موسے ہین اور ہم اپنی شامت اعمال کی بدولت اس تیہ مین پھنسے ہوئے ہین۔ ہم برسون خدا کا رستہ قطع کرتے ہین اور ریاضات و مجاہدات کرتے ہین لیکن پھر کوئی نہ کوئی گناہ ہوجاتا ہو اور پھر وہین سے وہین آجاتے ہین جہان سے چلے تھے۔

شرح شبیری من ہمی گفتم الخ۔ یعنی مین کہا کرتا تھا کہ اے اللہ وہ عذاب مجھپر اسی عالم مین جلدی سے فرما دیجئے۔
تا دران الخ۔ یعنی تاکہ اوس عالم مین مجھے فراغت حاصل ہوجاوے تو مین اس درخواست مین کوشش کر رہا تھا۔

اینچنین رنجور الخ۔ یعنی مجھے ایسی بیماری پیدا ہوگئی اور میری جان تکلیف کیوجہ سے بے آرام ہوگئی۔

مانده ام الخ۔ یعنی اب مین اپنے ذکر سے اور وظیفون سے عاجز ہوگیا ہون اور اپنو نسے اور برے بھلے سب سے بیخبر ہوگیا ہون۔

گرنمی دیدم الخ۔ یعنی اگر مین اب آپکے چہرۂ انور کی زیارت نہ کرلیتا۔ اے وہ ذات کہ آپکے خصائل بہت ہی مبارک ہین۔

می شدم الخ۔ یعنی مین تو اپنے ہاتھ سے ایک دفعہ ہی ہوچکا تھا آپنے میرے لئے یہ شاہانہ غمخوارگی فرمائی مطلب

یہ کہ مین تو یہ دعا کر کے اپنے ہاتھون برباد ہو چکا تھا مگر اب حضرت کی تشریف آوری سے کچھ تسلی ہوئی اور امید ہی کہ ہدایت ہو جاوے اور مغفرت کی امید ہو گئی ہی۔

گفت ہی ہی الخ۔ یعنی ارشاد فرمایا کہ اے سارے یہ دعا پھر مت کرنا تو اپنے آپ کو جڑ ہی سے مت اوکھاڑ۔ مطلب یہ کہ اس طرح ایسی دعا کر کے اپنے ہاتھون تباہ مت ہو خبردار ایسی دعا ہرگز کبھی مت کرنا۔

تو چہ طاقت الخ۔ یعنی اے کمزور چیونٹی تجھے کیا طاقت ہی کہ تجھپر ایسا بڑا پہاڑ رکھدیا جاوے۔ مطلب یہ کہ تمنے جو دعا کی کہ مجھے دنیا ہی مین عذاب دیدے لو تو خواہ دنیا مین ہو یا آخرت مین عذاب تو ہے پھر تمھارے اندر عذاب حق کی کہان طاقت۔

گفت توبہ الخ۔ یعنی اونھون نے عرض کیا کہ اے میرے بادشاہ مین توبہ کرتا ہون اب کبھی جلدی سے ایسی بات نہ کہونگا۔

این جہان الخ۔ یعنی یہ جہان وادی تیہ (کی طرح) اور آپ موسے (کی طرح) ہین اور ہم گناہ کی وجہ سے تیہ مین مبتلا ہوئے ہین۔

سالہا رہ الخ۔ یعنی برسون تک راستہ چلتے ہین اور اخیر مین اوسی طرح اول منزل مین قید ہین۔ مطلب یہ ہی کہ ہماری تو گناہون مین ایسی حالت ہی کہ بارہا توبہ کرتے ہین اور اُس سے کچھ ترقی حاصل ہوتی ہی اور قلب کی درستی ہوتی ہی مگر پھر اوس توبہ کو توڑ دیتے ہین اور جہان کے تہان رہجاتے ہین جسطرح کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم تھی کہ دن بھر وہ رستہ کی تلاش مین پھرتے تھے اور شام کو وہین موجود ہوتے تھے جہان سے کہ چلے تھے۔ آگے مولانا قوم موسےٰ علیہ السلام کا قصہ بیان فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

ذکر قوم موسےٰ علیہ السلام و پشیمانی ایشان

قوم موسیٰ راه می پیموده اند	آخر اندر گام اول بوده اند
گر دل موسےٰ ز ما راضی بُدے	تیه را راه و کران پیدا شدے
در بکل بیزار بودے او ز ما	کے رسیدے من و سلوی از سما
کے رسیدے چشمہا جوشان ز سنگ	در بیابان تا امان جان شدے
بل بجائے خوان خود آتش آمدے	اندرین منزل لهب بر ما زدے
چون دو دل شد موسےٰ اندر کار ما	گاه خصم ماست گاه یار ما
خشمش آتش میزند در رخت ما	حلم او رد میکند تیر بلا
کے بود که حلم گردد خشم نیز	نیست این نادر ز لطفت ای عزیز
مدح حاضر وحشت ست از بهر این	نام موسےٰ می برم قاصد چنین
ورنه موسےٰ کے روا دارد که من	پیش تو یاد آورم از هیچ تن

(یہ مقولہ صحابی بیمار ہے اور اشعار بالا کا تتمہ ہے ان کے ساتھ ملا کر پڑھنا چاہیے) اُن صحابی نے یہ بھی فرمایا کہ موسےٰ علیہ السلام کی قوم روزانہ چلتی تھی۔ لیکن جہان سے چلتی تھی پھر وہین آجاتی تھی وہ کہتی تھی کہ حالت موجودہ مبتلا ہی

کہ موسے ہمپر کچھ ناخوش ہین اور کچھ مہربان کیونکہ اگر بالکل راضی ہوتے تو اس تیہ کے اندر ہمکو رستہ ملجاتا اور یہ طے ہو جاتا اور اگر بالکل ناخوش ہوتے تو حق سبحانہ کی جانب سے بے مشقت غذائے من وسلوے ہمکو نہ ملتی اور نہ پتھر سے چشمے نکلتے جنہون نے ہماری جان بچائی ہی بلکہ خوان نعمت کے بجائے آتش قہر نازل ہوتی اور اسی جگہ ہمکو پھونک دیتی پس چونکہ موسے علیہ السلام ہمارے معاملہ مین یکسو نہین ہین بلکہ کبھی ہمارے مخالف اور ہم سے ناخوش ہین اور کبھی موافق اور خوش اسلئے اونکی آتش خشم تو ہمارے سامان کو جلاتی ہی یعنی اسکے باعث ہمکو مصیبت پہونچتی ہی اور انکا حلم تیر بلا کو ردکتا ہی اور ہمپر بجلئے مصیبت کے انعام ہوتا ہی وہ دن کب ہوگا کہ ان کا غصہ بھی حلم بنجاوے۔ اور یہ کچھ انکے الطاف بیکران سے بعید نہین یہ جو کچھ مین نے قوم موسے اور موسی علیہ السلام کے متعلق بیان کیا ہی اس سے مقصود مجھکو اپنی حالت زبونکا اظہار ہی اور جناب والا کی تعریف اور حضور سے رحم کی التجا ہی اور یہ عنوان محض ایک پردہ ہی اس پردہ کی ضرورت اسلئے ہوئی کہ خود حضور کے سامنے حضور کی تعریف کرنا حضور کی ناخوشی کا باعث ہوگا۔ ورنہ خود موسے علیہ السلام بھی اسکو گوارا نہ کرینگے کہ حضور کے سامنے انکی تعریف کیجاوے یہانتک جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرکے آگے حق سبحانہ سے مناجات کرتے ہین۔

شرح شبیری

موسی علیہ السلام کی قوم اور اونکی پشیمانی کا ذکر

قوم موسے الخ۔ یعنی قوم موسے علیہ السلام راستہ کو ناپتی تھی اور آخر کار پھر قدم اول ہی رہتے تھے (یعنی جہانسے چلتے تھے وہین پر شام کو موجود ہوتے تھے)۔

راز میگفتند الخ۔ یعنی سارے مرد اور عورتین اور بڈھے اور جوان ظاہر طور پر اور پوشیدہ طور پر سرگوشیان کرتے تھے کہ۔

گر دل موسے الخ۔ یعنی اگر موسے علیہ السلام کا قلب ہمسے راضی ہوتا تو تیہ کا راستہ اور کنارہ ظاہر ہو جاتا۔

ور بکل الخ۔ یعنی اور اگر بالکل ہمسے بیزار ہوتے تو من وسلوے آسمان سے کب آتا۔ آسمان سے آنیسے مراد خوان لگکر آنا نہین ہی اسلئے کہ ایسا نہوتا تھا بلکہ مراد یہ ہے کہ بے تعب کے یہ دونون چیزین ملجاتی تھین ترنجبین درختو نپر سے اور بیٹر جنگل سے ہاتھ آجاتی تھین تو گویا کہ آسمان ہی سے آتا تھا۔ اسلئے کہ اونکو کچھ کرنا ہی نہ پڑتا تھا۔

کے ز سنگے الخ۔ یعنی ایک پتھر سے چشمے کب اوبلتے کہ بیابان مین وہ جان کے لئے امن ہوتے۔ مطلب یہ کہ اگر وہ راضی ہوتے تب تو اس قید مین ہم کیون پھنستے اور اگر ناراض ہوتے تو ہمکو روزانہ یہ نعمتین کیسے میسر آتین غرض کچھ پتہ نہ چلتا تھا اور کہتے تھے کہ۔

بل بجاے الخ۔ یعنی بلکہ بجائے خوان نعمت کے خود آگ آتی اور اس شعلہ مین ہمپر پڑتی۔ مطلب ہی کہ وہ اس ششش وپنج مین تھے کہ اگر موسے علیہ السلام راضی ہین تو اس تیہ مین بھٹکنا کیا اور اگر ناراض ہین تو یہ نعمتین کیسی بلکہ اور غضب نازل ہونا چاہیے اور کہتے تھے کہ۔

چون دو دل الخ یعنی ہمارے معاملہ مین موسے علیہ السلام دو دل کیون ہو رہے ہین کہ کبھی ہمارے دشمن ہین (کہ راستہ

نہین ملتا) اور کبھی دوست ہین (جسکا اثر یہ ہی کہ نعمتین مل رہی ہین)۔
خشمش آتش الخ۔ یعنی اونکا غصہ تو ہمارے اسباب مین آگ لگا دیتا ہی اور اونکا حلم تیر بلا کو رد کر دیتا ہی۔ جب اس مصیبت مین مبتلا ہین تو اب حق سے دعا کرتے ہین کہ۔
کے بود کہ الخ۔ یعنی اے اللہ یہ کب ہوگا کہ غصہ بھی حلم ہوجائے اور آپکے لطف سے یہ کچھ عجب نہین ہی۔ مطلب یہ ہی کہ چونکہ موسے علیہ السلام کی خفگی تو اسی لئے تھی کہ حق تعالی ناراض تھے اسلئے دعا کرتے ہین کہ اے اللہ ہمپر یہ نعمتین کہ من وسلوے بلا تعب حاصل ہوجاتا ہی آپنے [illegible]س فرمادی ہین مگر اسکی ساتھ مین جو یہ اثر غضب کا ہی کہ راستہ نہین ملتا خدا کے لیے اسکو بھی مبدل بہ رحمت فرما دیجئے اور راستہ عنایت فرمادیجئے غرضکہ اون صحابی نے یہ عرض کیا کہ جسطرح کہ یہ لوگ اس تیہ مین مبتلا تھے اور جہان کے تہان شام کو واپس آجاتے تھے۔ اور نکلنا نصیب نہوتا تھا یہی حالت ہماری ہی کہ توبہ کرتے ہین اور حق تعالی کی رضامندی کو حاصل کرتے ہین کہ جس سے راہ حق طے ہونی ہی مگر پھر توبہ توڑ دیتے ہین اور جیسے تھے ویسے ہی ہوجاتے ہین اور پھر ناراضگی حق تعالی کی عود کر آتی ہی جس سے کہ موسے علیہ السلام کی طرح آپ بھی ناراض ہوجاتے ہین اور اوسکا اثر یہ ہوتا ہی کہ توفیق اعمال صالحہ کی نہین رہتی۔ اسلئے خدا کے لیے ایسی نظر رحمت فرمائیے کہ پھر گمراہی نہو اور پھر کبھی توبہ شکنی کی نوبت نہ آوے اور اعمال صالحہ کی توفیق مدت العمر باقی رہے آمین یارب العالمین۔ اب چونکہ ان صحابی نے حضور سے رحم کی درخواست اسطرح کی کہ اپنے گناہ مین مبتلا ہوئے کو قوم موسے کے وادی تیہ مین سرگشتہ ہونیسے اور حضور کو موسے علیہ السلام سے تشبیہ دی اور پھر اُن کے قول کو اپنے لئے بھی چاہا حالانکہ ممکن تھا کہ یہ ساری باتین خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے عرض کر لیتے تو ایسا نکرنیکی وجہ آگے وہ خود فرماتے ہین جسکا حاصل یہ ہی کہ وہ صحابی عرض کرتے ہین کہ چونکہ کسی شخص کی مدح اگر اوسکے سامنے کیجاوے تو اوسکو ایک قسم کی پریشانی ہوتی ہے اور وہ اوس سے اُکتاتا ہی اور پھر ایک قسم کی خوشامد اور ریا بھی ہوتی ہی۔ اسلئے مین نے حضرت موسے علیہ السلام کا قصہ بیان کرکے اوس سے آپکو تشبیہ دی اور پھر اپنی حالت کو بھی عرض کر دیا۔ انتہی اب سنو کہ فرماتے ہین کہ۔
مدح حاضر الخ۔ یعنی مدح حاضر کی چونکہ وحشت پیدا کرنیوالی ہوتی ہی اس لئے مین نے قصداً اس طرح موسے علیہ السلام کا نام لیا۔
ورنہ موسے کے الخ۔ یعنی ورنہ موسے علیہ السلام خود کب جائز رکھتے تھے کہ مین آپکے ہوتے ہوئے کسی اور کو یاد کرون مطلب یہ کہ میرا موسے علیہ السلام کے قصہ کو لانا صرف اسلئے ہی کہ اپنی تعریف سنکر کہین آپ اُکتا نہ جاوین اسلئے اونکی صفات بیان کرکے اونکی نسبت اسطرح عرض کر دیا۔ کہ بس یہی حالت ہماری اور آپکی ہی ورنہ بھلا مین تو کیا موسی علیہ السلام بھی اسکو روا نہ رکھتے کہ آپکے ہوتے ہوئے اور اونکی تعریف کیجاوے نعوذ باللہ بلکہ صرف مقصود یہ تھا کہ آپکو ہماری حالت معلوم ہوجاوے بس اسکو فرماکر آگے پھر انتقال ہی اوپر جو دعا فرمائی تھی کہ ؎ یارب این بخشش نہ حد کار ماست الخ اب آگے بھی مولانا درگاہ باری مین دعا فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

عہد ما بشکست صد بار و ہزار / عہد تو چون کوہ ثابت بر قرار

عہد ما کاہ و بہر بادے زبون / عہد تو کوہ و ز صد کُہ ہم فزون

حق آن رحمت کہ بر تلوین ما / رحمتے کن اے امیر لونہا

خویش را دیدیم و رسوائے خویش / امتحان ما مکن اے شاہ بیش

تا فضیحتہائے دیگر را نہان / کردہ باشی اے کریم مستعان

بیحدی تو در جمال و در کمال / در کژی ما بیحدیم و در ضلال

بیحدی خویش بگمار اے کریم / بر کژی بیحد مشتے لئیم

ہین کہ از تقطیع ما یک تار ماند / مصر بودیم و یکے دیوار ماند

البقیہ البقیہ اے خدیو / تا نگردد شاد کلی جان دیو

بہر مانی بہر آن لطف نخست / کہ تو کردی گمرہان را باز جست

چون نمودی قدرتت بنمائے رحم / اے نہادہ رحمہا در شحم و لحم

زین دعا گر خشم افزاید ترا / تو دعا تعلیم فرما مہترا

آنچنان کادم بیفتاد از بہشت / رجعتش دادی کہ رست از دیو زشت

اے اللہ ہمارا عہد اطاعت کامل سیکڑون بلکہ ہزارون بار ٹوٹ چکا ہے اور تیرا عہد انعام واکرام ہنوز پہاڑ کی طرح ثابت و برقرار ہے ہمارا عہد تو ایک تنکے کی مثل اور ہر باد ہوائے نفس سے متزلزل اور کمزور ہو جاتا ہے۔ تیرا عہد پہاڑ ہے بلکہ سو پہاڑون سے بھی بڑھکر ہے۔ تجھے اس قدرت کی قسم جو تجھکو ہماری تلوین و تغیر پر حاصل ہے ہم پر رحم کر۔ ہمنے اپنے کو بھی دیکھ لیا اور اپنی رسوائی کو بھی دیکھ لیا اے شہنشاہ اس سے زیادہ ہمارا امتحان نکر دیکھ ہماری دیگر رسوائیونکو چھپا لینا رہم مین اب برداشت کی قوت نہین ہے اقول ہذا وجہ ما قال ملا علی القاری بل ہو الصواب وما قالہ یا باہ السباق والسیاق فتدبر۔ تو جمال و کمال مین بیحد ہے اور ہم بھی گمراہی مین بیحد ہین۔ پس اپنی بیحدی کو اس ناچیز کی کجی بیحد پر مسلط کر دے اور اسکو زائل کر دے دیکھ ہمارے کپڑے کا ایک تار باقی رہگیا ہے اور ہم ایک شہر تھے اب صرف ایک دیوار باقی رہگئی ہے یعنی ہم بہت تباہ و برباد ہو چکے اب ہماری کامل تباہی مین تھوڑی ہی کسر باقی ہے پس اے اللہ تو اس بقیہ کی حفاظت کر۔ اور اسکو فنا ہونے سے بچا ایسا نہو کہ ہم بالکل تباہ ہو جاوین اور شیطان کو پوری خوشی حاصل ہو جاوے تو یہ ہمارے لئے نکر کیونکہ ہم تو اس قابل نہین کہ ہم پر کچھ رحم کیا جاوے۔ بلکہ تو اپنی اس لطف قدیم پر نظر کرکے ایسا کر جس سے گمراہون کی دوبارہ دستگیری فرمائی ہے اور ان کی ہدایت کے لیے پیغمبر کو بھیجا ہے۔ اے اللہ تو گوشت پوست مین رحم پیدا کرنیوالا ہے تو اپنی قدرت دکھلا چکا اور ہم دیکھ چکے اب رحم کر کہ ہم مین اس سے زیادہ تاب نہین اگر میری دعائے سابق کی طرح یہ دعا بھی تجھے ناپسند ہو تو اے سردار تو کوئی اور دعا تعلیم فرما۔ جس طرح تونے حضرت آدمؑ کو توبہ کی تعلیم فرما کر شیطان کے پنجہ سے چھڑایا تھا جبکہ آدم علیہ السلام بہشت سے نیچے اتارے گئے تھے۔ (تنبیہ یہ مناجات جسطرح صحابی کی ہو سکتی ہے یون ہی مولانا کی بھی ہو سکتی ہے گو دلی محمد انکار کرتا ہے اور اسکا مخاطب جناب رسول اللہ کو بناتا ہے لیکن اسکا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب ٹھیرانا

تو باطل ہی۔ اور مناجات مولانا ہونے سے انکار غیر موجہ بلکہ اسکا مناجات مولانا ہونا ہی اظہر ہی۔ واللہ اعلم۔

شرح شبیری عہد ما بشکست الخ۔ یعنی ہمارا عہد تو سیکڑوں اور ہزارون مرتبہ ٹوٹا ہی اور اے اللہ آپکا عہد اوسی طرح ثابت اور برقرار ہی۔

عہد ما کاہ الخ۔ یعنی ہمارا عہد تو ایک تنکا ہی کہ ہر ہوا سے مغلوب ہے اور آپکا عہد ایک پہاڑ ہی بلکہ سیکڑوں پہاڑون سے بھی زیادہ (مضبوط ہی)۔

حق آن الخ۔ یعنی اے مالک اموال اُس قوت (عہد) کے طفیل مین ہماری اس تلوین (عہد) پر رحم فرمائیے (اور ہماری حالت کو مبدل باستقامت و دوام فرما دیجئے)۔

خویش را دیدیم الخ۔ یعنی ہم نے اپنے آپکو اور اپنی رسوائی کو دیکھ لیا ہی اب اے شہنشاہ ہمارا زیادہ امتحان نہ کیجئے اس لئے کہ۔

تا فضیحتہا ئے الخ۔ یعنی تاکہ اے کریم مستعان وہ رسوائیان جنکو کہ آپنے ہم سے پوشیدہ کیا ہی ظاہر نہو جاوین اس لئے جو ہولیا ہو لیا آیندہ معاف فرمائیے اور ہماری حالت تلوین کو استقامت اور دوام علی الطاعت سے مبدل فرما دیجئے۔

بیحدی تو الخ۔ یعنی آپ تو جمال اور کمال مین بیحد ہین اور ہم گمراہی اور کجی مین بیحد ہین۔

بیحدی خویش الخ۔ یعنی اے کریم اپنی بیحدی کو ایک مٹھی خاک لئیم کی بیحد کجی پر مقرر فرما دیجئے۔ مطلب یہ کہ اپنے لطف و کرم بیحد کو ہماری اس گمراہی اور بیحد کجی پر مقرر فرما دیجئے تاکہ ہماری اصلاح ہو جاوے۔

ہین کہ از تقطیع الخ۔ یعنی اب تو ہماری لباس (تقوی) مین سے ایک دھاگا رہگیا ہی اور ہم ایک شہر تھے اور ایک دیوار باقی رہگئی ہی

البقیہ البقیہ الخ۔ یعنی اے شہنشاہ باقی ہی کی حفاظت فرمائیے تاکہ کہین اس شیطان کی جان پوری طرح خوش نہو۔ البقیہ البقیہ کی تقدیر ہی احفظ البقیہ احفظ البقیہ۔ مطلب یہ ہی کہ ہماری حالت بہت ردی ہوگئی اور تقوی کو اور اوس استعداد فطری کو بہت کمی کر چکے ہین لیکن اگر اب بھی آپ دستگیری فرمادین گے اور آپکا لطف شامل ہوگا تو امید ہے کہ پھر کچھ سنبھل جاوین ورنہ خوف ہی کہ کہین اس استعداد کو بالکلیہ ہی نہ کھو بیٹھین اور خدانخواستہ نوبت کفر تک آجاوے نعوذ باللہ۔ اور پھر شیطان کو پوری طرح خوش ہونیکا موقعہ ملجاوے۔ لہذا رحم فرمائیے اور دستگیری کیجئے۔

بہر ما نے بہر آن الخ۔ یعنی ہماری وجہ سے نہین بلکہ اوس لطف ازلی کے طفیل سے جس سے کہ آپنے گمراہون کو ہدایت فرمائی ہے۔

چون نمودی الخ۔ یعنی جب آپنے اپنی قدرت دکھائی ہی تو رحم کو بھی دکھائیے۔ اے وہ ذات کہ آپ نے رحم کو گوشت پوست مین رکھا ہو۔ مطلب یہ ہی کہ جب آپنے تغیر احوال مین اپنی قدرت کا ظہور فرمایا ہی کہ ہمکو جسطرح چاہا بدل دیا تو اب رحم فرمائیے اور اسکا بھی ظہور فرمائیے آپکی تو وہ ذات ہی کہ آپنے انسان مین جو کہ گوشت پوست سے بنا ہوا ہی۔ رحم کی صفت ودیعت رکھدی ہی تو پھر آپ تو بدرجہ اولی رحم فرمادین گے۔ اب چونکہ انسان تو حق تعالی کے آگے کوئی نسبت ہی نہین رکھتا نہ اوسکو آداب کی خبر ہے نہ کہین کی بلکہ جو کچھ ہی اوس خالق حق کا سکھلایا ہوا ہی اور پھر اوس مین بھی کوتاہیان ہو جاتی ہین اسلئے کہتے ہین کہ۔

این دعا گر خشم الخ۔ یعنی اگر یہ دعا آپکے غصہ مین ترقی کرے تو اے اللہ آپ ہی کوئی دعا بھی تعلیم فرمائیے۔
آنچنان کادم الخ۔ یعنی جسطرح کہ آدم علیہ السلام بہشت سے گر پڑے تھے تو آپنے اونکو رجوع فرما دیا تھا کہ وہ اس شیطان ملعون سے چھوٹ گئے تھے اسیطرح ہمکو بھی رجوع فرما لیجیے اور ہمکو بھی آپ ہی دعا سکھا دیجیے آگے فرماتے ہین کہ

شرح حبیبی

دیو کہ بود کو ز آدم بگذرد
در حقیقت نفع آدم شد ہمہ
بازی دید و دو صد بازی ندید
آتشے زد شب بکشت دیگران
چشم بندے بود لعنت دیو را
ہم زیان جان او شد دیو او
لعنت این باشد کہ کژ بینش کند
تا بداند کہ ہر آن کو بد کند
جملہ فرزین بندہا بیند بعکس
زانکہ گر او ہیچ بیند خویش را
درد خیزد زین چنین دیدن درون
تا نگیرد مادران را درد زہ
این امانت در دل و جان حاملہ است
قابلہ گوید کہ زن را درد نیست
آنکہ او بیدرد باشد رہزنست
آن انا بیوقت گفتن لعنت است
آن انا منصور را رحمت بدہ
لاجرم ہر مرغ بے ہنگام را
سر بریدن چیست کشتن نفس را
آنچنان کہ نیش کژدم بر کنی
بر کنی دندان پر زہرے ز مار

بر چنین نطعے ازو بازی برد
لعنت حاسد شد آن بد مدمہ
پس ستون خیمۂ خود را برید
باد سوے کشت او گردش روان
تا زیان خصم دید آن دیو را
خود تو گوئی بود آدم دیو او
حاسد و خود بین و پر کینش کند
عاقبت باز آید و بر وے زند
مات بر وے گردد و نقصان و نکس
مہلک و ناسور بیند ریش را
درد او را از حجاب آرد برون
طفل در زادن نیابد ہیچ رہ
این نصیحتہا مثال قابلہ است
درد باید درد کودک را رہیست
زانکہ بے دردے انا الحق گفتن است
وین انا در وقت گفتن رحمت است
وین انا فرعون را لعنت بدہ
سر بریدن واجب است اعلام را
در جہاد و ترک گفتن نفس را
تا کہ یابد او ز کشتن ایمنی
تا رہد مار از بلاے سنگسار

اب مولانا فرماتے ہین کہ شیطان کی کیا مجال ہے کہ آدم علیہ السلام پر غالب ہوجاوے اور اس بساط پر ان سے بازی لیجاوے گو وہ سمجھتا تھا کہ مین آدم کو نقصان پہونچا رہا ہون۔ لیکن فی الحقیقت آدم علیہ السلام کو اس سے کچھ ضرر نہین پہونچا بلکہ اونکو سراسر نفع ہوا ہان وہ فریب خود اس حاسد کیلیے موجب مزید بعد عن الحق ہو گیا۔ اوسنے

صرف ایک چال دیکھی ۔ لیکن حق سبحانہ کی سیکڑون تدبیرونکو اوسنے بالکل نظر انداز کردیا اسلئے اوسنے اپنے خیمہ کا ستون خود اوکھیڑ ڈالا اور اپنا نقصان خود کرلیا ۔ اوسنے رات کو دوسرونکی کھیتی مین آگ لگائی لیکن ہوا اسکو خود اسکی کھیتی کی طرف لیگئی ۔ لہذا اس تدبیر سے خود اسی کا نقصان ہوا لعنت مقدرۂ حق سبحانہ نے اوسکی آنکھون کو بند کردیا تھا کہ اونے اپنے مکر مین دوسریکا نقصان دیکھا اور اپنا ضرر نہ سمجھا پس وہ مکر خود اوسکی جانکا وبال ہوگیا ۔ لہذا یون کہنا چاہیئے کہ شیطان نے آدم کو نقصان نہین پہونچایا بلکہ آدم نے شیطانکو نقصان پہونچایا وہ لعنت مقدرہ ہی ہی جسنے اوسکو غلط بین حاسد خودبین اور دشمن بنایا تاکہ اوسے معلوم ہوجاوے کہ جو شخص برائی کرتا ہی انجام کار وہ برائی اوسیکی طرف لوٹتی اور اُسی کو لاحق ہوتی ہی ۔ وہ اپنے تمام داؤن پیچ نکو منقلب پاتا ہی اور اوسیکو مات ہوتی ہی ۔ اوسیکو ضرر ہوتا ہے وہی سرنگون ہوتا ہی ۔ لعنت ظاہرہ مسبّب از خودبینی و ماتیفرع منہ اور لعنت مقدرہ سبب خودبینی و ماتیفرع منہ اسلئے ہے کہ اگر وہ اپنے کو ہیچ سمجھے اور اپنے معمولی زخم کو بھی ناسور اور مہلک سمجھے اور تھوڑی برائی کو بھی بہت خیال کرے تو اوسکے اندر سوز وگداز پیدا ہوا ور وہ اوسکو حجاب سے نکالکر مقرب بنادے پھر وہ ملعون کاہی کو ہو ۔ پس معلوم ہوا کہ خودبینی و ماتیفرع منہ کا لازمی نتیجہ لعنت ہی ۔ آگے مولانا درد کی ضرورت اور خودبینی کا منشا بیان فرماتے ہین اور فرماتے ہین کہ درد کی ضرورت ہے کیونکہ جب تک ماؤن کے لیے دردزہ عارض نہین ہوتا بچہ ہرگز پیدا نہین ہوتا پس یون ہی سمجھو کہ نتائج محمودہ دل وجان کے اندر مضمر ہین اور وہ ان سے حاملہ ہین اور نصیحتین بمنزلہ دائی کے ہین پس نصیحتونکے موثر ہونے اور نتائج محمودہ کے پیدا ہونیکے لئے درد کی ضرورت ہی اگر درد دل نہو تو نصائح کارآمد نہین ہوسکتین کیونکہ وہ کہین گے کہ ہمتو دائی ہین عورت کو دردزہ ہی نہین ہم بچہ کسطرح پیدا کرین ۔ لہذا ثابت ہوا کہ درد دلکی ضرورت ہی اور درد دل ہی نتائج محمودہ کے پیدا ہونیکا ذریعہ ہی اور جس مین وہ درد نہین وہ رہزن ہی کیونکہ بے دردی سبب ہے انا الحق کہنے اور خودبینی کا اور خودبینی سبب ہے رہزنی کا پس معلوم ہوا کہ بیدرد رہزن ہی اسپر یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ انا الحق تو منصور نے بھی کہا تھا پھر وہ بیدردی سے ناشی کیون نہ تھا ۔ کیونکہ مقصود یہ ہے کہ انا الحق بیوقت کہنا بیدردی سے ناشی اور موجب لعنت ہی ۔ رہا وقت پر انا الحق کہنا سو وہ درد سے ناشی ہی اور موجب رحمت ہے چنانچہ منصور نے اپنے کو فنا کرکے انا الحق کہا لہذا وہ اونکے لئے رحمت ہوگیا اور فرعون نے خودبینی سے انا الحق کہا وہ اوسکے لئے لعنت ہوگیا اس بیان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بے وقت اذان دینے والے مرغ کی طرح بیوقت انا الحق کہنے والے خودبین کا سر اُڑا دینا واجب ہی ۔ مقصد یہ ہی کہ منشا انا الحق کہنے اور خودبینی کا نفس ہی لہذا اسکو مجاہدات سے مار ڈالنا چاہیئے اور شہوت رانی وغیرہ مقتضیات نفس کو خیرباد کہنا چاہیئے تاکہ یہ ہلاک ابدی سے بچ جاوے جسطرح کہ بچھو کا ڈنک اسلئے توڑ دیا جاتا ہی کہ وہ مارے جانے سے بچ جاوے اور زہریلے سانپ کے دانت اسلئے توڑ دئے جاتے ہین کہ وہ سنگساری سے محفوظ رہے اسکے بعد مولانا نفس کشی کی تدبیر ارشاد فرماتے ہین ۔

هیچ نکشد نفس را جز ظل پیر — دامن آن نفس کش را سخت گیر
چون بگیری سخت آن توفیق هوست — در تو هر قوت که آید جذب اوست
مارمیت اذ رمیت راست دان — هرچه دارد جان بود از جان جان
دستگیرنده ویست و بردبار — دمبدم آن دم ازو امید دار

نیست عم گر دیر بے او ماندۂ	دیر گیرد سخت گیرش خواندۂ
دیر گیرد سخت گیرد رحمتش	یک دمت غائب ندارد حضرتش
ور تو خواہی شرح این فضل و ولا	از سر اندیشہ میخوان والضحیٰ

جب ہم تم کو نفس کشی کی ضرورت بتلا چکے اور یہ بھی بتلا چکے کہ یہ مجاہدہ و ریاضت سے حاصل ہوتی ہی تو اب سمجھو کہ مجاہدہ و ریاضت بدون پیر کے مکمل نہین ہو سکتا۔ کیونکہ بدون شیخ کامل کے مجاہدہ مین ضرر کا اندیشہ ہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ نفس کشی بدون شیخ کامل کی تربیت کے نہین ہو سکتی۔ پس تمکو چاہیے کہ اس نفس کشی کا دامن مضبوط پکڑو اور جب تم دامن مضبوط پکڑ لو تو تمکو عجب مین مبتلا نہ ہونا چاہیے بلکہ سمجھا چاہیے کہ یہ توفیق ہی حق سبحانہ کی اور تم مین جو قوت محمودہ پیدا ہو اوسکو اودھر ہی کا جذب سمجھنا چاہیے چنانچہ حق سبحانہ فرماتے ہین مارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمے۔ یعنی اسے رسول یہ کنکریان مارنا خود تمھاری ذاتی قدرت سے نہین تھا بلکہ یہ بھی ہماری ہی توفیق تھی اور اسپر جو نتیجہ مرتب ہوا وہ بھی تمھارا فعل نہین بلکہ ہمارا فعل ہی لہذا یون کہنا چاہیے کہ گویا تمنے نہین پھینکین بلکہ ہمنے پھینکین ہین لہذا یہ بالکل سچ ہی کہ تمکو اسکی تصدیق کرنا چاہیے اور دیگر امور کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیے اور سمجھنا چاہیے کہ جان کے اندر جو بات پیدا ہو وہ حق سبحانہ ہی کی طرف سے ہے وہی مددگار ہے۔ اور بڑا مہربان ہی تم کو ہر وقت اوس سے جذب کا امیدوار رہنا چاہیے۔ اگر جذب مین تاخیر ہو گئی ہی اور تم اوس سے عرصہ تک جدا رہے ہو اور اسلئے تمنے اوسکو پریشان ہوکر اور گھبرا کر دیر تک گرفت کرنے والا اور سخت گرفت کرنے والا سمجھا ہی تو کوئی فکر کی بات نہین تمکو مایوس نہ ہونا چاہیے یہ صحیح ہی کہ کبھی کبھی بمقتضائے حکمت و مصلحت دیر تک پکڑتے ہین اور سخت گرفت کرتے ہین لیکن یہ عتاب ظاہری ہوتا ہے ورنہ اوسکی رحمت تمکو ایک لحظہ کے لئیے بھی اوسکے حضور سے جدا نہین ہونے دیتی۔ اگر تمکو اس عنایت و محبت کی شرح کی ضرورت ہی تو غور سے والضحیٰ پڑھو اس مین قسم کھا کر فرمایا گیا ہی ما ودعک ربک وما قلیٰ وللاخرۃ خیر لک من الاولےٰ جسکا حاصل یہ ہی کہ مفارقت ظاہری اسلئے نہین تھی کہ ہمنے تمکو چھوڑ دیا ہو اور تم سے بغض رکھا ہو بلکہ اس مین تمھاری مصلحت تھی۔

شرح شبیری

دیو کہ بود الخ۔ یعنی دیو کیا ہی کہ وہ آدم علیہ السلام سے بڑھ جاوے اور ایسے بساط شطرنج پر اونسے بازی لیجاوے۔ مطلب یہ کہ جب آپکی عنایت حضرت آدم علیہ السلام کے شامل حال تھی تو پھر اوس شیطان لعین کی کیا ہمت تھی کہ اونسے بڑھ جاتا اور جیت جاتا بلکہ۔

درحقیقت الخ۔ یعنی وہ سارا مکر و فریب حقیقت مین آدم علیہ السلام کا تو نفع ہو گیا اور حاسد کی لعنت کا سبب ہو گیا۔

بازئ دید الخ۔ یعنی اوسنے ایک بازی تو دیکھ لی اور دو سو اور بازیان نہ دیکھین لہذا اپنے خیمہ کے ستونکو کاٹ ڈالا یہ مثال ہے مطلب یہ ہی کہ اوس شیطان لعین نے یہ تو دیکھا کہ میرے اس حنطہ کے کھلا دینے سے یہ جنت سے نکل جاوینگے مگر اوسکو اسکی خبر نہ تھی کہ اوسکے اندر بہت حکم و مصالح پوشیدہ ہین کہ اوسکے ذریعہ سے آدم علیہ السلام کو ظہور اسماء جلالیہ کا ہو گیا مثلاً وعلیٰ ہٰذا لہذا اسکی ایسی مثال ہو گئی کہ کسی شخص نے خیمہ کا بانس کاٹ ڈالا تاکہ فلان دوسرا شخص جو اوسکے اندر ہے مر جاوے بس اسبات پر تو نظر ہوئی مگر اسمین جو اور منفعتین تھین اوسکی ان حضرت کو خبر ہی نہ ہوئی اور نہ اسکی خبر ہوئی کہ میرا بھی نقصان ہے کہ خیمہ بیکار ہو جاویگا۔

آتشے الخ۔ یعنی دوسرے کے کھیت مین رات کو آگ لگائی تھی ہوا نے خود اوسکے کھیت کی طرف آگ کو روانہ کر دیا یہ بھی

مثال ہی مطلب یہ ہو کہ اوسکی ایسی مثال ہوگئی کہ کسی نے دوسرے کے کھیت مین آگ لگائی اور اوسکی نقصان دہی کے لیے دوسرے ہوا نے اوس آگ کو اڑاکر اوسکے کھیت مین لا ڈالا تو اس شیطان نے چاہا تھا حضرت آدم علیہ السلام کا نقصان اور ہوگیا خود اوسکا نقصان خسر الدنیا والآخرۃ نعوذ باللہ منہ ۔

چشم بندی الخ ۔ یعنی اوس دیو کی لعنت کا سبب اوسکی چشم بندی تھی یہانتک کہ اوسنے اوس مکر کو اپنے مقابل کا نقصان جانا مطلب یہ کہ چونکہ یہ حقیقت سے اندھا تھا اسلیے یہ ملعون ہوا اور نہ سمجھ جاتا کہ اونکا کوئی نقصان نہین بلکہ نفع ہو اور سراسر میرا ہی نقصان ہی تو یہ حقیقت سے آنکھ بند ہونیکی وجہ سے ہوا ۔

ہم زیان الخ ۔ یعنی اوسکا مکر اوس ہی کی جان کے نقصان کا باعث ہوگیا جیسے کہ تم کہو کہ آدم ہی اوسکے گمراہ کنندہ ہوگئے اسلیے کہ آخر سبب ظاہری تو آدم علیہ السلام ہی ہوئے ۔

لعنت آن باشد الخ ۔ یعنی لعنت وہ ہوتی ہی کہ اوسکو (ملعون کو) کج بین کر دیتی ہی اور حاسد اور خود بین اور پر کینہ اوسکو کر دیتی ہی ۔

تا بداند الخ ۔ یعنی تاکہ جان لے کہ جو کوئی برائی کرتا ہی یقیناً وہ واپس ہوکر اوسی پر پڑتی ہی (جیسے کہ مثل مشہور ہی کہ چاہ کن را چاہ در پیش) اسی کا مصداق ہو جاتا ہی ۔

جملہ فرزین الخ ۔ یعنی ساری فرزین کی قیدین بالعکس ہوجاتی ہین اور مات ایسے شخص پر پڑتی ہی اور نقصان اور سرنگونی فرزین شطرنج کے وزیر کو کہتے ہین چونکہ اوسکے قید کرلینے سے دوسرے کو مات ہوجاتی ہی اسلئے کہتے ہین کہ فرزین کی ساری قیدین اولٹی ہونگی اور فرزین کی قید سے مراد تدبیر ہے ۔ اب مطلب یہ ہی کہ جب حق تعالیٰ کی طرف سے کسی پر لعنت ہوتی ہے تو اوسکا یہ اثر ہوتا ہی کہ وہ شخص کج بین ہوجاتا ہی اور اوسکو حقیقت کی خبر ہی نہین رہتی اور جو تدابیر کہ دوسرے کے نقصان کی سوچتا ہی وہ خود اوسی پر پڑتی ہین ۔ آگے لعنت کیوجہ سے تدابیر کے اولٹے ہونیکی وجہ فرماتے ہین کہ ۔

زانکہ گر او ہیچ الخ ۔ یعنی اسلئے کہ اگر وہ اپنے کو ہیچ دیکھتا اور اپنے زخم کو مہلک اور ناسور جانتا ۔

درد خیزد الخ ۔ یعنی اس دیکھنے سے دل مین درد اٹھتا اور درد اوسکو حجاب سے باہر لاتا ۔ مطلب یہ ہی کہ اگر لعنت حق نہوتی تو اوس سے حق تعالیٰ خوش ہوتے اور اوس خوشی کا اثر یہ ہوتا کہ حقائق اشیا اوسپر منکشف ہوتین اور جب حقائق اشیا یہ منکشف ہوتین تو اون کی طلب ہوتی اور طلب مین درد پیدا ہوتا ۔ تو یہ درد اور طلب اس حجاب باطن سے اوسکو چھڑا دیتے اور کل تدابیر راس آتین مگر اب جبکہ لعنت ہی تو نہ رحمت ہی اور نہ اوسکا اثر ہی لہذا ساری تدابیر اولٹی ہوتی ہین آگے درد کی فضیلت بیان فرماتے ہین کہ مطلق درد ظاہری کی بہت سی برکات ہین اور اونسے بہت سے فائدے ہین تو جو درد کہ حق تعالیٰ کے لیے ہوگا اوس مین کیون کر فائدے نہونگے فرماتے ہین کہ ۔

تا نگیرد الخ ۔ یعنی جب تک کہ مانکو درد زہ نہو تو بچہ کو پیدا ہونیکا کوئی راستہ ہی نہین مل سکتا ۔ تو اسی طرح جب تک کہ قلب مین درد نہو اسوقت تک اوس سے علوم و معارف و حقائق پیدا نہین ہوتے ۔

این امانت الخ ۔ یعنی یہ امانت دل اور جان مین حاملہ ہی اور یہ نصیحتین دائی کیطرح ہین ۔

قابلہ گوید کہ زن الخ ۔ یعنی دائی کہتی ہی کہ عورت کے درد ہی نہین ہی اور درد چاہیے اسلئے کہ درد ہی بچہ کے لیے راستہ ہے مطلب یہ کہ یہ علوم و معارف تو دل اور جان مین ایسے ہین جیسے کہ حاملہ کے اندر بچہ ہوتا ہی اور یہ پند و نصائح دایہ

کی طرح ہین اور دایہ صرف معین ومددگار ہوتی ہے کہ جب بچہ پیدا ہوا اور نکلنا چاہے تو وہ سنبھال لے اور بچہ جب درد ہو تو اوسوقت خود ہی پیدا ہوتا ہے اسیطرح یہ علوم ومعارف بھی اوسوقت پیدا ہوتے ہین جب دلمین درد ہو اور اگر درد نہو تو یہ نصایح وپند بھی سب بیسود ہین۔ اسلئے کہ یہ تو صرف معین ومددگار رہین اگر کوئی شئے پیدا ہونا چاہے تو اوسکی مدد کرسکتے ہین اور اوسکو سنبھال سکتے ہین۔

آنکہ او بے درد باشد الخ۔ یعنی جو شخص کہ بے درد ہوگا وہ رہزن ہے اسلئے کہ بیدردی انا الحق کہنا ہے۔ مطلب یہ کہ جسکے دلمین درد نہین وہ خود تو گمراہ ہے ہی اور ونکا بھی رہزن ہے اسلئے کہ اس بیدردیکا یہ اثر ہوگا کہ اس سے طلب تو ہوگی نہین لہذا خودبینی وغیرہ آثار پیدا ہونگے۔ اور اوسوقت بوجہ حقیقت ناشناسی کے وجود مستقل اپنا سمجھیگا کہ جس سے خود گمراہ ہوگا اور اورون کو گمراہ کریگا۔ اور جب حال نہو تو انا الحق کے بھی یہی معنی ہین۔ جیسا کہ فرعون نے اپنے وجود کے استقلال کی وجہ سے انا ربکم الاعلے کہا تھا۔ اب یہان ظاہر الفاظ سے یہ شبہ ہوسکتا تھا کہ جب انا الحق کہنا گمراہی ہے تو پھر منصور نے بھی تو کہا تھا وہ بھی خدانخواستہ گمراہ ہوئے تو چونکہ مولانا محقق اور شیخ کامل ہین لہذا اسکا بھی جواب فرماتے ہین کہ

آن انا بیوقت الخ۔ یعنی وہ انا بیوقت کہنا تو موجب لعنت کا ہے اور یہ انا وقت کے اندر کہنا موجب رحمت ہے اور وہ وقت وہ ہے کہ جب اپنے وجود کا اضمحلال اور اوسکا کالعدم ہونا پیش نظر ہو اسوقت انا الحق کہنا رحمت ہے کہ اوسکے اندر وجود حق کا استقلال اور اپنے وجود کا اضمحلال ہے اور اگر یہ حالت نہین ہے بلکہ اپنے وجود کے استقلال کے اظہار کے لیے کہہ رہا ہے تو موجب لعنت ہونا ظاہر ہے آگے دونونکی نظیرین بیان فرماتے ہین۔ کہ

آن انا منصور الخ۔ یعنی وہی انا منصور کے لیے تو موجب رحمت تھا اور وہی انا فرعون کے لیے موجب لعنت تھا۔ اسلئے کہ ایکنے تو اپنے وجود کے عدم کے لیے کہا تھا وہ تو رحمت ہوگیا اور دوسرے نے اپنے وجود کے استقلال کے لیے کہا تھا وہ موجب لعنت ہوا۔

لاجرم ہر مرغ الخ یعنی بس ہر مرغ بے ہنگام کا سر کاٹنا اعلان کے لیے ضروری ہوا۔ کسی زمانہ مین رسم تھی کہ جو مرغ کہ بیوقت اذان دیتا تھا اوسکو ذبح کردیتے تھے اسلئے اوس سے مثال دیکر مولانا فرماتے ہین کہ جس طرح اوس کے بیوقت اذان دینے کی وجہ سے گردن ماری جاتی تھی۔ اس کے بیوقت انا الحق کہنے کی وجہ سے چاہیے کہ سر کاٹ ڈالین آگے فرماتے ہین کہ۔

سر بریدن الخ۔ یعنی سر کاٹنا کیا ہے نفس کا مار ڈالنا ہے مجاہدہ مین اور لذات کے ترک مین۔ لہذا جب تم نفس کشی کرلوگے تو اوس سے پھر خودبینی پیدا نہوگی۔

آنچنان کہ الخ۔ یعنی جسطرح کہ بچھو کا ڈنک اوکھاڑ دو تو وہ مارے جانے سے بیخوف ہوجاتا ہے۔

بر کشی دندان الخ۔ یعنی سانپ کے زہر سے بھرے ہوئے دانت اوکھاڑ دو تاکہ وہ سنگساری کی بلا سے چھوٹ جاوے تو اسی طرح جب تم نفس کشی کرلوگے تو اور تو اسکے شر سے بچین ہی گے مگر اسکو بھی یہ فائدہ ہوگا کہ سرزنش سے بچ جاویگا جیسا کہ اوپر کی دونون مثالون سے واضح ہے۔ آگے فرماتے ہین۔

ہیچ نکشد الخ۔ یعنی نفس کو سوائے پیر کے سایہ کے اور کوئی مار نہین سکتا۔ تو تم اوس نفس کے مارنے والے کے دامن کو مضبوط پکڑ لو۔

چون تو گیری الخ - یعنی جب تو مضبوط پکڑلے گا تو وہ توفیق حق ہوگی اور جان لے کہ تجھ مین جو قوت بھی آوے وہ جذب حق ہے اور اوسکی توفیق ہے - بلکہ شیخ کو تو ایسا سمجھ کہ -

مارمیت اذرمیت الخ - یعنی مارمیت اذرمیت کو درست جا تو وہ جو کچھ کہ رکھتا ہے وہ جان جان ہی سے ہے - مطلب کہ اسکے جو تصرفات ہین وہ تصرفات حق ہی ہین اسلئے کہ وہ تو بی یسمع اور بی یبصر اور بی ینطق کا مصداق ہوگیا ہے -

دست گیرندہ الخ - یعنی ہاتھ پکڑنے والا تو وہی ہے اور برد بار تو دمبدم اوس دم کی اوس سے امید رکھ - اور چونکہ بعض مرتبہ سالک کو وصول مین دیر ہوتی ہے تو وہ اکتا جاتا ہے اسلئے فرماتے ہین کہ -

نیست غم گر دیر بے الخ - یعنی اگر دیر تک تم بے اوسکے رہے ہو تو کوئی غم نہین ہے اسلئے وہ دیر مین پکڑتا ہے مگر اوسکو سخت گیر پڑھا ہے مطلب یہ کہ اگرچہ دیر مین حاصل ہو مگر جب ملجاتا ہے تو پھر ایسا مضبوط پکڑتا ہے کہ پھر نہین چھوڑتا جیسا کہ مسئلہ تصوف کا ہے کہ الفانی لایرد تو جب تمکو معلوم ہے کہ دیر گیرد لے سخت گیرد تو پھر گھبرانیکی کون بات ہے -

دیر گیرد الخ - یعنی اوسکی رحمت دیر مین پکڑتی ہے مگر سخت پکڑتی ہے پھر ایکدم کے لیئے اپنی بارگاہ سے تجھے غائب نکرے گی -

در تو خواہی الخ - یعنی اور اگر تو اس فضل اور بخشش کی شرح چاہتا ہے تو ذرا سوچ سمجھکر والضحی کو پڑھ لو - مطلب یہ کہ والضحی مین ہے ماودعک ربک وما قلی تو دیکھو جب وحی مین دیر ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پریشان ہوئے تو یہی ارشاد ہوا جب پکڑلیتے مین تو چھوڑتے نہین مین لہذا گھبرانیکی بات نہین ہے تو اسی طرح اگر دیر بھی ہو تو پریشان مت ہو -

شرح حبیبی

ور تو گوئی ہم بدیہا از ویست	لیک آن نقصان فضل اوکی است
آن بدی دادن کمال اوست ہم	من مثالے گویمت اے محتشم

مثال در بیان معنی ان تو من بالقدر خیرہ وشرہ

کرد نقاشے دو گونہ نقشہا	نقشہائے صاف ونقش بے صفا
نقش یوسف کرد وحور خوش سرشت	نقش عفریتان وابلیسان زشت
ہر دو گونہ نقش اوستادی اوست	زشتئ او نیست آن رادی اوست
خوب را در غایت خوبی کشد	حس عالم چاشنے ازوی چشند
زشت را در غایت زشتی کند	جملہ زشتیہا بگرد او تنند
تا کمال دانشش پیدا شود	منکر اوستادیش رسوا شود
ور نداند زشت کردن ناقص است	زین سبب خلاق گبر ومخلص است
پس ازین رہ کفر وایمان شاہدند	بر خداوندیش ہر دو ساجدند
لیک مومن دانکہ طوعا ساجدست	زانکہ جویائے رضا وقاصدست
ہست کرہا گبر ہم یزدان پرست	لیک قصد او مراد دیگرست

قلعہ سلطان عمارت مے کند ‖ لیک دعوی امارت مے کند

گشت باغی تا کہ ملک اورا بود ‖ عاقبت خود قلعہ سلطان را شود

مومن آن قلعہ برائے پادشاہ ‖ میکند معمور نے از بہر جاہ

زشت گوید اے شہ زشت آفرین ‖ قادری بر خوب و بر زشت مہین

خوب گوید اے شہ حسن و بہا ‖ پاک گردانیدیم از عیبہا

حمد لک والشکر لک یا ذوالمنن ‖ حاضری و ناظری بر حال من

حاصل آنکہ کو ہر آنچہ خواست کرد ‖ خوب را و زشت را چون خار و ورد

اوست بر ہر پادشا ہے پادشا ‖ کارساز یفعل اللہ ما یشا

اگر تم یہ سوال کرو کہ جان کے اندر جو بات بھی پیدا ہو سبکو اوسیکی طرف سے سمجھو تو اس سے لازم ہی کہ برائیان بھی اوسکی طرف سے ہون اور یہ اوسکا نقص ہی تو اسکا جواب یہ ہی کہ ہم تسلیم کرتے ہین کہ برائیان بھی اوسکی طرف سے ہین مگر ہم کہتے ہین کہ یہ اوسکا نقص نہین بلکہ عین کمال ہی ہم اس مضمونکو ایک مثال سے سمجھاتے ہین تم حق سبحانہ کو ایک مصور فرض کرو اوسنے اچھی اور بری ہر قسم کی صورتین بنائی ہین یوسف اور حور عین کی تصویرین بھی اوسی نے بنائی ہین اور دیو اور شیطانونکی صورتین بھی اوسی نے بنائی ہین اب کیا کوئی کہہ سکتا ہی کہ یہ اسکا نقص ہی ہرگز نہین بلکہ یہ اوسکی عین اوستادی اور کمال ہی یہ اوسکی برائی نہین بلکہ عین حکیمی اور صناعی ہی وہ اچھے کو نہایت اچھا بناتا ہی کہ عالم کے حواس اس سے تر لیتے ہین اور برے کو نہایت برا بناتا ہی گویا کہ تمام برائی اوسین جمع کر دیتا ہی یہ اسلئے کہ اسکا کمال علم وصنعت ظاہر ہو اور اسکی اوستادی کا منکر ذلیل ہو ہم تو کہتے ہین کہ اگر برے کو نہ پیدا کر سکے تو یہ اوسکا نقص ہے اسی لئے اوسنے مومن وکافر دونون کو پیدا کیا۔ تاکہ نقص کا الزام اسپر عائد نہو سکے اسی لئے کافر و مومن ہر ایک اسکی خدائی کے شاہد اور اوسکے سامنے سرفگندہ ہین۔ مگر انمین فرق کیا ہی وہ فرق یہ ہی کہ مومن تو طوعاً منقاد ہی کیونکہ وہ طالب وقاصد رضائے حق ہی اور کافر قہراً خدا پرست ہی۔ مگر مقصود اوسکا دوسرا ہی یعنی انکار و مخالفت۔ اسلئے اسکی مثال ایسی ہی جیسے ایک باغی کہ وہ بغاوت کے لیئے قلعہ بناتا ہی اور امارت کا دعوے کرتا ہی۔ اور بغاوت اسلئے کرتا ہی کہ ملک پر قبضہ کر لے لیکن نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ وہ مغلوب ہوتا ہی اور قلعہ بادشاہ کے قبضہ مین چلا جاتا ہی تو اسنے حقیقةً بادشاہی کے لیئے قلعہ بنایا تھا مگر چونکہ مقصود اوسکا اطاعت نہ تھا بلکہ مخالفت تھا اسلئے مردود ہوا۔ اور مومن اپنی وجاہت کے لیے قلعہ نہین بناتا بلکہ وہ بادشاہ کی بادشاہی کو تسلیم کرتا ہی۔ اور اسی کے لیے وہ قلعہ بناتا ہی ہذا مقرب ہی غرض کہ اچھے ہون یا برے خواہ بزبان حال ہون یا بزبان قال سب اسکے مداح ہین اور اوسکی اوستادی وکمال کی داد دیتے ہین برا کہتا ہی کہ اے برے کے پیدا کرنے والے تو اچھے پر بھی قادر ہی اور برے پر بھی۔ اچھا کہتا ہی کہ ای شہ حسن وبہا تونے مجھے عیبون سے پاک کیا اسے محسن تیرا لاکھ شکر و احسان ہی تو حاضر و ناظر ہی میری حالت واقعی طور پر تیرے کمال کی داد دے رہی ہی۔ خلاصۂ کلام یہ ہی کہ اچھون کو اچھا بھی اسی نے بنایا اور برون کو برا بھی اوسی نے بنایا جسطرح کہ کانٹا بھی اسی نے بنایا اور پھول بھی اوسی نے اور با قتضائے حکمت جیسا چاہا ویسا بنایا کسیکو اوسپر اعتراض کا حق حاصل نہین کیونکہ یہ منصب اوسکا ہے جو خدا پر حاکم ہو۔ اور خدا پر کوئی حاکم نہین بلکہ وہ خود احکم الحاکمین ہی اوسکی شان یہ ہے لا یسئل عما

یفعل وہم یسئلون لہذا وہ فاعل مختار و حکیم ہے باقتضائے حکمت جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

شرح شبیری ور تو گوئی الخ۔ یعنی اور اگر تم کہو کہ یہ برائیاں بھی اوسی سے ہیں لیکن وہ اوسکے فضل کی کمی کب ہے مطلب یہ ہے کہ اگر شبہ ہو کہ یہ جو گناہ وغیرہ برے کام پیدا کئے اگر اونکو پیدا نفرماتے تو بہتر تھا۔ اسلئے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حق تعالیٰ میں نعوذ باللہ کوئی نقص ہے جو ایسی بری چیزیں اون سے صادر ہوئیں تو یہ شبہ بالکل فضول ہے اسلئے کہ اونکے پیدا کرنے سے آئین نقصان کب ثابت ہوا بلکہ۔

آن بدی الخ۔ یعنی وہ بدی دینا بھی اوسکا کمال ہے اور میں ایک مثال تم سے بیان کرتا ہوں اے محتشم۔ کہ اوس سے تمکو معلوم ہو جاوے کہ خلق معاصی وغیرہ دلیل نقص نہیں ہے بلکہ دلیل کمال ہی ہے

ایمان بالقدر خیرہ وشرہ کے بیان کرنے میں ایک مثال

کرد نقاشی الخ۔ یعنی کسی نقاش نے دو طرح کے نقش بنائے کچھ صاف نقش اور کچھ نقوش بے صفا (یعنی خراب)
نقش یوسف الخ۔ یعنی یوسف جیسا نقش بنایا اور ایک خوبصورت حور کا اور کچھ دیو سے اور شیطانان مردود کے۔
ہر دو گونہ الخ۔ یعنی دونوں نقش اوسکی اوستادی ہیں اور وہ اوسکی برائی نہیں ہیں بلکہ وہ اوسکی دانائی (کی دلیل) ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے برے اور بھلے دونوں طرح کی مخلوق پیدا فرمائی ہے مگر برونکو پیدا کرنا اور ناقصین کا ایجاد مستلزم اوسکے نقص اور برائی کو نہیں ہے بلکہ دونوں کا ایجاد دلیل ہے اوسکے کامل ہونیکی کہ کیا قدرت ہے کہ جیسا چاہے بنا دے ورنہ اگر سب مخلوق یکساں ہی پیدا ہوا کرتی تو پھر تو وہ امر اضطراری ہو جاتا جیسا کہ مشین ہوتی ہے کہ جب اوسکو چلا دیا گیا تو وہ ایک ہی سی چیز بناتی چلی جاویگی بخلاف کاریگر اور صناع کامل کے کہ وہ ہر شے کو جب دوبارہ بنا دیگا تو یقیناً پہلے سے اوس میں فرق ہوگا۔ اسکی ایک مثال حضرت حاجی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے۔ سبحان اللہ عجیب مثال ہے فرماتے تھے کہ اس زشت و خوب کی تخلیق کی ایسی مثال ہے جیسے کہ کاتب کی کتابت اسلئے کہ دیکھو اگر میر پنجہ کش جیسا کاتب جو اپنے فن میں کامل ہیں ایک بہت نفیس وصلی لکھکر دکھا دیں تو کوئی تعجب نہیں ہے اسلئے کہ یہ تو اونکا کام ہی ہے اسطرح تو وہ بالکل بے تکلف لکھ سکتے ہیں کمال تو جب ہے کہ لکھیں تو قلم برداشتہ مگر لکھیں ایسا جیسا کہ گویا کسی مکتب کے بچے کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اس سے معلوم ہوگا کہ اسقدر بڑا کامل ہے کہ جو چاہے اور جس طرح چاہے لکھدے کسی ایک طرز اور ایک روش کا پابند نہیں ہے اسی طرح چونکہ حق تعالیٰ جمیل ہیں (جیسا کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اللہ جمیل یحب الجمال) وہ اگر جمیل اور حسن کو پیدا فرما دیں تو اسقدر تعجب نہیں ہے جیسا کہ زشت کا بنانا تعجب کی بات ہے کہ اللہ اکبر وہ ذات جسکی کہ یہ شان ہے اور وہ یہ صورتیں پیدا کرے بس سوائے اسکے کہ منکر سے منکر بھی اور ملحد سے ملحد بھی پکار اوٹھے کہ وحدہٗ لاشریک ہے بے شک قادر مطلق ہے اور کوئی بات نظر نہیں آتی تو دیکھو وہ شے کہ جو بظاہر ذات باری تعالیٰ میں نقص معلوم ہوتا تھا بحمد اللہ وہی موجب کمال ہو گیا اور ہو کیا گیا پہلے سے تھا اب ظاہر ہو گیا۔ وللہ الحمد۔ اسکو مولانا فرماتے ہیں۔ کہ ع زشتی او نیست آن رادی اوست۔ سبحان اللہ اور اوسکی وہ قدرت ہے کہ۔

خوب رسا الخ۔ یعنی اچھے کو انتہا درجہ کا اچھا بناتا ہے کہ ایک جہانکی حسن اوس سے جا فشنی چلکتی ہے۔ مطلب

ھ ۵ / ۱۰

یہ کیا اچھا بناتا ہی تو وہ ایسا کہ ایک عالم محظوظ ہوتا ہی۔
زشت را ۔ الخ ۔ یعنی برے کو انتہا درجہ کا برا کرتا ہی کہ ساری برائیونکو اوسکے گرد تن دیتا ہی۔ مطلب یہ کہ اگر برا بناوے تو ایسا کہ اوسکے مقابلہ کی اور کوئی شئے دنیا مین بری نہین ہوسکتی۔
تا کمال الخ ۔ یعنی تاکہ اوسکی دانش کا کمال ظاہر ہوجاوے اور اوسکی اوستادی کا منکر رسوا ہو (اسلیئے وہ اسطرح مختلف صور سے اپنی قدرت کا اظہار کرتے ہین)۔
گر نتاند الخ ۔ یعنی اگر برا نہ بنا سکے تو ناقص ہی اسی سبب سے حق تعالی مومن اور کافر سبکے خالق ہین (اسلئے کہ وہ تو کامل مین لہذا دونون طرح بنا سکتے ہین)۔
پس ازین الخ ۔ یعنی پس اسیوجہ سے (کہ سب مخلوقات حق ہی ہین) کفر اور ایمان (دونون) اوسکی خداوندی کے شاہد ہین اور سب اوسیکو سجدہ کرتے ہین مگر اسقدر فرق ہی کہ۔
لیک مومن الخ ۔ یعنی لیکن مومن تو خوشی سے عبادت کر رہا ہی اسلئے کہ وہ تو رضائے حق کی تلاش مین ہی اور اوسی کا قاصد ہے۔
ہست کرہا الخ ۔ یعنی کافر بھی ہی تو حق پرست ہی مگر قصد مین اوس کی مراد اور ہے ۔ مطلب یہ ہی کہ مومن تو خوشی سے اور قصداً عبادت حق ہی کرتا ہی اور اوس کی رضا کا جویا ہوتا ہی بخلاف کافر کے کہ وہ اپنے قصد سے تو عبادت حق نہین کرتا بلکہ دوسرے کو سجدہ کر رہا ہی ۔ مگر باعتبار آئندہ کے یہ عبادت زبردستی عبادت حق ہی کر لیجاویگی ۔ آگے اوس کی مثال فرماتے ہین کہ۔
قلعۂ سلطان الخ ۔ یعنی کوئی ایک قلعہ شاہی بنا رہا ہی ۔ لیکن خود امیر ہونیکا دعوے کرتا ہی۔
گشتہ یاغی الخ ۔ یعنی وہ باغی ہوگیا ہے تا کہ ملک اوس کا ہوجاوے آخر کار خود قلعہ سلطان ہی کا ہوجاتا ہی مطلب یہ ہی کہ ایک شخص شاہی زمین مین قلعہ بنا رہا ہی اور کہتا ہی کہ یہ میرا ہی اور مین بادشاہ ہون یا یہ کہ کسی دوسرے بادشاہ کی اطاعت کرتا ہی اور اوسکا دم بھرتا ہی تو نتیجہ یہ ہی کہ باغی کہلاویگا ۔ اور ایک روز بادشاہ اوسکو قلعہ سے نکال باہر کریگا اور جو قلعہ دوسرے کے لیے یا اپنے لئے بنایا تھا آج پھر وہ بادشاہ ہی کا ہوگیا ۔ تو اسی طرح یا تو کافر عبادت دوسرے کی کرتا ہی جیسا کہ عوام کفار کی حالت ہے یا خود اپنی ہی عبادت کرتے ہین یا حکم عبادت کرتے ہین جیسے کہ فرعون وغیرہ تو بس ایک دن وہ ہوگا کہ اس ملک شاہی سے انکو نکال باہر کیا جاویگا ۔ اور اون کی ساری محنت برباد ہوجاویگی ۔ اور جیسے کہ اون کی کہلاتی تھی وہ حق تعالی کی ہوجاویگی جیسا کہ ظاہر ہی یہ تو مثال کافر کی ہی کہ جسکی عبادت کرہاً عبادت حق ہوگی آگے مثال مومن کی بیان فرماتے ہین جو کہ طوعاً عبادت حق مین مشغول ہی فرماتے ہین کہ۔
مومن آن الخ ۔ یعنی مومن اوس قلعہ کو خاص بادشاہ کے لیے عمارت کر رہا ہی نہ کہ اپنی جاہ کے لیے ۔ مطلب یہ کہ اوسکی ایسی مثال ہی کہ جیسے بادشاہ کسی معمار کو حکم دے کہ ایک قلعہ بناؤ تو یہ بھی قلعہ بنا رہا ہی مگر اوسکی نشا خاص اللہ کے واسطے ہے تو قلعے تو انجام کار دونون بادشاہ ہی کے ہون گے مگر اسقدر فرق ہے کہ اوس باغی سے قلعہ لیا گیا اور اوسکو سزا بھی دی گئی کہ دائم الحبس کیا گیا اور اس معمار سے قلعہ لے لیا گیا مگر اوسکی مزدوری اور مزید انعام واکرام بھی عطا ہوا پس یہی حالت مومن و کافر کی ہی ۔ آگے فرماتے ہین کہ۔

زشت گوید الخ۔ یعنی برا آدمی تو کہتا ہی کہ اے بادشاہ بُرے کو پیدا کرنے والے تو اچھے بر بھی قادر ہے اور اس ذلیل زشت پر بھی
خوب گوید اے الخ۔ یعنی اچھا کہہ رہا ہی کہ اے شاہ حسن وجمال تو نے مجھے عیبوں سے پاک فرمایا ہی۔
حمد لک الخ۔ یعنی اے اللہ تیرا شکر ہی اور تیرے ہی لئے حمد ثابت ہے تو میرے حال کا حاضر وناظر ہی کہ تو نے مجھے
کیسا اچھا بنایا ہی مطلب یہ ہے کہ جو برا ہے اور کافر ہے وہ اگر تعریف بھی کرتا ہے اور حق تعالیٰ کی قدرت کو بھی یاد کرتا ہی
تو چونکہ برا ہے برائی ہی کو یاد کرتا ہی اور کہتا ہی کہ یا الٰہی تیری وہ قدرت ہے کہ تو ایسی بری بری چیزیں پیدا فرماتا ہی۔ اور
جو اچھا ہے اور مومن ہے وہ تعریف کرتا ہے تو اسطرح سے کہ یا الٰہی تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے عیب سے پاک بنایا۔ اچھی چیز دنکو
پیدا کیا اے اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے تو دیکھو جو جیسا تھا اوسنے ویسے ہی حق تعالیٰ کی حمد اور تعریف بھی کی۔ آگے اس تقریر
کا حاصل بیان فرماتے ہین کہ۔
حاصل آن الخ۔ یعنی حاصل یہ ہے کہ اوسنے جو چاہا کیا اچھا اور برا پھول اور کانٹے کیطرح۔
اوست بر سر الخ۔ یعنی وہ ہر بادشاہ کے اوپر بادشاہ ہے جو چاہے وہ وہی کرے۔ مطلب یہ کہ وہ قادر مطلق ہی کوئی
اوس کی روک ٹوک کرنیوالا نہین اسلئے کہ اوس سے بڑا ھی کوئی نہین ہی۔ غرض کہ اوسکی وہ شان ہی ؎
ہست سلطانی مسلم مر ورا ✦ نیست کس را زہرۂ چون وچرا۔ آگے پھر قصہ صحابی مریض اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
طرف رجوع ہے۔

شرح حبیبی

دعا وتوبہ آموختن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آن بیمار را

گفت پیغمبر مر آن بیمار را ✦ این بگو کہ سہل کن دشوار را
آتنا فی دار دنیا نا حسن ✦ آتنا فی دار عقبا نا حسن
راہ را بر ما چو بستان کن لطیف ✦ منزل ما خود تو باشی ای شریف

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون صحابی کو یہ دعا سکھلائی کہ یون کہو کہ ہماری مشکل آسان کر۔ ہمکو دنیا مین
بھی اچھائی عطا کر۔ اور آخرت مین بھی اور اپنے راستہ کو ہمارے لئے باغ کی طرح دلچسپ کردے۔ اور ہماری منزل
مقصود اور ہمارا مطلوب تو ہو جا۔ آگے مولانا "راہ را بر ما چو بستان کن لطیف" سے پلصراط پر عبور کی حالت بیان فرماتے
ہین اور کہتے ہین کہ۔

مومنان در حشر گویند اے ملک ✦ نے کہ دوزخ بود راہ مشترک
مومن وکافر برو یابد گذار ✦ ماندیدیم اندرین رہ دود ونار
نک بہشت وبارگاہ ایمنے ✦ پس کجا بود آن گذرگاہ دنی
پس ملک گوید کہ آن روضہ خضر ✦ کان فلان جا دیدہ اید اندر گذر
دوزخ آن بود وسیاستگاہ سخت ✦ بر شما شد باغ وبستان ودرخت

چون شما این نفس دوزخ خوی را — آتشی و گبر و فتنہ جوے را
جہد ہا کردید تا شد پُر صفا — نار را کشتید از بہر خدا
آتش شہوت کہ شعلہ میزدی — سبزۂ تقوے شد و نور ہدی
آتش خشم از شما ہم علم شد — ظلمت جہل از شما ہم علم شد
آتش حرص از شما ایثار شد — وان حسد چون خار بُد گلزار شد
چون شما این جملہ آتشہائے خویش — بہر حق کشتید جملہ پیش پیش
نفس ناری را چو باغی ساختید — اندرو تخم وفا انداختید
بلبلان ذکر و تسبیح اندرو — خوش سرایان در چمن بر طرف جو
داعی حق را اجابت کردہ اید — در جحیم نفس آب آوردہ اید
دوزخ ما نیز در حق شما — سبزہ گشت و گلشن و برگ و نوا
چیست احسان را مکافات ای پسر — لطف و احسان و ثواب معتبر
نے شما گفتید ما قربانیم — پیش اوصاف بقا ما فانیم
ما اگر قلاش و گر دیوانہ ایم — مست آن ساقی و آن پیمانہ ایم
بر خط فرمان او سر مے نہیم — جان شیرین را گروگان میدہیم
تا خیال دوست در اسرار ماست — چاکری و جان سپاری کار ماست

اس دعا کا اثر قیامت مین یون ظاہر ہوگا کہ پلصراط پر عبور آسان ہوگا۔ دوزخ گلزار بنجاویگی اور جنت جو انوار وتجلیات ربانیہ کا محل ہی وہ مسکن ہوگا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ مومن لوگ قیامت مین کہین گے کہ اے فرشتو یہ تو بتلاؤ دوزخ تو ہمارا اور کافرون کا مشترک راستہ تھا کیونکہ حق سبحانہ نے فرمایا ہی ان منکم الا واردہا مگر ہمکو رستہ مین نہ دہوان ملا اور نہ آگ یہ کیا بات ہی۔ بہشت اور مقام امن تو آگیا۔ دوزخ کہان رہگئی۔ فرشتے اس کے جواب مین کہین سگے کہ وہ فلان سرسبز باغ جو تم نے راستہ مین فلان مقام پر دیکھا تھا وہ تھا دوزخ اور سخت سیاستگاہ تمھارے لیے وہ باغ وبستان اور درخت بن گیا تھا چونکہ تم نے اس دوزخ خصلت اور آتش شہوت سے لبریز کافر فتنہ جو نفس کو مجاہدات سے صاف ستھرا کردیا تھا۔ اور خدا کے لیے تمنے اُسکی آتش شہوات کو بجھا دیا تھا جس سے کہ آتش شہوت جو شعلہ زن تھی۔ سبزہ تقوے ونور ہدایت سے مبدل ہوگئی تھی۔ اور تمہاری آتش خشم حلم بنگئی تھی اور ظلمت جہل مبدل بہ نور علم ہوگئی تھی۔ اور آتش حرص ایثار سے بدلی گئی تھی۔ اور خار حسد گلزار ہوگیا تھا۔ چونکہ تم ان سب آتشون کو خدا کے لیے پہلے ہی بجھا چکے تھے اور تمنے نفس ناری کو ایک باغ بنا دیا تھا جسمین تمنے اطاعت حق سبحانہ کا بیج بودیا تھا۔ اور جس مین ذکر الٰہی اور تسبیح حق سبحانہ کی بلبلین انہار فیوض الٰہیہ کی ملابس ہوکر نغمہ سرائیان کررہی تہین۔ اور چونکہ تمنے داعی حق پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی اجابت کی اور دوزخ نفس سے پانی نکالا۔ اور اسکو امارہ سے مطمئنہ بنایا ان وجوہ سے ہمارا دوزخ بھی تمھارے حق مین سبزہ اور گلشن وغیرہ بنگیا۔ کیونکہ احسان کا بدلا لطف واحسان وثواب ہے

کیا تمنے یہ نہین کہا تھا کہ ہم فدائی ہین اور حق سبحانہ کے اوصاف کے مقابلہ مین ہم فانی ہین ہم گو اہل دنیا کی نظر مین بے نام
و ننگ اور دیوانہ ہین لیکن ہم تو حق سبحانہ کی شراب محبت سے مست ہین ہمکو اس دنیاوی نام و ننگ و عقل کی کیا پرواہ ہی
ہم تو اوسکے فرمان و حکم کے مطیع ہین اور اپنی جان شیرین کو اسی کیلیے محبوس کرتے ہین جب تک دوست کا خیال ہمارے اندر ہے
ہندگی اور جانکو اوس کے حوالہ کردینا ہمارا کام ہی جب تم نے ایسا کیا تھا تو حق سبحانہ اوسکا معاوضہ تم کو کیون نہ دیتے لہذا اوسنے
تمکو اوسکا بہتر معاوضہ دیا جسمین سے ایک یہ بھی ہی کہ اوسنے تمہارے لئے نار کو گلزار کردیا۔

شرح شبیری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اوس بیمار کو دعا اور توبہ سکھلانا

گفت پیغمبر الخ یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس مریض سے فرمایا کہ یون کہو کہ دشوار کو سہل فرمادیجئے۔ مطلب یہ
حق تعالیٰ سے تو یہ دعا کرو کہ وہ مشکل کو آسان کردے نہ یہ کہ آسان کو مشکل کردے اور یہ کہو کہ۔
آتنا فی دار دنیانا الخ یعنی اے اللہ ہمکو ہماری دنیا مین بھی بہتری دے اور اے اللہ ہمکو ہماری آخرت مین بھی بہتری عنایت
فرما۔ یہ ترجمہ ہی بعینہ اوس دعا کا جو قرآن شریف مین ہی کہ ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار
غرضکہ ارشاد ہوا کہ عافیت دو جہان کی طلب کرو۔ یہ کیا کہ اے اللہ جو عذاب دینا ہی یہین دیدیجئے یون کہو کہ یہان بھی عافیت
دے اور وہان بھی عذاب مت فرما۔ اور یون عرض کرو کہ۔
راہ را بر ما الخ۔ یعنی اے اللہ ہماری راہ کو باغ کی طرح لطیف اور آسان فرمادیجئے اور ہماری منزل (مقصود) خود آپ
ہی ہوجایئے غرض کہ عافیت اور وصل اور لقاء حق کے طالب ہو۔ اب چونکہ بیان کیا تھا کہ یون دعا کرو کہ اے اللہ ہماری
راہ کو بستان کردے تو آگے گویا کہ اسکا مفہوم اور مطلب بیان فرماتے ہین ایک قصہ سے جسکا خلاصہ یہ ہی کہ جب قیامت کے روز
مسلمان بہشت مین پہونچ جاوینگے تو وہ فرشتون سے دریافت کرینگے کہ ہم نے دنیا مین سُنا تھا کہ مومن اور کافر سب پلصراط
پر سے گذرین گے اور وہ جہنم پر ہے مگر ہمکو راستہ مین جہنم ملا نہین اور اب جنت مین ہین کہ یہان سے اور کہین جانیکی
امید نہین ہے اسلئے یہ تو بتاؤ کہ آخر یہ بات کیا ہی تو وہ فرشتے فرماوین گے کہ تمکو راستہ مین جو ایک سبز ہرا بھرا باغ ملا
تھا جہنم وہی تھا۔ چونکہ تمنے دنیا مین اپنے اخلاق ذمیمہ کو مجاہدہ و ریاضت کرکے زائل کردیا تھا اور شہوت و غضب کی آگ
کو بجھادیا تھا آج اوسکی برکت ہوئی کہ تمھارے لئے دوزخ کی آگ بھی بجھ گئی اور تمھارے لئے وہ سرسبز باغ ہوگیا
تو مولانا کا مقصود یہ ہی کہ حق تعالیٰ سے دعا کرو اوس راہ پلصراط کو باغ بنادیجئے۔ اب سنو فرماتے ہین کہ۔
مومنان در حشر الخ یعنی قیامت مین مومن کہین گے کہ اے فرشتو کیا دوزخ ایک راہ مشترک (بین الکافر
والمومن) نہ تھی استفہام انکاری ہی مومن اور کافر کے لیئے تو دوزخ ہی راہ مشترک تھی اور سب کو اوسی
پر سے گذرنا تھا۔
مومن و کافر بر او الخ۔ یعنی مومن اور کافر سب اوسپر سے گذرین گے (مگر) ہمنے تو اس راہ (جنت)
مین نہ آگ دیکھی نہ دھوان۔

تک بہشت و الخ۔ یعنی یہ بہشت ہے یہ خوف کی جگہ (اب یہاں سے کہین جانا ہوگا نہین) پس وہ گذرگاہ کینی کہان ہے۔
پس ملک گوید کہ آن الخ۔ یعنی پس فرشتہ کہیگا کہ وہ سر سبز باغ جو کہ فلان جگہ تمنے راستہ مین دیکھا تھا۔
دوزخ آن بود الخ۔ یعنی دوزخ وہی تھی اور سخت سیاست کی جگہ تھی مگر تم پر وہ باغ اور بستان اور درخت ہوگیا۔
چون شما الخ۔ یعنی جبکہ تمنے اس دوزخ خوئے نفس کو آتشی کو اور گبر کو اور فتنہ جو کو۔
جہد ہا کردید الخ۔ یعنی تمنے مجاہدے کئے یہان تک کہ وہ پر صفا ہوگیا اور تمنے نار (شہوت و غضب) کو خدا کے واسطے مارا
آتش شہوت الخ۔ یعنی آتش شہوت کہ شعلہ مار رہی تھی وہ سبزۂ تقوی اور نور ہدایت ہوگئی۔
آتش خشم از الخ۔ یعنی تمھاری اندر دنی آتش خشم حلم ہوگئی اور جہل کی ظلمت تمھاری علم ہوگئی۔
آتش حرص الخ۔ یعنی تمھاری آتش حرص (میدان) بہ ایثار ہوگئی اور وہ حسد جو خار کی طرح تھا گلزار ہوگیا۔
چون شما این الخ۔ یعنی جبکہ تمنے اپنی ان ساری خواہشات کو حق تعالی کے واسطے پہلے ہی سے مار دیا تھا۔
نفس ناری الخ۔ یعنی تمنے نفس ناری کو ایک باغ بنالیا تھا اور اوسکے اندر تخم وفا ڈالا تھا۔
بلبلان ذکر الخ۔ یعنی اوس باغ مین ذکر و تسبیح کی بلبلین نہر کے کنارہ پر خوب گا رہی تھین۔
داعی حق الخ۔ یعنی داعی حق کی تم نے اجابت کی تھی اور دوزخ نفس سے تم نے پانی نکالا تھا یعنی اوسکی صفات جو کہ مشابہ نار کے تھین اون کو دوسری صفات حسنہ سے بدل دیا تھا جو کہ مثل پانی کے تھین تو گویا کہ آگ مین سے پانی نکالا تھا جب تمنے دنیا مین یہ کیا تھا تو۔
دوزخ الخ۔ یعنی ہماری دوزخ بھی تمھارے حق مین سبزہ ہوگئی اور گلشن اور بیتے اور بخشش ہوگئی۔
چیست احسان را الخ۔ یعنی اے صاحبزادہ احسان کا بدلا کیا ہے لطف اور احسان اور ثواب ہی ہے (لہذا چونکہ تمنے دنیا مین احسان کیا تھا اور معاصی سے بچے تھے اسلئے حق تعالی نے تمپر احسان کیا) چونکہ یہ سوال بھی سب مومن کرینگے تو جواب بھی سب کے لئے ہوگا۔ اسلئے یہان تک جواب عباد و زہاد کے لیئے تھے کہ دیکھو تمنے یہ اعمال کئے اونکی یہ برکت ہوئی۔ آگے اون کی طرف سے الگ ہوکر خطاب ہے عشاق کو جنہون نے کہ یاد مین حق تعالی کی اپنے کو فنا کردیا تھا اور بالکل مرمٹے تھے اون کو مخاطب بنا کر بطور استفہام انکاری کے کہتے ہین کہ۔
نے شما گفتید الخ۔ یعنی کیا تمنے نہ کہا تھا کہ ہم قربانی ہین اکا اوصاف بقا کے سامنے ہم تو فانی ہین۔ اور یہ کہا تھا کہ
ما اگر قلاش و گر الخ۔ یعنی ہم خواہ مفلس ہین اور خواہ دیوانہ ہین مگر ہین تو اوسی ساقی اور پیمانہ کے مست غرضکہ جیسے بھی ہین اونکے ہین۔
بر خط و فرمان الخ۔ یعنی اوسکے ارشاد اور فرمان پر سر رکھتے ہین اور اپنی جان شیرین کو دوسرون کے قبضہ مین یون دیتے ہین کہ اون کے پاس بطور مرہون کے ہوجاتی ہے اور یہی شان ہے عشاق اہل فنا کی اور تم اس طرح کہا کرتے تھے کہ۔
تا خیال دوست در الخ۔ یعنی ہمارے قلب مین جب تک کہ خیال دوست ہے تو چاکری اور جانسپاری ہمارا کام ہے۔

شرح حبیبی

هر کجا شمع بلا افروختند
صد هزاران جان عاشق سوختند

عاشقانی کز درون خانه اند
شمع روی یار را پروانه اند

ای دل آنجا رو که با تو روشن اند
وز بلاها مر ترا چون جوشن اند

در میان جان ترا جا می کنند
تا ترا پر باده چون جامی کنند

در میان جان ایشان خانه گیر
در فلک کن خانه ای بدر منیر

چون عطارد دفتر دل وا کنند
تا که بر تو سرها پیدا کنند

پیش خویشان باش چون آواره
بر مه کامل زن ار مه پاره

جزو را از کل خود پرهیز چیست
با مخالف اینهمه آمیز چیست

جنس را بین نوع گشته در روش
غیبها بین گشته عین از پرتوش

تا چو زن عشوه خری ای پر خرد
از دروغ و عشوهٔ کی یابی مدد

چاپلوس و لفظ شیرین و فریب
می ستانی می نهی چون زن بجیب

مر ترا دشنام و سیلی شهان
بهتر آید از ثنای گمرهان

صفع شاهان خور مخور شهد خسان
تا کسی گردی ز اقبال کسان

زانکه زایشان خلعت و دولت رسد
در پناه روح جان گردد جسد

هر کجا بینی برهنه و بینوا
وانکه او بگریخته از اوستا

تا چنان گردد که میخواهد دلش
آن دل اوکور بد بیحاصلش

گر چنان گشتی که اوستا خواستی
خویش را و خویش را آراستی

هر که از اوستا گریزد در جهان
او ز دولت میگریزد این بدان

پیشهٔ آموختی در کسب تن
چنگ اندر پیشهٔ دینی بزن

در جهان پوشیده گشتی و غنی
چون برون آئی ازینجا چون کنی

پیشهٔ آموز کاندر آخرت
اندر آید دخل کسب و مغفرت

آنجهان شهریست پر بازار و کسب
تا نپنداری که کسب اینجاست حسب

حق تعالی گفت کین کسب جهان
پیش آن کسب است لعب کودکان

همچو آن طفلی که بر طفلی تند
شکل صحبت کن مساسی میکند

آن مساس طفل چه بود باوسی
با جماع رستمی و غازیی

کودکان سازند در بازی دکان
سود نبود جز که تعطیل زمان

شب شود در خانه آید گرسنه
کودکان رفته بمانده یک تنه

اینجہان بازی گہ ست و مرگ شب — باز گردی کیسہ خالی پر تعب
سوئے خانہ گور تنہا ماندۂ — با فغان و احسرتا بر خواندۂ
کسب دین عشق است و جذب اندرون — قابلیت نور حق دان اے حرون
کسب فانی خواہدت این نفس خس — چند کسب خس کنی بگذار بس
نفس خس گر جویدت کسب شریف — حیلۂ و مکرے بود آنرا ردیف

عشاق خداوندی نے جس جگہ شمع عشق روشن کی ہی ہزارون جانون کو جلا دیا یعنی اون کو بھی اپنا ہی سا عاشق بنا لیا ہی جو عاشق کہ درگاہ خداوندمین باریاب ہین وہ شمع روئے خداوندی کے پروانہ ہین اور مشاہدۂ جمال خداوندی مین مصروف ہین غرض کہ اون کی ذاتی حالت بھی اچھی ہی اور دوسرون کے ساتھ بھی انکا معاملہ اچھا ہی۔ آگے انسے تعلق پیدا کرنیکی ترغیب ہی چنانچہ فرماتے ہین۔ اے دل تو وہین جا جہان تیری ساتھ کشادہ روئی کے ساتھ برتاؤ کیا جاتا ہی اور جو تیری بلاہاے دینوی وا خروی کے تبعًا یا قصدًا دفع کرنے والے ہین اور جو تجھے اپنی جان اندر جگہ دیتے ہین تاکہ تجھے شراب محبت الٓہی سے جام کی طرح لبریز کردین تو ان کی ہی جان کے اندر گھر کر تو تو اصالۃ بدر منیر ہی تیرا گھر تو فلک ہونا چاہیے۔ یعنی اہل اللہ کی جان رفیع مین تجھکو گھر کرنا چاہیے۔ یہ حضرات دبیر فلک عطارد کی طرح تیری کتاب دلکو کھولینگے تاکہ تجھپر رازہائے نہانی حق سبحانہ ظاہر کرین ارے تو آوارہ کیون ہوتا ہے اپنون مین رہ اگر تو مہ پارہ ہے (جیساکہ واقعی امر ہے) تو چاند سے مل کیونکہ جزو کو اپنے کل سے ملنے سے کچھ پرہیز نہین ہوتا۔ تو بیگانون اور نااہلون سے ملتا ہی یہ نہایت نامناسب بات ہی۔ اینو نسے مل پھر دیکھنا کہ اب تو تو انکا ہمجلس ہے۔ پھر ہم نوع ہوجاویگا۔ اور اب تو تجھکو ان سے بہت بعد ہے پھر کمال قرب ہوجاوے گا اور دیکھناکہ جو اسرار الٓہی اسوقت تجھپر ظاہر نہین بلکہ مخفی ہین اون کے پرتو سے وہ تجھپر کھلجاوینگے سارے جھوٹ اور فریب سے تیرا کب کام چل سکتا ہی بس تو کب تک۔ عورتون کی طرح انکا طالب رہیگا۔ تو چاپلوسی۔ میٹھی میٹھی باتین اور فریب کرلیتا ہی۔ اور عورتون کی طرح جیب مین رکھتا ہی (یعنی تو ان خرافات کو پسند کرتا ہی جسطرح عورتین انکو پسند کرتی ہین حالانکہ تجھکو شاہون (اہل اللہ) کے جیت اور برابھلا کہنا زیادہ مفید ہین بہ نسبت گمراہون کی تعریف کے۔ پس تو ان بادشاہون کے جیت کھا اور ان ذلیل نااہلون کا شہد نہ کھا۔ تاکہ ان السانون کے اقبال اور اون کی برکت توجہ سے تو بھی ایک آن آدمی بنجاوے۔ کیونکہ یہ بادشاہ ہین یہ اگر ایک وقت مین مارینگے تو دوسرے وقت مین خلعت اور دولت معنویہ بھی دینگے۔ تو دیکھتا نہین کہ کاملین کی صحبت کا کیا اثر ہوتا ہی۔ دیکھو جسم ایک بیجان چیز ہی لیکن جب روح کی پناہ مین آجاتا ہی تو زندہ ہوجاتا ہی اور دولت و خلعت حیات سے مشرف ہوجاتا ہی۔ یادرکھ کہ جہان کہین تجھے کوئی خلعت باطنی سے ننگا اور دولت باطنی سے بے بہرہ ہی تو سمجھ لینا کہ اوستاد کامل کی صحبت سے گریزان ہوا ہی یہ اسکا سبب ہی اسکے بھاگنے کی وجہ یہ ہے کہ اوس کا وہ دل جو اندھا بد اوسے حاصل ہی جس چیز کو چاہتا ہی وہ حاصل ہو جو اسکی صحبت مین حاصل نہین ہوتی۔ لیکن یہ اوسکی بدقسمتی ہے اگر وہ ویسا بنتا جیساکہ اوستاد چاہتا ہے تو وہ اپنے کو آراستہ و پیراستہ کرلیتا۔ سمجھ لو کہ جو استاد سے بھاگتا ہی وہ فی الحقیقت بڑی دولت سے بھاگتا ہی تو نے وہ پیشہ تو سیکھ لیا جس سے پرورش جسم کرسکے لیکن اب تجھ کو پیشہ دینی بھی سیکھنا چاہیے جس سے دین درست ہو

دنیا مین تو صاحب کر و فر اور غنی ہو گیا لیکن جب اس دنیا سے باہر جاویگا اسوقت کیا کریگا - وہ پیشہ بھی تو سیکھ جس سے آخرت مین اپنے کسب کی آمدنی اور مغفرت حاصل کر سکے تو یہ نہ سمجھنا کہ کسب کی صرف یہین ضرورت ہے نہین بلکہ وہ جہان بھی بازار و کسب کا ایک بہت بڑا شہر ہے - جو مال آدمی وہان لیجاتا ہے اوسکی نہایت انصاف کے ساتھ جانچ ہوتی ہے - اگر اچھا ہوتا ہے تو عمدہ قیمت ملتی ہے اور نکما ہوتا ہے تو اوسکا ویسا ہی معاوضہ ملتا ہے - حق سبحانہ فرماتے ہین کہ انما الحیوة الدنیا لعب و لہو یعنی یہ کسب دنیوی کسب اخروی کے مقابلہ مین بچون کا کھیل ہے اور کوئی حقیقت نہین رکھتا - اس کی ایسی مثال ہے جیسے ایک بچہ دوسرے بچہ کے ساتھ بشکل جماع مساس کرے تم سمجھ سکتے ہو کہ اوس بچہ کا مساس ایک مرد کے جماع کے مقابلہ مین بجز کھیل کے اور کیا ہو سکتا ہے - دیکھیے آپس مین کھیل کے طور پر دوکان بناتے ہین اور خرید و فروخت کرتے ہین لیکن اوسکا نتیجہ بجز وقت ضائع کرنے کے کچھ نہین ہوتا - وہ بچہ جو دن کو سوداگری کرتا تھا رات کو گھر بھوکا آتا ہے لڑکے سب رخصت ہو جاتے ہین اور یہ تنہا رہجاتا ہے اور یہ سوداگری اُسے کوئی نفع نہین پہنچاتی اب تم سمجھو کہ یہ دنیا کھیل کا مقام ہے اور مکاسب دنیویہ بچون کی سوداگری اور موت رات ہے - پس آدمی عمر بھر مکاسب دنیویہ مین مصروف رہتا ہے لیکن جب مرتا ہے تو وہ مکاسب اسکے کچھ کام نہین آتے تھیلی اس کی خالی ہوتی ہے اور خود تھکا ماندہ ہوتا ہے - خانۂ گور مین تنہا ہوتا ہے اور آہ و زاری کرتا ہوتا ہے کیونکہ توشہ کچھ نہین ہوتا جو اوس کے کام آوے یہ تمکو معلوم ہو گیا کہ کسب دین کی ضرورت ہے اب سمجھو کہ کسب دین کیا ہے وہ عشق حق سبحانہ اور جذب باطنی ہے اس کے علاوہ دیگر مکاسب اسی سے متفرع ہین اور اصل سب کی یہی ہے لہذا اس کو حاصل کرنا چاہئے جب یہ حاصل ہو جاویگا تو اور سب حاصل ہو جاوینگے اور تجھ مین جو عشق حق سبحانہ کی استعداد اور قابلیت ہے یہ حق سبحانہ کا نور ہے تو اپنی سرکشی سے اسے مت کھو - اور اس کی قدر کر - تیرا ذلیل نفس اوس کسب کو مقتضی ہے جو فنا ہو جانے والا ہے لہذا اوس کو چھوڑ - آخر یہ ذلیل کسب کبتک اختیار کریگا اسے چھوڑ اور کسب شریف اختیار کر اس مقام پر ایک ضروری بات بتلا دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے - وہ یہ کہ اگر نفس اپنی ناشائستگی کی حالت مین کسی کسب شریف کو مقتضی ہو تو سمجھو کہ ضرور اوس کے ساتھ کوئی حیلہ و مکر ہے لہذا خوب تحقیق کر کے اوس کام کرنا چاہیے - اس کو ہم ایک واقعہ سے واضح کرتے ہین سنو -

شرح شبیری ہر کجا شمع بلا الخ - یعنی جہان کہین شمع بلا کو (کارکنان قضا و قدر نے) روشن کیا وہین لاکھون عاشقون نے جانین جلادین مطلب یہ کہ تمھاری وہ حالت تھی کہ ذرا بھی تجلی اور قصد حق کی امید ہوئی بس اسکی امید مین لاکھون عاشق خدا فنا ہو گئے -

عاشقان کز درون الخ - یعنی وہ عاشق کہ گھر کے اندر تھے وہ شمع روئے یار کے پروانہ تھے جب یہ حالت تھی تو تمکو مراتب بھی ویسے ہی حاصل ہوئے اب آگے ایسے حضرات کی صحبت اختیار کرنیکی ترغیب دیتے ہین کہ اے دل آنجا رو کہ الخ - یعنی اے دل اوس جگہ جا کہ جو تیری ساتھ صاف ہین اور بلاؤن سے تیرے لئے جوشن کی طرح ہین - مطلب یہ کہ اون کی خدمت کرنی چاہیے کہ جن کو کسی قسم کے فیوض کے دینے سے دریغ ہی نہین ہے اور نفس و شیطان سے ہمیشہ امن مین رکھنے والے ہین اور اونکی یہ حالت ہے کہ -

درمیان جان الخ- یعنی جان کے اندر تیری جگہ کر لیتے ہین یہان تک کہ تجھے ایک جام کی طرح پر بادہ کر دیتے ہین مطلب یہ ہی کہ ان کی تو یہ شان ہوتی ہے کہ طالب کو اپنے دل مین جگہ دیتے ہین اور پھر اوسے بھرپور کر دیتے ہین

درمیان جان الخ- یعنی اون کی جان کے اندر گھر کر کے فلک مین گھر بنوا اے بدر منیر مطلب یہ کہ اون سے تعلق پیدا کر کے پھر عالم غیب سے تعلق پیدا کر لو۔

چون عطارد دفتر الخ- یعنی عطارد کی طرح کے دفتر کو کھولتے ہین یہان تک کہ تجھپر اسرار کو ظاہر فرما دیتے ہین

پیش خویشان الخ- یعنی اپنون کے پاس رہ اگر تو آوارہ ہے۔ اور چاند کے پاس جا اگر تو چاند کا ٹکڑا ہی۔ مطلب یہ کہ جب تیرے اندر بھی استعداد قبول حق کی موجود ہی اور وہ حضرات مقبولین ہین ہی تو آخر تجھے بھی تو اون سے کچھ مناسبت ہی ہی لہذا اون کے پاس جا اسلئے کہ۔

جزو را از الخ- یعنی جزو کو اپنے کل سے پرہیز ہی کیا ہی اور مخالف کے ساتھ یہ میل جول کیون ہی مطلب یہ کہ جبکہ وہ کامل ہین اور تم ناقص ہو تو دونون خم دار کل کی طرح ہوئے پھر ایک دوسرے سے گھبراتے کیون ہو اور دشمنون سے میل کیون پیدا کرتے ہو انہون ہی مین رہو۔

جنس را بین الخ- یعنی اوس کے پاس تو جنس کو دیکھو کہ نوع ہو گئی ہے اور مغیبات کو دیکھو کہ وہ ظاہر ہو گئے ہین۔ مطلب یہ ہی کہ دیکھو جنس کہتے ہین ایک کل کو جسکا اطلاق کثیرین مختلف بالحقائق پر آوے اور نوع کہتے ہین جس کا اطلاق متفقین بالحقائق پر آوے تو اب مولانا کا مقصود یہ ہی کہ وہ عشاق فانی جن کا اوپر ذکر ہوا ہی اون کی یہ کیفیت ہوتی ہی کہ ساری مختلف اشیا ایک ہو جاتی ہین اسلئے کہ اونکی نظر مین تو صرف ایک ہی ہی باقی کو تو وہ فنا ہی کر چکے ہین سبحان اللہ کیا تعبیر ہی بس قربان جائیے سبحان اللہ ثم سبحان اللہ۔

تا چو زن عشوہ الخ- یعنی اے بیوقوف عورت کی طرح کب تک مکر و فریب کو خریدیگا اور مکر اور فریب سے کب تک مدد پاویگا۔ مطلب یہ کہ نفس و شیطان تجھے فریب دیتے ہین تو اون کے دہوکہ مین کب تک رہیگا۔

چاپلوسی لفظ الخ- یعنی پھسلانے کو اور لفظ شیرین اور فریب کو تو لے رہا ہے اور عورت کی طرح جیب مین رکھ رہا ہی یعنی اوس سے مغرور ہو رہا ہی یہ سراسر تیری غلطی ہی کہ اون کی اس خوشامد اور چاپلوسی کو اچھا جانتا ہی اور بزرگون سے گھبراتا ہے کہ وہ دشمنی کرتے ہین اسلئے کہ۔

مر ترا دشنام الخ- یعنی تیرے بادشاہ کا برا بھلا کہنا اور اوس کا چپت مارنا گمراہون کی تعریف کرنے سے بہتر ہے۔

صفع شاہان الخ- یعنی بادشاہون کے چپت کھاے مگر کمینون کا شہد بھی مت کھا تاکہ تو آدمیون کے اقبال سے آدمی ہو جاوے۔

زانکہ زایشان الخ- یعنی اسلئے کہ اون سے خلعت اور دولت بھی تو پہونچتا ہے۔ اور روح کی پناہ مین جان جسم ہو جاتی ہے۔ مطلب یہ کہ ان حضرات کی سختی اور اونکی نرمی سے اسلئے بہتر ہی کہ اگر یہ ایک وقت سختی کرتے ہین تو دوسرے وقت دولت باطنی سے بھی تو مالا مال کر دیتے ہین جو کہ تلافی مافات ہو جاتی ہی آگے اوستاد اور شیخ کی سختی کے منافع اور اوس سے بھاگنے کے مضار بیان فرماتے ہین کہ۔

ہر کجا بینی الخ ۔ یعنی جہان کہین تم کسی غریب ننگے کو دیکھو تو جان لو کہ وہ اوستاد سے بھاگا ہے (جو اس حالت کو پہونچا ہے) ۔
تا چنان گردد کہ الخ ۔ یعنی (وہ اوستاد سے بھاگا تھا) تاکہ وہ ہو جو اوسکا وہ اندھا اور بے حاصل (جی) چاہتا ہو ۔ اور اوس کا دل لہو و لعب کو چاہتا تھا ۔ لہذا اوسکا نتیجہ ظاہر ہو کہ یہی ہوتا ۔
گر چنان گشتے کہ الخ ۔ یعنی اگر اوس طرح ہو جاتا کہ جس طرح اوستاد نے چاہا تھا تو (آج) اپنے کو اور ایک مخلوق کو سنوارتا
ہر کہ از اوستا گریزد الخ ۔ یعنی جو کہ دنیا مین اوستاد سے بھاگتا ہو تو جان لو کہ وہ دولت (عقبی) سے بھاگتا ہے ۔ آگے فرماتے ہین کہ ۔
پیشہ آموختی الخ ۔ یعنی تو نے بدن کے لیے کمانے کا پیشہ سیکھ لیا ہو مگر دین کے پیشہ مین بھی چنگل مار مطلب یہ کہ اگر تو نے اطاعت اوستاد کی کرکے دنیا کمانا سیکھ بھی لیا ہو تو خیر وہ بھی اچھا ہو مگر اب اوستادون کے اطاعت کرکے اوس سے بھی کچھ حاصل کرو ۔
در جہان الخ ۔ یعنی دنیا مین تو تم بڑے صاحب کر و فر اور از حد گذشتہ ہو گئے ہو (مگر) جب یہان سے باہر ہو گے اسوقت کیا کروگے مطلب یہ کہ اگر کسب دنیا کرکے تمنے بہت ترقی کر بھی لی مگر یہ تو سوچو کہ جب اس دنیا سے جاؤ گے اسوقت کیا ہو گا اسوقت کے لیے بھی تو کچھ حاصل کرو کہ وہان کر و فر حاصل ہو ۔
پیشہ آموز کاندر الخ ۔ یعنی وہ پیشہ سیکھو جو کہ آخرت مین کام آوے اور وہ آمدنی مغفرت کی ہو (اس کو حاصل کرو)
آنجہان شہریست الخ ۔ یعنی وہ جہان بھی ایک شہر ہے پر بازار اور پر کسب تاکہ تم یہ نہ جانو کہ کسب بس یہین ہے جیسا کہ ارشاد ہے ۔ قل ما عند اللہ خیر من اللھو ومن التجارۃ لہذا اوس جہان کی کمائی کے لیئے بھی تیار ہو جاؤ ۔
حق تعالی گفت الخ ۔ یعنی حق تعالی نے فرمایا ہو کہ اس جہان کا کسب اوس جہان کے کسب کے سامنے بچون کا کھیل ہے قرآن شریف مین ہے وما الحیوۃ الدنیا الا لہو و لعب آگے اس کسب دنیا کی مثال فرماتے ہین کہ ۔
ہمچو آن الخ ۔ یعنی جیسے کہ ایک بچہ دوسرے بچہ پر چڑھے تو اوسکو صحبت کی شکل فرض کر لو کہ ایک مساس کر رہا ہو (باقی فائدہ کچھ بھی نہین) اسی طرح دنیا کا کسب ہے کہ شکل تو آمدنی اور کسب کی ہو مگر حقیقت کسب کی نہین ہو اور دوسری مثال ہو کہ ۔
کودکان الخ ۔ یعنی بچے کھیل مین دکان بناتے ہین مگر اوس سے کوئی نفع نہین ہوتا سوائے وقت کے برباد کرنے کے ۔
شب شود در الخ ۔ یعنی رات ہو جاوے اور وہ گھر مین بھوکا ہی آوے ۔ بچے گئے اور یہ تنہا رہگیا ۔ تو دیکھو کہ اوس بچہ نے دن بھر تجارت کی اور رات کو بھوکا گھر آیا کچھ بھی ہاتھ پلے نہ پڑا ۔ بس یہی حالت انسان کی کسب دنیا مین ہو آگے خود اسی کو فرماتے ہین کہ ۔
اینجہان بازی گہ الخ ۔ یعنی یہ جہان تو کھیل کی جگہ اور موت رات ہے ۔ کھیل سے لوٹے تو خالی تھیلی اور پر تعب
سوئے خانہ الخ ۔ یعنی قبر کے گھر کی طرف تو تنہا رہگیا ہے اور بلند آواز سے واحسرتا پڑھ رہا ہو ۔ مطلب یہ کہ جس طرح بچون نے کھیل بنایا تھا اسی طرح اس دنیا مین تو نے بھی ایک تماشا اور کھیل بنا رکھا ہو اور جس طرح

کہ رات کو بیچ چلے گئے تھے اور یہ کان وار بچہ تنہا رہ گیا تھا اور پاس پلہ کچھ نہ تھا اسی طرح تو بھی موت کے بعد تنہا رہجاویگا اور ہاتھ پلہ کچھ نہوگا اور اسوقت افسوس کریگا جو کہ بالکل بے سود ہوگا - لہٰذا جو دن ملین اون کو غنیمت سمجھ -

کسب دین عشق الخ - یعنی کسب دین تو عشق (کا حاصل ہونا) ہے اور جذب قلبی ہو اور قابلیت کو نور حق جان اے سرکش -

کسب فانی خواہدت الخ - یعنی یہ تیرا نفس تو کسب دنیا چاہتا ہو مگر تو کب تک کسب دنیا کریگا اب تو بس کر اور چھوڑ دے -

نفس خس گر جویدت الخ - یعنی تیرا نفس خس اگر کسب شریف کو تلاش کرے تو یہ حیلہ اور مکر اوس کی ساتھ ہوگا - مطلب یہ کہ نفس کا کام اصل تو کسب دنیا ہی ہے اب اگر کبھی طاعات کی طرف رغبت دلاوے تو سمجھ لو کہ اس مین ضرور اوس کا کوئی دہوکا ہے اور یہ ضرور کوئی بڑا ضرر اس صورت سے پہونچانا چاہتا ہو لہٰذا اس کے دہوکہ مین مت آنا - آگے حضرت معاویہؓ کی اور شیطان کی حکایت بیان فرماتے ہین کہ شیطان نے آکر اون کو جگایا کہ اٹھکر نماز پڑھ لیجیے بیوقت ہوا جاتا ہے اوتھون نے اس سے کہا کہ تو تو ہرگز طاعات کی ترغیب نہین دے سکتا سچ بتا کہ تو نے ایسا کیون کیا اول تو بہت مکر و فریب کئے مگر آخر تو وہ کامل تھے وہ اوس کے پھندے مین نہ آئے تو اوسنے اپنے اوس مکر کا اقرار کیا آگے خود معلوم ہوجاویگا اب حکایت سنو -

شرح حبیبی

بیدار کردن ابلیس معاویہؓ را کہ برخیز کہ وقت نماز بیگاہ شد

در خبر آمد کہ خال مومنان	بود اندر قصر خود خفتہ شبان
قصر را از اندرون در بستہ بود	کز زیارتہائے مردم خستہ بود
ناگہان مردے ورا بیدار کرد	چشم چون بکشاد پنہان گشت مرد
گفت اندر قصر کس را رہ نبود	کیست کین گستاخی و جرأت نمود
گرد برگشت و طلب کرد آنزمان	تا بیابد زان نہان گشتہ نشان
از پس در مدبرے را دید کو	در پس پردہ نہان میکرد رو
گفت ہے تو کیستی نام تو چیست	گفت نامم فاش ابلیس شقی است

روایت ہے کہ خال المومنین امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ رات کو اپنے مکان مین سو رہے تھے اور مکان کا دروازہ بند تھا وجہ یہ تھی کہ لوگون کے ملنے جلنے سے تھک گئے تھے - لہٰذا ضرورت تھی کہ کچھ دیر اطمینان کے ساتھ آرام فرمالین - دفعۃً ایک شخص نے اون کو جگایا جب اونھون نے آنکھ کھولی تو وہ شخص چھپ گیا - امیر المومنین نے دلمین کہا مکان مین آنے کا تو راستہ نہ تھا کیونکہ بند تھا پھر یہ کون ہے کہ اسنے یہ جرأت کی ہو آپنے اس کی تلاش مین

مکان کا چکر لگایا اور ڈہونڈہنا شروع کیا تاکہ اس چھپنے والے کا پتا لگائین تو آپنے دیکھا کہ ایک بدبخت دروازہ کے پیچھے آڑ مین چھپا ہوا ہے آپنے فرمایا ارے تو کون ہو اور تیرا نام کیا ہی اوس نے جواب دیا کہ میرا مشہور نام ابلیس شقی ہے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خال المومنین اس لئے کہا ہو کہ ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے۔

جواب گفتن ابلیس معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ را

گفت بیدارم چرا کردی بجد
گفت ہنگام نماز آخر رسید
عجلوا الطاعات قبل الفوت گفت
گفت نے نے این غرض نبود ترا
دزد آید از نہان در مسکنم
من کجا باور کنم آن دزد را
خاصہ دزدے چون تو قطاع الطریق

راست گو با من مگو بر عکس وضد
سوئے مسجد زود میباید دوید
مصطفے چون در معنے را بسفت
کہ بخیرے رہ نما باشی مرا
گویدم کہ پاسبانی می کنم
دزد کے داند ثواب و مزد را
از چہ رو گشتی چنین بر من شفیق

امیر المومنین نے سوال کیا کہ تو سچ سچ بتا دیکھ غلط اور خلاف نہ کہنا کہ تو نے مجھے اس کوشش سے کیون جگایا اوسنے جواب دیا کہ میری غرض یہ تھی کہ نماز کا وقت ختم ہونیکو ہے۔ نماز کے لیے جلدی مسجد جانا چاہیئے۔ کیونکہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معانی عالیہ بیان فرمائے ہین تو اون مین یہ بھی فرمایا کہ عبادات کو اون کے فوت ہونے سے پیشتر ادا کر لینا چاہیئے۔ اور تمھاری نماز فوت ہونیکو تھی لہذا مین نے اوٹھا دیا۔ امیر المومنین نے فرمایا نہ تیرا مقصد یہ ہرگز نہیین ہو سکتا کہ تو مجھے اچھی بات کی طرف رہنمائی کرے بھلا اگر ایک چور چھپکر میرے مکان مین گھس آئے اور یہ کہے کہ مین پہرہ دینے آیا ہون تو مین کیسے مان لون گا۔ کیونکہ وہ پاسبانی کے معاوضہ اور اُجرت کو کیا جانے اور وہ اس کی کیا قدر کر سکتا ہے کہ اس کے لالچ مین وہ پاسبانی کرے بالخصوص تجھ سا ڈاکو کہ تو سب چورون سے بڑہا ہوا اور سب سے زیادہ معاوضہ اور اُجرت کا ناقدردان ہے تو کیا پاسبانی کریگا۔ اس مین ضرور کوئی تیری غرض فاسد تھی سچ بتا کیا بات تھی کہ تو نے مجھپر یہ ظاہری شفقت کی۔

بار دوم جواب گفتن ابلیس معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ را

گفت اول ما فرشتہ بودہ ایم
سالکان راہ را محرم بدیم
پیشہ اول کجا از دل رود
در سفر گر روم بینی یا ختن
ما ہم از مستان این می بودہ ایم
ناف ما در مہر او ببریدہ اند

راہ طاعت را بجان پیمودہ ایم
ساکنان عرش را ہمدم بدیم
مہر اول کے ز دل بیرون شود
از دل تو کے رود حب الوطن
عاشقان درگہ وے بودہ ایم
عشق او در جان ما کاریدہ اند

روز نیکو دیده ایم از روزگار
آب رحمت خورده ایم اندر بهار

نے کہ ما را دست فضلش کاشت ست
از عدم ما را نہ او برداشت ست

اے بسا کز وے نوازش دیده ایم
در گلستان رضا گردیده ایم

بر سر ما دست رحمت مے نهاد
چشمہائے لطف بر ما می گشاد

در گہ طفلی کہ بُد دم شیر جو
گاہوارم را کہ جنبانید او

از کہ خورد م شیر غیر از شیر او
کہ مرا پرورد جز تدبیر او

خون کان در شیر رفت اندر وجود
کے توان او را ز مردم واگشود

گر عتابے کرد دریائے کرم
بستہ کے گردند درہائے کرم

اصل نقدش لطف و داد و بخشش است
قہر بروے چون غبارے از غش است

از برائے لطف عالم را بساخت
ذرہ ہا را آفتاب او نواخت

فرقت از قہرش اگر آبستن است
بہر قدر وصل او دانستن است

تا دہد جان را فراقش گوشمال
جان بداند قدر ایام وصال

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است
قصد من از خلق احسان بودہ است

آفریدم تا ز من سودے کنند
تا ز شہدم دست آلودے کنند

نے برائے آنکہ تا سودے کنم
وز برہنہ من قبائے بر کنم

چند روزے کہ ز پیشم راندہ است
چشم من در روئے خوبش ماندہ است

کز چنان روئے چنین قہرے عجب
ہر کسے مشغول گشتہ در سبب

من سبب را ننگرم کان حادث است
زانکہ حادث حادثے را باعث است

لطف سابق را نظارہ می کنم
ہر چہ آن حادث دوپارہ میکنم

ترک سجدہ از حسد گیرم کہ بود
آن حسد از عشق خیزد نز جحود

ہر حسد از دوستی خیزد یقین
کہ شود با دوست غیرے ہمنشین

ہست شرط دوستی غیرت پزی
ہمچو بعد عطسہ گفتن دیر زی

چونکہ بر نطعش جز این بازی نبود
گفت بازی کن چہ دانم در فزود

آن یکے بازی کہ بد من باختم
خویشتن را در بلا انداختم

در بلا ہم می چشم لذات او
مات اویم مات اویم مات او

چون رہاند خویشتن را اے سرہ
ہیچکس در شش جہت زین ششدرہ

جزو شمش از کل شمش چون وارہد
خاصہ کہ بیچون مر او را کج نہد

ہر کہ از شش در درون آتش است
اوست برہاند کہ خلاق شش است

خود اگر کفر است اگر ایمان او
دست باف حضرت است و آن او

ابلیس نے جواب دیا کہ ہم اعمال و اطاعت کے لحاظ سے مثل فرشتون کے تھے اور بجان و دل اطاعت حق سبحانہ
بجالاتے تھے ہم سالکان راہ حق سبحانہ کے محرم راز تھے کیونکہ خود بھی سالک تھے اور سالکان عرش کے ہمدم تھے
جب ہماری ابتدائی حالت یہ تھی تو تم سمجھ سکتے ہو کہ پہلا کام دل سے نہین نکل سکتا ہے اور ابتدا ئ جسکی محبت جم جاتی
ہے وہ دل سے کہین جاتی ہے کیونکہ وہ پہلی محبت اور بہشتر کی حالت بمنزلہ وطن اصلی کے ہے اور دیگر عوارض طاریہ
وعارضہ مثل سفر روم و ختن کے ۔ پس اگر کوئی شخص روم و ختن کا سفر کرے یعنی عوارض طاریہ مین مبتلا ہو تو اوس
کے دل سے وطن اصلی یعنی حالت اولے کی محبت نہین جاسکتی پس ہم بھی اسی شراب محبت حق سے مست تھے
اور اوس کی درگاہ کے عاشق تھے ہمارے دل سے وہ محبت کیونکر مٹ سکتی ہے ۔ ہم کو بھی زمانہ مین اچھے دن نصیب
ہوے ہین اور ہمکو بھی زمانہ بہار و زمانۂ طاعت مین آب رحمت پینا نصیب ہوا ہے کیا ہم اوس کے فضل سے نہین پیدا
ہوئے اور کیا حق سبحانہ نے ہمکو معدوم سے موجود نہین کیا ہے کیون نہین بیشک اوسنے ہمکو پیدا کیا ہے اور وہی ہمکو عدم
سے وجود مین لایا سارے ہمپر اوس کی بڑی بڑی عنایتین ہین اور اوس کے گلشن رضا مین ہم بہت سیر کرچکے ہین
وہ ہمارے سر پر دست رحمت رکہتا تھا اور بچشم لطف ہمکو دیکھتا تھا اور زمانہ طفولیت مین جبکہ ہم شیر خوار تھے وہی
ہماری گہوارہ جنبانی کرتا تھا ۔ وہی ہمکو دودھ پلاتا تھا ۔ غرض مین نے اسیکی تدبیر و تربیت مین پرورش پائی ہے
اور یہ قاعدہ ہے کہ جو خصلت ابتدائے طفولیت مین کسیکے اندر پیدا ہوجاتی ہے وہ اوس سے جدا نہین ہوسکتی پس وہ محبت
حق سبحانہ جو میرے دلمین ابتدا ہی سے پیدا ہوچکی ہے اور گویا دودھ کے ساتھ پیوست ہوگئی ہے وہ کیونکر جاسکتی ہے
یہ ضرور ہے کہ مین حق سبحانہ کا معتوب ہون لیکن اگر اوس دریائے کرم نے مجھپر عتاب کیا ہے تو اس سے اوس کے کرم
کے دروازے بند نہین ہوسکتے ۔ یہ عتاب محض عارضی ہے جو ایک دن زائل ہوجاویگا اوس کے لطف و قہر کی ایسی
مثال سمجھنی چاہیے جیسے سونا ۔ اور رذیل دہاتکا جھول ۔ پس اوس کا لطف و سخاوت و بخشش مثل سونے کے ہین ۔
اور قہر مثل رذیل دہات کی جھول کے ۔ پس جس طرح جھول عارضی ہوتا ہے یون قہر عارضی ہے ۔ کیون نہو خلقت عالم
کا منشا ہی اظہار لطف ہے اور اس لیے ناچیز اور معدوم ممکنات پر اوسنے اپنے آفتاب وجود کا پرتو ڈالکر اون کو خلعت
وجود سے سرفراز فرمایا ہے ۔ اسپر یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ جب مقصود لطف وصل تھا تو قہر فراق کیسا کیونکہ گو فراق قہر
کو متضمن ہے مگر اسمین بھی لطف پنہان ہے وہ یہ کہ وصل کی قدر معلوم ہو اور اوس کی وقعت ہو کیونکہ بضدہا تتبین الاشیا
پس جان کو مبتلائے فراق اس لئے کیا جاتا ہے کہ اوس کو زمانہ وصال کی قدر معلوم ہو میرے اس کلام کی دلیل یہ ہے
کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مخلوق کو پیدا کرنے سے میرا مقصود انپر احسان کرنا ہے ۔ اور مین نے ان کو
اس لئے پیدا کیا ہے کہ ان کو نفع پہونچاؤن اور وہ میرے شہد کرم سے ہاتھ سائین یعنی اس سے منتفع ہون میرا یہ
مقصد نہین کہ خود انسے کچھ فائدہ حاصل کرون کیونکہ ان سے فائدہ حاصل کرنا ایسا ہے جیسا ننگے کی اچکن اُتارنا
یعنی لغو اور بے معنی ہے جب یہ معلوم ہوگیا تو اب سمجھو کہ جب سے اوس نے مجھے اپنے سے دور کیا ہے مین برابر اوس کا
مُنہ دیکھ رہا ہون ۔ کہ اللہ یہ منہ اور اتنا غصہ ۔ اور مین سراسر مسبب پر نظر رکھتا ہون لیکن دوسرے لوگ سبب
ہی مین پہنسے ہوئے ہین اور اُن کی نظر قہر الٰہی ہی تک محدود ہے جو سبب بعد ہے ۔ مین سبب کو ہرگز نہین دیکھتا
کیونکہ وہ حادث اور فانی ہے اور دلیل حدوث یہ ہے کہ وہ میرے فعل سے پیدا ہوا ہے اور میرا فعل حادث ہے

لہذا قہر بھی حادث ہی کیونکہ حادث حادث ہی کا سبب ہو سکتا ہی مین تو اوس کے لطف قدیم پر نظر رکھتا ہون - کہ کسی حادث پر مبنی نہین - اور جو حادث ہی اوس کو چاک کرتا ہون مین نے مانا کہ میرا سجدہ نکرنا حسد کی بنا پر تھا لیکن یہ بھی تو دیکھو کہ اس حسد کا منشا کیا تھا صرف عشق حق سبحانہ نہ کہ مخالفت حق جل شانہ - کیونکہ حسد کا منشا عشق ہی ہوتا ہی کیونکہ عاشق گوارا نہین کرتا ہو دوست کا ہمنشین غیر ہو - اس لئے وہ حسد کرتا ہی - مین تو کہتا ہون کہ رشک دوستی کے لیئے شرط ہی اگر غیرت نہین تو دوستی بھی نہین اور غیرت دوستی کے لیے یون ہی لازم ہی جس طرح چھینک اور الحمد للہ کے بعد یرحمک اللہ کہنا رکذا فی الحواشی اور ظاہر یہ ہی کہ اوس زمانہ مین رواج ہوگا کہ چھینک کے بعد دیر تیری کہتے ہون گے - گو شرعاً اس کی کوئی اصل نہین مگر بہت سے رواج ایسے بھی ہوتے ہین جن کی شریعت مین کوئی اصل نہین ہوتی - پس خواہ مخواہ اوس کو شریعت پر منطبق کرنا تکلف ہی) پس اول تو یہ حسد کچھ مذموم نہین تھا کیونکہ دلیل محبت اور لازم محبت تھا پھر اگر بالفرض مذموم بھی ہو تو بھی میرا قصور نہین چونکہ بساط تقدیر پر میرے لئے بجز اس چال کے اور کوئی رستہ ہی نہین تھا - یعنی میرے لئے یہی مقدر تھا - لہذا جب حکم ہوا کہ چال چل تو مین وہی چال چلا جو چل سکتا تھا مین ترقی کیا جانون یعنی میرے امکان مین کب تھا کہ مین تقدیر الٰہی کو بدلتا - اور دوسری چال چلتا - اور اگر ایسا کرتا بھی تو یہ بھی مخالفت تھی حق سبحانہ کی پس جو چال مقرر تھی وہی چلا اور اپنے کو مصیبت مین پھنسا لیا مگر اس بلا مین بھی مزہ لیتا ہون - کہ میرے محبوب نے مجھے مات دی اور اس کا جی خوش ہوا - تم خیال تو کرو کہ جو ہر طرف سے گھرا ہوا ہو اور مقید ہو وہ اپنے کو اس قید سخت سے کیونکر نکال سکتا ہو اور ششدرہ مین پھنسا ہوا ششدر سے کیونکر نکل سکتا ہی بالخصوص وہ مہرہ جسکو حق سبحانہ ہی نے بے تکار کھا ہوا اور بیدا ہی اوس کو کج طبع کیا ہو وہ کیونکر بچ سکتا ہو اور جو شخص چھون طرف سے آگین گھرا ہوا ہو اوس کو بجز اوس کے جس نے آگ کو پیدا کیا ہو آگ سے کون نکال سکتا ہی - غرض کہ بندہ کا خواہ ایمان ہو یا کفر جو کچھ ہو اسی کا مخلوق ہی جس کے اندر جو صفت چاہتا ہی پیدا کرتا ہی اوس کی کوئی مزاحمت نہین کرسکتا حاصل یہ ہی کہ مین حق سبحانہ سے اب بھی تعلق رکھتا ہون اور اوس کے لطف کا امیدوار ہون میرا معتوب ہونا محض عارضی ہی جو ایک دن زائل ہو جائیگا - اور وہ عتاب بھی میرے قصور پر نہین ہی کیونکہ مین مجبور تھا - ایسی حالت مین اگر مین تمکو نماز کے لیئے جگاؤن تو کچھ مستبعد نہین

شرح بشیری

شیطان کا حضرت معاویہؓ کو بیدار کرنا کہ اوٹھیے نماز کا وقت بیوقت ہوگیا ہی

در خبر آمد کہ الخ - یعنی حدیث مین آیا ہی کہ مسلمانون کے ماموں ایک رات کو اپنے محل مین سو رہے تھے - مسلمانون کے ماموں اسطرح کہا کہ حضرت معاویہؓ حضرت ام حبیبہ امّ المومنین کے بھائی ہین تو جب وہ ام المومنین ہین تو آپ خال المومنین ہین - سبحان اللہ -

قصر را از اندرون الخ - یعنی محل کا دروازہ اندر سے بند تھا اسلیے کہ لوگون کے ملنے سے ماندہ ہوگئے تھے -

ناگہان الخ - یعنی اچانک ایک شخص نے اون کو جگایا آنکھ جو کھولی تو وہ آدمی غائب ہوگیا -

گفت اندر قصر الخ - یعنی فرمانے لگے کہ محل مین تو کسیکی آنیکی راہ نہ تھی یہ کون تھا کہ جس نے یہ گستاخی اور جرأت کی
گرد برگشت و طلب الخ - یعنی چارون طرف پھرے اور اسیوقت تلاش کیا تاکہ اوس چھپے ہوئے کا کوئی نشان پاوین
از پس در مدبرے الخ - یعنی دروازہ کی آڑ مین ایک بدبخت کو دیکھا کہ وہ ایک پردہ کے پیچھے منہ چھپا رہا ہی -
شیطان کو یہ بھی قدرت ہے کہ وہ بالکل غائب رہے اور نظر بھی نہ آوے جیسا کہ ظاہر ہی کہ وہ ملعون کسیکو بھی
نظر نہین آتا - مگر یہ حضرت معاویہؓ کی کرامت تھی کہ وہ اوسپر قادر نہوا اور غائب نہو سکا - غرض کہ جب اوسکو
دیکھا تو بولے کہ -
گفت ہی تو کیستی الخ - یعنی فرمایا کہ اے تو کون ہی اور تیرا نام کیا ہی تو بولا کہ میرا نام ظاہر ہی کہ ابلیس بدبخت
ہی - لعنۃ اللہ -

ابلیس کا معاویہؓ کو جواب دینا

گفت بیدارم الخ - یعنی فرمایا کہ تو نے مجھے جگایا کیون سچ بتا اُلٹا اور خلاف واقعہ تو بتانا مت -
گفت ہنگام الخ - یعنی بولا کہ نماز کا وقت آخر ہو گیا ہے مسجد کی طرف جلدی ہی جانا چاہیے -
عجلوا الطاعات الخ - یعنی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے عجلوا الطاعات قبل الفوت فرمایا ہی جبکہ وحدت کے
طاعات کو فوت ہونیسے پہلے ادا کرلو ۱۲
موتی پروئے ہین -
گفت نے نے الخ - یعنی اونھون نے فرمایا کہ نہین نہین تیری یہ غرض نہین تھی کہ تو مجھے کسی اچھی بات
کی طرف رہنما ہوتا -
دزد آید از نہان الخ - یعنی (تیری رہنمائی کرنیکی تو ایسی مثال ہی کہ) رات کو پوشیدہ ہو کر کوئی چور گھر مین آجاوے
اور مجھسے کہ مین پاسبانی کر رہا ہون تو اوسکی بات کو کسطرح باور کیا جاویگا -
من کجا باور الخ - یعنی مین اوس چور کا کب یقین کرونگا اسلئے کہ چور کیا جانے ثواب کے کام کو اور مزدوری کو - (وہ
تو بس چوری ہی جانتا ہو تو وہی کریگا بھی) -
خاصہ دزدے الخ - یعنی خاصکر تجھ جیسا چور ڈاکو دکے کہ مین حفاظت کرونگا تو کسطرح یقین کیا جاوے - لہذا آپ
ذرا بتائیے تو سہی کہ) کس سبب سے میرے اوپر اسقدر شفیق ہوئے ہو -

شیطان کا حضرت معاویہؓ کو دوسری بار جواب دینا

گفت ما اول الخ - یعنی بولا کہ ہم اول فرشتہ تھے اور راہ طاعت کو دل و جان سے ہم نے ناپا ہی (یعنی اوسپر
کاربند رہے ہین) -
سالکان راہ الخ - یعنی سالکان راہ حق کے ہم محرم راز تھے اور ساکنان عرش کے ہم ہمدم تھے -
پیشہ اول الخ - یعنی اول پیشہ دل سے کب نکلتا ہی اور پہلی محبت کب دل سے زائل ہوتی ہی (کبھی کبھی یاد آتا ہے تو
غیر خود تو نہین کرتے دوسرون کو نماز کے لیئے جگا ہی دین) آگے اس کے نظائر لاتا ہی -

درسفر گر روم الخ- یعنی دیکھو سفر مین خواہ روم کو دیکھو یا ختن کو مگر دل سے حب وطن کب زائل ہوتی ہی اسی طرح چونکہ اول ہمکو وہ مزہ حاصل ہوچکا ہی اسلئے اوسکو کب بھول سکتے ہین۔

ما ہم از مستان الخ- یعنی ہم بھی اوس شراب وحدت کے مست تھے اور اوس درگاہ کے عاشق ہم بھی تھے۔

ناف ما بر مہر او الخ- یعنی ہماری آون نال کو اوس کو محبت ہی پر قطع کیا ہی اور اوس کے عشق کو ہماری جان کے اندر بویا ہی مطلب یہ کہ شروع پیدائش سے حب حق ہمارے اندر ہی اور وہی ہماری اصلی صفت ہی تو وہ زائل کب ہو سکتی ہی اگرچہ اسوقت اوسپر عمل نہین ہی- خدا اس کے مکرون سے بچاوے۔ کیسا صوفی پرہیزگار اور عاشق حق بنتا ہے خبیث اور کہتا ہے کہ۔

روز نیکو دیدہ ایم الخ- یعنی ہمنے بھی زمانہ کے ایام خوب دیکھے ہین اور اس ندی مین سے آب رحمت کو پیا ہی۔

نے کہ مارا دست الخ- یعنی کیا اوس کے دست فضل نے ہمکو نہین بویا ہی اور کیا اوس نے عدم سے ہمکو ظاہر نہین کیا ہی استفہام انکاری ہی یعنی ایسا ہوا ہی تو ہمکو تو اوس سے بہت بڑی مناسبت ہی۔

اے بسا گردے الخ- یعنی ہم نے بہت مرتبہ اوس سے نوازش اور کرم دیکھا ہی اور رضا کے باغ مین بہت بھرے ہین۔

بر سرما دست الخ- یعنی ہمارے سر پر دست رحمت رکھتے تھے اور لطف کے چشمے ہمپر کھولتے تھے۔

وقت طفلی ام کہ الخ- یعنی بچپن مین جبکہ مین شیر خوار تھا میرا گہوارہ کون ہلاتا تھا وہی یعنی اوسی نے مجھے پالا پرورش کیا۔

از کہ خوردم شیر الخ- یعنی مین کس کا دودھ پیتا تھا سوائے اوس کے دودھ کے اور مجھے کون پالتا تھا سوائے اوس کی تدبیر کے۔

خوئے کان با شیر الخ- یعنی جو خصلت کہ دودھ کے ساتھ جسم مین گئی ہو اوس کو آدمی سے کب الگ کرسکتے ہین اور میرے اندر دودھ کے ساتھ حب حق گئی ہی لہذا وہ مجھسے کب زائل ہو سکتی ہی۔

گر عتابے کرد الخ- یعنی اگر دریائے کرم نے عتاب بھی کیا مگر وہ دریائے کرم کب بند ہو سکتے ہین۔

اصل نقدش لطف الخ- یعنی اصل نقد تو اوس کا لطف اور کرم اور بخشش ہی ہے اور قہر اوس کے اوپر ایک غبار ہی کھوٹ کی طرح۔

از برائے لطف الخ- یعنی لطف ہی کر نیکو عالم کو پیدا کیا اور اوس کے آفتاب نے ذرون کو نوازا اور اونکو بڑھایا۔

فرقت از قہرش الخ- یعنی فرقت اگر اوس کے قہر کی حالت ہی مگر اوس کے وصل کی قدر جاننے کے لیے ہی۔

تا دہد جان را فراقش الخ- یعنی تاکہ اوس کا فراق جان کو تنبیہ کرے اور جان کو ایام وصل کی قدر معلوم ہوجاوے۔

گفت پیغمبر کہ حق الخ- یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالے کا ارشاد ہے کہ میرا قصد پیدا کرنے سے احسان کرنا ہی۔

آفریدم تا زمن الخ- یعنی مین نے پیدا کیا تاکہ مجھ سے نفع حاصل کرین اور تاکہ میرے شہد سے ہاتھ آلودہ کرین یعنی اوس کو حاصل کرین۔

ـنے براے الخ۔ یعنی اس لئے نہین کہ مین اپنا کچھ نفع کرون اور ننگون سے قبا اُتارون یعنی بندون سے کیا لون۔
چند روز یکہ الخ۔ یعنی تھوڑے روز ہوئے اونشے اپنے سامنے سے مجھے نکال یا ہی مگر میری آنکھ اوس کے چہرہ ہی پر لگی ہوئی ہی مطلب یہ کہ لوگ تو سبب کو دیکھ رہے ہین اور مین مُسبب کو دیکھ رہا ہون۔ کہ
کز چنان روئے الخ۔ یعنی کہ ایسے چہرہ سے اور یہ غصہ تعجب کی بات ہی ہر شخص سبب کو دیکھ رہا ہی (کہ اس غصہ کا کیا سبب ہوا ہے)۔
من سبب را الخ۔ یعنی مین سبب کو نہین دیکھتا اس لئے کہ وہ حادث ہی اور حادث تو دوسرے حادث ہی کو پیدا کریگا۔ اور حق تعالیٰ قدیم ہین اور ان کی صفات بھی قدیم تو انکی صفت غضب کا سبب حادث شے کیسے ہو سکتی ہے۔
لطف سابق الخ۔ یعنی مین لطف ازلی کا نظارہ کر رہا ہون اور جو حادث ہی اوسکو قطع کر رہا ہون۔ غرضکہ نالایق بڑا ہی صوفی بنتا ہی اب یہان اعتراض پڑا کہ جب تو اسطرح فنا ہو گیا ہی تو کمبخت سجدہ کرنے مین امتثال کیون نہ کیا وہان انکار کیون کیا تو اوسکا جواب لبطور دفع دخل مقدر کے کہتا ہی کہ۔
ترک سجدہ الخ۔ یعنی ترک سجدہ حسد کی وجہ سے ہی فرض کرتا ہون کہ تھا مگر وہ حسد عشق کیوجہ سے پیدا ہوا تھا نہ کہ انکار کی وجہ سے مطلب یہ کہ وہ حسد نہ تھا بلکہ رقابت تھی۔
این حسد از دوستی الخ۔ یعنی یہ حسد تو دوستی ہی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہی کہ دوست کی ساتھ کوئی دوسرا ہمنشین ہو
ہست شرط الخ۔ یعنی دوستی کی شرط غیرت مندی ہی جیسے کہ چھینک کے بعد عمر درازی کی دعا دینا لازمی ہی۔ دوسرے مصرع مین ایک مثال کے طور پر کہدیا کہ جیسے وہان اکثر کہتے ہی ہین اسیطرح دوستی کے لئے غیرت مندی بھی ضروری ہی ضرور رشک ہوتا ہی۔
چونکہ بر نطع الخ۔ یعنی جبکہ بساط شطرنج پر سوائے اسکے اور کوئی بازی نہ تھی تو مجھ سے کہا کہ کھیل مین حکم عدولی کرنا کیا جانون اسقدر بدمعاش ہی کہ دیکھو کیسی باتین بنا رہا ہی ارے کمبخت تو نے جب سجدہ نہ کیا تھا اسوقت تجھے خبر تھوڑا ہی تھی کہ میری قسمت مین یہ ہی اسوقت تو بدمعاشی ہی تھی اب معلوم ہوا کہ قسمت مین تھا پھر عذر کیسے مسموع ہو سکتا ہی ملعون خبیث جھوٹا مکار۔
آن یکے بازی الخ۔ یعنی وہ ایک بازی جو تھی مین نے کھیل لی اور اپنے کو بلا مین ڈال لیا۔ یعنی اونکی مرضی کو مقدم سمجھا اور خود مردود ہو گیا ایسے ہی تو سیدھے ہین بدمعاش کہین کا۔
در بلا ہم الخ۔ یعنی اس بلا مین بھی اوس کی لذتون کو چکھ رہا ہون آخر اوسی کا مغلوب ہون اوسی کا ہون اوسی کا ہون۔
چون رہاند الخ۔ یعنی اے سردار اپنے کو کوئی شخص چار خانہ مین چارون طرف سے پھنسکر کب بچا سکتا ہی لہذا چونکہ اوسکی مرضی یون ہی تھی مین کب بچ سکتا تھا۔
جزو شش الخ۔ یعنی چار خانہ کا جز کل سے کیونکر چھوٹ سکتا ہی خاصکر کہ بیچون نے کج رکھا ہو۔ یعنی جو مہرہ کہ چار خانہ کا جزو ہو وہ اوس سے کب نکل سکتا ہی اسلئے کہ وہ محیط ہی اور یہ محاط ہی اسیطرح حکم حق تو مجھے محیط تھا کس طرح اوس سے نکلجاتا اور علحدہ ہو جاتا جبکہ حق تعالیٰ ہی نے میری قسمت مین مردود ہونا لکھا تھا۔

ہر کہ در شش الخ۔ یعنی جو کہ شش جہت سے آگ مین ہی اوسکو تو وہی چھڑا سکتا ہی جو کہ شش جہت کا پیدا کرنے والا ہی اور اوس نے چھڑانا چاہا نہین لہذا نہ چھوٹ سکا اور پھنس گیا۔
خود اگر کفرست الخ۔ یعنی خواہ کفر ہو اور خواہ اوس کا ایمان ہو اوسکے پیدا کئے ہوئے ہین اور اوسکی ملک مین لہذا اگر ہم سے ایسا فعل صادر ہو بھی گیا تو کیا تعجب ہی۔ اس مکار فریبی کی ان سب باتونکا باطل ہونا اور کذب ہونا اظہر من الشمس ہی یہ سنکر حضرت معاویہؓ نے جواب ذیل دیا۔

شرح حبیبی

باز تقریر کردن معاویہؓ مکر ابلیس با او

گفت امیر او را کہ اینہا راست ست
لیک بخش تو ازینہا کاست است
صد ہزاران را چو من تو رہ زدی
حفرہ کردی در خزینہ آمدی
آتشے از تو نسوزم چارہ نیست
کیست کز دست تو جامہ او دریدہ نیست
لعنت این باشد کہ سوزانت کند
اوستاد جملہ دزدانت کند
با خدا گفتی شنیدی روبرو
من چہ باشم پیش مکرت اے عدو
معرفتہائے تو چون بانگ صفیر
بانگ مرغانست لیکن مرغ گیر
صد ہزاران مرغ را آن رہ زدہ ست
مرغ غرہ کاشنائے آمدہ است
در ہوا چون بشنود بانگ صفیر
از ہوا آید شود آنجا اسیر
قوم نوح از مکر تو در نوحہ اند
دل کباب و سینہ شرحہ شرحہ اند
عاد را بر باد دادی در جہان
درفگندی در عذاب و اندہان
از تو بود آن سنگسار قوم لوط
در سیہ آبہ ز تو خوردند غوط
مغز نمرود از تو آمد ریختہ
اے ہزاران فتنہ ہا انگیختہ
عقل فرعون ذکی فیلسوف
کور گشت از تو نیابید او وقوف
بولہب ہم از تو نا اہلے شدہ
بوالحکم ہم از تو بوجہلے شدہ
اے برین شطرنج بہر یاد را
مات کردہ صد ہزار اوستاد را
اے ز فرزین بندہائے مشکلت
سوختہ دلہا سیہ گشتہ دلت
بحر مکری تو خلائق قطرۂ
تو چو کوہی وین سلیمان ذرۂ
کے رہد از مکر تو اے مختصم
غرق طوفانیم الا من عصم
بس ستارہ سعد از تو محترق
بس سپاہ جمع از تو مفترق
بس سلیمان کز تو دین درباختہ
سر نگون تا قعر دوزخ تاختہ

بس چو برصیصا ز تو کافر شده	بس چو بلعم از تو نومید آمده

یہ تقریر سنکر حضرت امیر معاویہؓ نے فرمایا یہ باتین تو ٹھیک ہین۔ لیکن تجھکو ان سے بہرہ نہین اور تیرا حال نہین بلکہ محض قال ہی اور مقصود دہوکا دینا ہی تو میری طرح سیکڑون کی راہ مار چکا ہی اور سرنگ لگاکر خزانہ مین گھس گیا یعنی خفیہ خفیہ دولت ایمان اُڑا لے گیا ہی تو تو آگ ہی پھر کیونکر ہو سکتا ہی کہ مین تجھ سے نہ جلون اور متضرر نہ ہون لہذا میرا تجھسے متضرر ہونا لازمی ہی اور کچھ مجھ ہی پر موقوف نہین تمام مخلوق تیرے ہاتھ سے پریشان ہی اے آگ تیرا تو مقتضی طبع ہی جلانا اور نقصان پہونچانا ہی یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ تو کچھ نہ جلائے اور تیری اس خاصیت کی اصل وجہ یہ ہی کہ تو ملعون کامل ہی لہذا جلانا اور نقصان پہونچانا تیرا مقتضی طبیعت ہوگیا ہی اور تو تمام چورون کا اوستاد ہوگیا ہی تو تو وہ قسریہ ہی کہ حق سبحانہ کے روبرو تونے بیباکانہ گفتگو کی تھی۔ پھر مین تیرے مکر کے سامنے کیا چیز ہون اور یہ جو تو تصوف بھگار رہا ہی مجھے اسکی بھی حقیقت معلوم ہی یہ ایسا ہی جیسا کہ شکاری جانور کی آواز بولتا ہے وہ ضرور جانورون کی آوازون کے مشابہ ہوتی ہی لیکن حقیقت مین جانورون کی آواز نہین بلکہ اون کو پھانسنے کا آلہ ہے اُسنے لاکھون جانورون کو دہوکہا دیا ہی وہ سمجھتے ہین کہ ہمارا آشنا اور ہمارا ہم جنس آیا ہی اس لئے جب وہ ہوا مین جانور کی بولی سُنتے ہین تو وہ برغبت آتے ہین اور جال مین پھنس جاتے ہین۔ یون ہی تونے بھی باتین بنا بناکر اور اپنے کو لوگون کا دوست ظاہر کرکے مخلوق خدا کو دام تزویر مین پھنسایا ہی۔ چنانچہ قوم نوحؑ تیرے مکر سے رو رہی ہی ان کا دل جلکر کباب ہوگیا ہی سینہ پارہ پارہ ہے۔ عاد کو تونے تباہ ہی کردیا۔ اور اوس کو عذاب الٰہی اور سیکڑون طرح کے رنج و غم مین پھنسا ہی دیا۔ قوم لوط کو سنگسار تیرے ہی سبب کیا گیا اور اونھون نے کیچڑ مین تیرے ہی سبب غوطہ کھایا۔ نمرود کا بھیجا تیرے ہی سبب نکلا۔ ارے تونے ہزارون فتنے اوٹھائے ہین۔ مین کہان تک بیان کرون۔ فرعون سا عاقل اور حکیم تیری بدولت اندھا ہوا اور حق سبحانہ کو نہ سمجھ سکا۔ ابولہب تیری ہی سبب نالائق ہوا ابوالحکم تیری ہی بدولت ابوجہل بنا۔ غرض بساط شطرنج امتحان پر تونے ہزارون ماہرون کو شکست دی ہی اور تیرے سخت داؤن پیچون سے مخلوق کے دل کباب ہوگئے ہین اور تیرا دل بھی یہ ظلم کرتے کرتے سیاہ ہوگیا ہی۔ تو مکر کا ایک سمندر ہی اور تمام مخلوق ایک قطرہ تو مکر کا ایک پہاڑ ہی اور یہ سیدھے سادے لوگ ایک ذرہ۔ پھر یہ بیچارے تیرے مکر سے کیونکر چھوٹ سکتے ہین۔ لہذا ہم تیرے مکر کے سمندر مین ڈوبے ہوئے ہین بجز اون لوگون کے جن کی حق سبحانہ نے دستگیری فرمائی اور کہدیا۔ ان عبادی لیس لک علیہم سلطان بہت سے نیک ستارے یعنی اچھے آدمی تجھسے منحوس ہوگئے اور فستقی بن گئے اور بہت سے مجتمع لشکر تیرے ہاتھون تتر بتر ہوگئے۔ بہت سے سیدھے سادھے لوگون نے تیری بدولت اپنا دین برباد کردیا ساور سر کے بل قعر دوزخ مین چلے گئے۔ بہت سے آدمی بلعم کی طرح تیرے ہاتھون رحمت حق سے ناامید ہوگئے اور برصیصا کی طرح بہت سے لوگ تیرے ہاتھون کافر ہوگئے۔

(ف) بلعم باعور قوم بنی اسرائیل کا ایک مشہور آدمی ہی اور برصیصا بنی اسرائیل کا ایک نیک آدمی تھا اتفاقاً اُس سے زنا ہوگیا اور زنا سے حمل رہگیا اوس نے خوف رسوائی سے عورت کو قتل کردیا۔ تحقیقات کے بعد مجرم کا سراغ لگ گیا اور پھانسی کا حکم ہوگیا۔ اُسوقت شیطان نے کہا کہ اگر تو اسوقت مجھے سجدہ کرے تو مین تجھے بچا لون اوسنے شیطان کو سجدہ کیا اور فوراً پھانسی ہوگئی اور کافر ہوکر مرا۔ واللہ اعلم۔

شرح شبیری

پھر حضرت معاویہؓ کا ابلیس کے مکر کی تقریر کرنا

گفت امیرا در الخ - یعنی حضرت امیرؓ نے اوس سے فرمایا کہ یہ سب سچ ہی لیکن تیرا حصہ اس سے کم ہی - مطلب یہ کہ یہ بالکل درست ہی کہ جو کوئی کہ مردود ہو جاوے تو حق تعالیٰ سے اوسکو ہمیشہ امید رکھنی چاہیئے وغیرہ وغیرہ مگر تو تو مردود و ملعون مطلق ہی تیرے لائق یہ باتین نہین ہین -

صد ہزاران الخ - یعنی مجھ جیسے لاکھون کی تو نے رہزنی کی ہی اور نقب لگاکر تو خزانہ مین آگیا ہی - (اور وہان سے علوم ومعارف کو چرا کر لیگیا ہے) -

آتشے از تو الخ - یعنی تو ایک آگ ہی مین تجھسے جلجاؤن تو اس کا کوئی علاج نہین ہی اور وہ کون ہی کہ جس کا جامۂ تقویٰ تیرے ہاتھ سے دریدہ نہین ہی -

طبعت اے الخ - یعنی تیری طبیعت اے آتش جب جلانیوالی ہی تو جب تک کسی شے کو جلا نہ لیگی (اوسوقت تک) کوئی علاج ہی نہین ہی یعنی تو تو اضطرارًا نقصان پہونچاویگا اس لئے کہ یہ تو تیری سرشت مین ہی -

لعنت این باشد الخ - یعنی لعنت وہ شے ہی کہ تجھے سوزان کردیا اور تمام چورونکا اوستاد تجھے کردیا - مطلب یہ کہ جب لعنت ہوئی اوسیوقت تو نے اضرار و اضلال شروع کیا تو لعنت سبب ہے اس اضرار کا اسلئے فرماتے ہین کہ دیکھو تجھے سوزان کردیا اور سب چورون کا گرو گھنٹال کردیا ہی کہ وہ تو جان و مال ہی لیتے ہین مگر آپ کا دھاوا ایمان پر ہوتا ہی

با خدا گفتی شنیدی الخ - یعنی تو نے خدا کے سامنے تو گفت شنید کی ہی تو مین تیرے مکر کے آگے کیا چیز ہون اے عدو - مطلب یہ کہ جب اللہ تعالیٰ کے سامنے بھی تو چپ نہوا بلکہ اوسی طرح زبان چلتی رہی تو پھر ہم تو کیا ہی چیز ہین جو تو ہم سے چپ ہوگا -

معرفتہائے تو چون الخ - یعنی تیری یہ معرفت کی باتین سیٹی کی آواز کی طرح ہین کہ ہی تو (مثل) آواز مرغ کے مگر (حقیقت مین) جانور کو پھنسانے والی ہی - بانگ صفیر کہتے ہین اوس سیٹی کی آواز کو جس کو صیاد بجاتا ہی اور اوس مین جانورون کی آوازین پیدا ہوتی ہین تو اوس کے ہمجنس جانور اوس کو سنکر آتے ہین اور جال مین پھنس جاتے ہین اسی طرح یہ شیطان کی باتین بظاہر تو بہت ہی چکنی چپڑی معلوم ہوتی ہین مگر حقیقت مین بلا مین ڈالنے والی ہین - جیسا کہ ظاہر ہے -

قوم نوح از الخ - یعنی تیرے مکر کی وجہ سے قوم نوح مصیبت مین ہین دل کباب و رسینہ پارہ پارہ ہین -

عاد را بربا دا الخ - یعنی قوم عاد کو تو نے ہی جہان مین برباد کیا ہے اور اون کو عذاب اور تکالیف مین ڈالا ہے -

از تو بود این الخ - یعنی تیری ہی وجہ سے یہ قوم لوط کی سنگساری ہوئی تھی - کہ وہ عذاب مین تیری وجہ سے غوطہ لگار ہے ہین -

مغز نمرود الخ۔ یعنی نمرود کا دماغ تیری ہی وجہ سے پارہ پارہ ہوا ہی ارے تونے ہزاروں فتنے اٹھائے ہیں۔
عقل فرعون فکی الخ۔ یعنی فرعون فکی اور فیلسوف کی عقل تیری وجہ سے اندھی ہوگئی اور اسنے واقفیت نہ پائی۔
بولہب ہم از تو الخ۔ یعنی بولہب تیری ہی وجہ سے ایک نا اہل ہوگیا اور بوالحکم بھی تیری ہی وجہ سے بوجہل بنگیا ابوجہل کی اصل کنیت ابوالحکم ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کنیت رکھی ہو مگر اب تو یہی مشہور ہی۔ ابوالحکم کو کوئی جانتا بھی نہیں کہ کس کیت کی بتھوری ہیں اور ان لوگوں کا شیطان کی وجہ سے مغذب ہونا اور تباہ ہونا ظاہر ہے کہ انہیں حضرت نے بہکایا تب ہی تو وہ غارت ہوئے اس لئے حضرت معاویہؓ فرمارہے ہیں کہ تونے تو ایسے ایسے عقلمندوں کو اور بڑے بڑے مدعیان عقل کو بہکایا ہے تو بھلا میں تو کیا شئے ہوں کہ جو تو مجھے بہکاتا ضرور اسمیں کوئی بات ہی کہ تو مجھے جگاتا ہی اور فرماتے ہیں کہ۔
اے برین الخ۔ یعنی ارے تونے یادگاری کے واسطے اس شطرنج (دنیا) پر ہزاروں اوستادوں کو مات کیا ہے۔
اے زفر زین الخ۔ یعنی ارے تیری ان مشکل تدابیر سے جانیں جلگئی ہیں اور تیرا دل سیاہ ہوگیا ہی۔
بحر مکری تو الخ۔ یعنی تو تو مکر کا ایک دریا ہی اور دیگر مخلوق (مثل) ایک قطرہ کے ہی اور تو ایک پہاڑ کی طرح ہی اور یہ سیدھے سادے لوگ ایک ذرہ کی مثل ہیں۔ مطلب یہ کہ تیری تدابیر اور مکر کے سامنے کسیکی نہیں چلتی تو وہ کمبخت ہوشیار ہے۔
کے رہد از مکر الخ۔ یعنی ارے جگر دار تیرے مکر سے وہ مخلوق کب چھوٹ سکتی ہی (جبکہ تیری یہ حالت ہی) ہم تو طوفان (بلا) میں ڈوب گئے ہیں مگر جو کہ بچایا گیا۔ مطلب یہ ہی کہ اب تو تیرے قابو میں پڑگئے ہیں خدا ہی بچائے تو اس سے چھوٹ سکتے ہیں۔
بس ستارہ الخ۔ یعنی بہت سے سعد ستارے تیری وجہ سے نحس ہوگئے ہیں اور بہت سے سپاہیوں کی جماعت تیری وجہ سے الگ ہوگئی ہی مطلب یہ کہ تیری وہ ذات ہی کہ تیری وجہ سے لاکھوں اچھے آدمی برے بنگئے ہیں اور دلوں میں حسد اور کینہ وغیرہ بیٹھ گیا ہو۔
بس مسلمان الخ۔ یعنی بہت سے مسلمانوں نے تیری وجہ سے دین کو ہار دیا ہی اور اوندھے ہوکر قعر دوزخ تک پہونچ گئے ہیں۔
پس چو بلعم الخ۔ یعنی بہت سے لوگ بلعم کی طرح تیری وجہ سے نا امید ہوگئے ہیں اور بہت سے برصیصا کی طرح تیری وجہ سے کافر ہوگئے ہیں۔ برصیصا ایک عابد بنی اسرائیل ہی اس نے ایک عورت سے زنا کیا اوس سے حمل رہا تو خوف رسوائی سے اوس کو یا اوس کے بچہ کو مار ڈالا اور پھر اس کے بعد مرتد ہوگیا۔ تو دیکھو با وجودیکہ ایک بہت بڑا عابد تھا مگر اس شیطان کی بدولت یوں گمراہ ہوا تو بھلا پھر ہم تو کیا اوس کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور کہاں اوس سے بازی لیجا سکتے ہیں آگے پھر ابلیس جواب دیتا ہی۔ کہ

باز جواب ابلیس مر معاویه را در اخفاے مکر

گفت ابلیسش گشا این عقد را
من محکم قلب را و نقد را

امتحان شیر و کلبم کرد حق
امتحان نقد و قلبم کرد حق

قلب را من کے سیه رو کرده ام
صیرفیم قیمت او کرده ام

نیکوان را رهنمائی می کنم
مر بدان را پیشوائی می کنم

صالحان را مقتدا و ما منم
طالحان را نیز یاری می کنم

باغبانم شاخ تر می پرورم
شاخهاے خشک را هم می برم

این علفها می نهم از بهر چیست
تا پدید آید که حیوان جنس کیست

سگ چو از آهو بزاید بچکے
در سگی و آهوئی دارد شکے

تو گیاه و استخوان پیشش بریز
تا کدامین سو کند او گام تیز

گر بسوے استخوان آید سگ است
ور گیا خواهد یقین آهو رگ است

قهر و لطفے جفت شد با هم دگر
زاد ازین هر دو جهانے خیر و شر

تو گیاه و استخوان را عرضه کن
قوت نفس و قوت جان را عرضه کن

گر غذاے نفس خواهد ابتر است
ور غذاے روح خواهد سرور است

گر کند او خدمت تن هست خر
ور رود در بحر جان یابد گهر

گرچه این دو مختلف خیر و شر اند
لیک این هر دو بیک کار اندر اند

انبیا طاعات عرضه می کنند
دشمنان شهوات عرضه می کنند

نیک را چون بد کنم یزدان نیم
داعیم من خالق ایشان نیم

خوب را چون زشت سازم رب نیم
زشت را و خوب را آئینه ام

سوخت هندو آئینه از درد را
کاین سیه رو می نماید مرد را

گفت آئینه گناه از من نبود
جرم او را نه که روے من زدود

او مرا غماز کرد و راست گو
تا بگویم زشت کو و خوب کو

من گواهم مر گو از زندان کجاست
اهل زندان نیستم یزدان گواست

هر کجا بینم نهال میوه دار
تربیتها میکنم من دایه وار

هر کجا بینم درخت تلخ و خشک
می برم من می شناسم نیک و شک

خشک گوید باغبان را کاے فتا
مر مرا چه می بری سوے خطا

باغبان گوید خمش اے زشت خو
بس نباشد خشکی تو جرم تو

خشک گوید راستم من کژ نیم
تو چرا بیجرم می بری ام

باغبان گویا گر مسعو سے لے	کاٹ لے گر بودے و تر بودے
جاذب آب حیا تے گشتی	اندر آب زندگی آ عشتی
تخم تو بد بوده است واصل تو	با درخت خوش بنوده وصل تو
شاخ تلخ ار با خوشے وصلت کند	آن خوشے اندر نهادش بر زند
گر ترا بیدار کردم بہر دین	خوئے اصل من ہمین ہست و ہمین

ابلیس نے امیر المومنین سے کہا کہ آپ ناحق مجھپر اضلال کی تہمت لگاتے اور بیوجہ مجھسے کینہ رکھتے ہین آپ اپنے دل سے ان گرہون کو کھولئے کیونکہ مین مضل نہین بلکہ کھرے کھوٹے کی کسوٹی ہون حق سبحانہ نے مجھے شیر حق اور سگ دنیا کے امتحان کاآلہ بنایا ہی اور کھرے کھوٹے کی جانچ کاذریعہ قرار دیا ہی - پس جو کھوٹا ثابت ہوتا ہی اوس کو مین کھوٹا نہین بناتا - کیونکہ کھوٹ تو اوس کی ذات مین ہی - مین تو صراف ہون اوس کی قدر و قیمت ظاہر کرتا ہون مین نیکون کی بھی رہنمائی کرتا ہون کہ ان کو اچھا راستہ بتاتا ہون (ولا تلتفت الی ما قال ولی محمد فانہ اعتراف بالاضلال والشیطان یتبرأ منہ) اور برون کی بھی پیشوائی کرتا ہون کہ اون کو غلط راستہ بتاتا ہون اور وہ اوس پر چلنے لگتے ہین لہذا مین نیکون کا بھی مقتدا اور رامن ہون اور برون کا بھی معین و مددگار غرض جو جس قابل ہوتا ہی مین اوس کی ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرتا ہون لہذا میری مثال ایسی ہی جیسے باغبان کہ شاخ تر کی پرورش کرتا ہی اور خشک کو کاٹتا ہی یون ہی مین بھی اہلون کی تربیت کرتا ہون اور نا اہلون کی جڑ کاٹتا ہون مین اُن کے سامنے اچھے برے چارے رکھتا ہون کیون فقط اس لئے کہ معلوم ہو جائے کہ یہ کس قسم کا جانور ہے - اسلئے کہ یہ قاعدہ ہی کہ جب ہرن اور کتے کے میل سے بچہ پیدا ہوتا ہی تو اوس کے ہرن یا کتے ہونے مین شک ہوتا ہی پس اگر تمکو ضرورت ہی کہ ایک جانب متعین کرو تو گھاس اور ہڈی دونون قسم کا چارہ اوس کے سامنے ڈالو اور دیکھو کہ کسکی طرف دوڑتا ہی اگر ہڈی کی طرف دوڑے تو سمجھو کہ کتا ہی اور اگر گھاس کا طلبگار ہی تو سمجھو کہ ہرن ہے - اب مولانا انتقال فرماتے ہین اور کہتے ہین کہ یون ہی قہر و لطف حق سبحانہ کے اختلاط سے یہ عالم خیر و شر پیدا ہوا ہے اب اگر تمکو ضرورت ہی کہ کیسکی خیریت و شریت معلوم کرو تو ہڈی اور گھاس سامنے ڈالکر دیکھو یعنی غذائے نفس و غذائے روح دونون اس کے سامنے رکھو اگر طالب غذائے نفس (شہوات و لذات) ہو تو سمجھ لو کہ شر ہے اور اگر طالب غذائے روحانی ہی تو سمجھ لو کہ بہتر ہی اگر وہ تن پرور ہے تو سمجھ لو کہ خر ہے اور اگر بحر جان مین غوطہ لگاتا ہی اور طالب حق ہی تو سمجھ لو کہ گوہر معرفت حاصل کریگا جب یہ معلوم ہو گیا تو سمجھو کہ انبیائ تو طاعات پیش کرتے ہین اور اباسہ شیاطین شہوات پیش کرتے ہین اگرچہ یہ دونون آپس مین یون اختلاف رکھنے والے کہ ایک فریق طاعات پیش کرتا ہی اور دوسرا شہوات خیر و شر ہین - باین معنی کہ جو فریق طاعات پیش کرتا ہی خیر ہی اور جو شہوات پیش کرتا ہی شر ہے - مگر نتیجہ کے لحاظ سے دونون ایک ہی کام کرتے ہین یعنی تمیز بین السعید و الشقی اور ان مین جو فرق خیریت و شریت ہی اس کی بنا نیت و قصد ہے - کہ ایک کا مقصد یہ ہی کہ یہ لوگ طاعات کو قبول کرکے اچھے ہو جائین اور دوسری کا مقصد یہ ہی کہ شہوات کو قبول کرکے برے ہو جائین لہذا اول خیر ہے اور دوسرا شر ف پس سمجھو کہ "گرچہ این دو" الخ مضمون کے لحاظ سے موخر ہے اور "انبیا طاعات" الخ مقدم مگر ذکر مین

ترتیب بدلی ہوئی ہی اس لئے ناظرین کو دہوکھا ہوتا ہی فتدبر) - مولانا اس مضمون کو یہان پر ختم کر کے پھر گفتگوئے ابلیس کی طرف عود فرماتے ہین اور فرماتے ہین کہ شیطان کہتا ہی کہ درحقیقت مین اچھے اور برُے لوگون مین تمیز کرتا ہون مین نیک کو بد نہین کرتا کیونکہ یہ کام خدا کا ہی سو مین خدا نہین مین تو محض داعی ہون مین پھر کہتا ہون کہ مین اچھے کو برُا نہین کرتا کہ یہ کام رب العلمین کا ہی اور مین رب العالمین نہین بلکہ اچھے اور برون کے لئے آئینہ ہون - میرے ذریعہ سے اچھون کی اچھائی اور برون کی برُائی ظاہر ہوجاتی ہی ایک ہندوستانی نے آئینہ سے اس لئے کبیدہ خاطر ہوکر کہ وہ اوس کو کالا منہ دکھلاتا ہی جلا دیا تھا - تو اوس پر آئینہ نے کہا تھا کہ میرا قصور نہین - اگر قصور ہی تو اوس کا ہی جسنے آئینہ بنایا - اوسی نے مجھے چغلخور اور سچا بنایا ہی تاکہ مین صاف کہدون کہ کون برُا ہی اور کون اچھا ہی بس یون ہی مین کہتا ہون کہ مین آئینہ ہون اچھے کی اچھائی اور برُے کی برُائی ظاہر کرتا ہون - میرا کچھ قصور نہین - کیونکہ حق سبحانہ ہی نے مجھے ایسا بنایا ہی اگر قصور ہو سکتا ہی تو خدا کا - جب خدا کا بھی قصور نہین کیونکہ وہ مالک و مختار ہی جسکو جیسا چاہے بنائے تو میرا کیا قصور مین تو گواہ ہون لوگونکی اچھائی اور برائی کا - گواہ کو بھی کہین جیلخانہ ہوا ہی مین تم سے قسم کہا کر کہتا ہون کہ مین جیلخانہ کا مستحق نہین - لہذا تم میری برائیکا خیال چھوڑ دو - اور مجھے برُا نہ سمجھو مین تو جہان کہین میوہ دار درخت دیکھتا ہون اور جسکو صالح پاتا ہون اوس کی دایہ کی طرح تربیت کرتا ہون -

ہان جہان درخت تلخ اور خشک یعنی ناقابل اصلاح آدمی پاتا ہون اوس کی جڑ کاٹتا ہون - غرض مین مینگنی اور مشک مین تمیز کرتا ہون - اچھے برُے کو پہچانتا ہون جیسا کوئی ہوتا ہی ویسا ہی اوس کے ساتھ برتاؤ کرتا ہون اگر برُا مجھپر اعتراض کرے تو اوس کا اعتراض بیہودہ ہی اور ایسا ہی ہی جیسا کہ خشک لکڑی باغبان سے کہتی ہے کہ مرد آدمی تو میرا سر بیقصور کیون کاٹتا ہی - اوس کا جواب باغبان یہ دیتا ہی کہ چپ رہ کیا خشک ہونا تیرا کافی گناہ نہین ہی کیا اس کے علاوہ کسی اور گناہ کی بھی ضرورت ہی اوس پر خشک لکڑی کہتی ہی کہ مین تو سیدھی ہون ٹیڑھی بھی نہین پھر بیقصور تو میری جڑ کیون کاٹتا ہی - تو باغبان اس کا یہ جواب دیتا ہی کہ کاش تو مسعود ہوتی تر ہوتی کہ آب حیات کو جذب کر سکتی اور آب زندگی سے آلودہ ہو سکتی گو کج ہوتی - لیکن تیرا تو تخم ہی برُا ہی اور جڑ ہی اچھی نہین نہ تیرا کسی اچھے درخت سے پیوند ہی ہی - اگر یہ بھی ہوتا تو بھی مین تجھے نہ کاٹتا - کیونکہ اگر شاخ تلخ کسی خوش درخت مین لگا دی جاوے تو اوس کی خوش مزگی اس مین اثر کر جاتی ہی جب یہ بھی نہین تو مین تجھے کس امید پر رکھ سکتا ہون - یون ہی سمجھنا چاہیے کہ جب کوئی اپنی ذات سے برُا اور ناقابل اصلاح ہوتا ہی اور کسی نیک کی صحبت مین بھی نہین ہوتا تو مین اوس کو ہی نقصان پہونچاتا ہون - نہ کہ اچھون کو یا اون کی صحبت والون کو - جب میری یہ حالت ہی تو اگر مین نے تم کو ایک دین کے کام کے لئے جگایا تو تم کو تعجب نکرنا چاہیے اور بدگمان نہونا چاہیے کیونکہ اصل خصلت میری یہی ہی -

شرح شبیری

شیطان کا حضرت معاویۃ کو مکر کے چھپانے کے لئے پھر جواب دینا

گفت ابلیسش الخ - یعنی شیطان نے حضرت معاویہؓ سے کہا کہ اس گرہ کو جو تمھارے قلب مین میری جانب سے پڑ گئی ہو کھول دو اس لئے کہ مین تو بھلے برے کی کسوٹی ہون مطلب یہ ہو کہ چونکہ میری وجہ سے بھی بھلے برے کا امتیاز ہوتا ہو جس طرح کہ انبیا علیہم السلام کی ذات سے ہوتا ہو تو میرا وجود بھی رحمت ہو لہذا مجھ سے ناراض نہو جئے - اور اس سے بھلے برے کا متمیز ہونا ظاہر ہو -

امتحان شیر یعنی حق تعالی نے مجھے شیر اور کتے کا امتحان بنایا ہو اور مجھے کھوٹے کھرے کا امتحان بنایا ہو - کہ میری ہی وجہ سے معلوم ہوجاتا ہو یہ برا ہو اور یہ اچھا ہو -

قلب را من الخ - یعنی کھوٹے کو مین نے سیہ رو کب کیا ہو مین تو صراف ہون مین نے اوس کی قیمت لگادی ہو مطلب یہ ہے کہ جب میری مثال کسوٹی اور صراف جیسی ہو تو کسوٹی یا صراف سونے کو کھوٹا کھرا تھوڑا ہی کر دیتے ہین - بلکہ صرف بتا دیتے ہین کہ یہ کھوٹا ہو یہ کھرا - اور وہ صفت اوس مین پہلے سے ہوتی ہو اسیطرح صفات ذمیمہ اور حمیدہ جو بھی ہون انسانین خود پہلے سے ہوتی مین میری وجہ سے صرف اون کا ظہور ہوجاتا ہو اس لئے میری کیا خطا ہان اگر مین کسیکو برا بھلا بناتا تو بیشک مجھپر الزام تھا -

نیکوا نرا الخ - یعنی نیکون کی تو رہنمائی کرتا ہون اور بدون کی بھی پیشوائی کرتا ہون غرضکہ جو جیسا ہو اوس کو اوسمین لگادیتا ہون باقی خود کچھ نہین کرتا -

صالحانرا الخ - یعنی صالحون کا مین مقتدا ہون اور جائے پناہ ہون اور بدبختون کی بھی مین مدد کرتا ہون -

باغبانم شاخ الخ - یعنی مین تو باغبان ہون شاخ تر کی تو پرورش کرتا ہون اور خشک شاخون کو بھی کاٹتا ہون - غرضکہ جو جیسا ہو اوس کی ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہون - آگے کہتا ہو کہ میری تو ایسی مثال ہو کہ جیسے ایک کتے اور ہرن کی جفتی سے ایک بچہ پیدا ہوا اور لوگون مین اختلاف ہوا کہ یہ ہرن ہو یا کتا - تو اس کا امتیاز کسی نے اس طرح کیا کہ اولاً اوسکے سامنے گھاس رکھا اگر گھاس کھالیا معلوم ہوگیا کہ ہرن ہو اگر نہ کھایا تو ہڈی رکھی اگر وہ کھالی تو معلوم ہوگیا کہ کتا ہو اسی طرح اس دنیا مین برائی بھلائی ملکر ایک چیز پیدا ہوئی ہو اور وہ انسان ہو اب اختلاف ہوا کہ یہ برا ہے یا بھلا تو مین نے اوس کے سامنے دونون راستہ رکھدئے اگر برا ہو تو برائی کی طرف گیا اور اگر اچھا ہے تو بھلائی کی طرف جاویگا - تو جب مین تمیز دینے والا ہون تو اس مین خود میری کیا خطا بتاؤ - اب سمجھو کہ بکتا ہو کہ -

این علفہا می نہم الخ - یعنی مین غذائین رکھ رہا ہون بھلا کس لئے (اس لئے کہ) تاکہ ظاہر ہو جاوے کہ جانور کسکی جنس سے ہے -

سگ چرا ناآہو الخ - یعنی کتے کے ایک ہرن سے بچہ پیدا ہوا تو اوس کے کتے ہونے مین اور ہرن ہونے مین کوئی شک رہے -

تو گیاہ و استخوان الخ - یعنی تو گھاس اور ہڈی اوس کے سامنے ڈال تاکہ معلوم ہو کہ کسکی طرف وہ رغبت کرتا ہے -

گر بسوئے الخ - یعنی اگر ہڈی کی طرف آوے تب تو وہ کتا ہو اور اگر گھاس کو تلاش کرے تو آہو نسل ہو اسی طرح دنیا مین بھی ہو رہا ہو کہ -

قہر و لطفے الخ ۔ یعنی قہر اور لطف دونون ایک دوسرے کے ساتھ جفت ہوئے تو ان دونون سے دنیا بھلی بُری پیدا ہوئی ۔ تو اس بھلے بُرے کی تمیز کی یہ صورت ہو کہ ۔

تو گیاہ و استخوان الخ ۔ یعنی تو گھاس اور ہڈی دونون کو پیش کردے (آگے اس ہڈی اور گھاس کا بیان ہو یعنی) نفس اور روح دونون کی روزی کو پیش کردے الخ ۔

گر غذائے الخ ۔ یعنی اگر غذا نفس کی تلاش کرے تب تو وہ بڑا ہو اور اگر غذا روح کی چاہے تو سردار ہو تو میں یہی تو کرتا ہون کہ دونون راہین سامنے کردین جس راہ سے مناسبت ہوئی اوسی کو اختیار کرلیتا ہو ۔

گر کند او خدمت الخ ۔ اگر وہ تن کی پرورش مین لگی وے تب تو گدہا ہو اور اگر دریائے جان مین جاوے تو موتی پاوے ۔ مطلب یہ کہ اگر کوئی شخص شہوت و غضب وغیرہ اخلاق ذمیمہ کو اختیار کرے تب تو وہ بیوقوف ہو اور سمجھ لو کہ اس مین صلاحیت خیر کی نہین ہو اور اگر پرورش روح کی کرے تو اوس کو علوم و معارف حاصل ہون گے آگے کہتا ہو کہ ۔

گرچہ این الخ ۔ یعنی اگرچہ یہ دونون مختلف خیر و شر ہین لیکن یہ دونون ہین ایک ہی کام مین اور وہ کام یہ ہو کہ دونون ممیز ہین اگر شیطان ہی تو وہ بھی ممیز ہو اور اگر انبیاء علیہم السلام ہین وہ بھی ممیز ہین ہان اسقدر فرق ہے کہ ۔

انبیا طاعات الخ ۔ یعنی انبیاء علیہم السلام تو طاعات کو پیش کرتے ہین (اور اُس سے نیک و بد مین تمیز ہوتی ہی) اور دشمن (دین) شہوات کو پیش کرتے ہین (اوس سے فرق ہوتا ہی مگر کام دونون کا انبیا و شیاطین کا ایک ہی ہوا یعنی نیک و بد مین فرق کرنا) اور کہتا ہو کہ ۔

نیک را من بد کنم الخ ۔ یعنی مین جو نیک کو بد کردون تو خدا تو نہین ہون ۔ مین تو داعی ہون اون کا خالق تو نہین ہون

خوب را من زشت الخ ۔ یعنی مین بھلے کو برا بنادون مین کوئی خدا تو نہین ہون برے بھلے کا آئینہ ہون ۔ مطلب یہ ہی کہ میری قدرت مین یہ تو نہین ہو کہ بُرے کو بھلا اور بھلے کو برا کردون اس لیے کہ یہ تو خدا کا کام ہی ہان صرف اسقدر ہے کہ میرے ذریعہ سے نیک و بد معلوم ہو جاتا ہی تو اس مین میری کیا خطا ہو اس لئے کہ اگر آئینہ مین بُری صورت بُری معلوم دے تو آئینہ کی کیا خطا وہ صورت ہی بُری ہو ہان جو سمجھے گا نہین وہ آئینہ کی خطا بتاویگا جیسے کہ ایک شخص بد صورت نے آئینہ دیکھا جب کالی کلوٹی صورت نظر آئی تو اوس کو آگ مین ڈالدیا کہ اس کمبخت نے میری صورت بری کردی آگے بطور تمثیل کے اوسی کا قصہ بیان کرتا ہو کہ ۔

سوخت ہندو الخ ۔ یعنی ایک ہندی آدمی نے آئینہ کو تکلیف کیوجہ سے جلا دیا ۔ کہ یہ آدمی کو سیاہ رو دکھاتا ہو ۔ مطلب یہ کہ ایک ہندی نے اپنی صورت آئینہ مین دیکھی تو وہ جیسی تھی ویسی معلوم ہوئی تو آپ نے غصہ مین آکر اوسکو آگ مین ڈال دیا کہ یہ تو کمبخت انسانی صورت بگاڑ کر دکھاتا ہو ۔ لہذا اسکو ناپید کردینا چاہیے ۔

گفت آئینہ گنہ الخ ۔ یعنی آئینہ بولا کہ میری خطا نہین ہو اوسکی خطا بتا کہ جسنے آئینہ بنایا ہو ۔

او مرا غماز الخ ۔ یعنی اوس نے غماز سچ بولنے والا بنایا ہو تاکہ مین بتادون کہ اچھا کون ہو اور برا کون ہو مطلب یہ ہو کہ آئینہ نے کہا کہ بھائی میری کیا خطا ہی جسنے مجھے اسقدر صاف اور مصقل بنایا ہو اوس کی خطا ہے باقی

مجھے تو چونکہ صیقل کردیا ہے اس لئے مجھے جلوہ نما بنایا مگر راست گو بنایا غمازی کرتا ہون مگر سچی جو بات واقعی ہوتی ہے اوس کو ظاہر کردیتا ہون اگر کوئی اچھا ہے تو اوس کی اچھائی کو اور اگر کوئی بُرا ہے تو اوس کی برائی کو ظاہر کردیتا ہون۔ تو شیطان کہتا ہے کہ مین تو زشت و خوب کے لیے آئینہ کی طرح ہون۔ جیسا ہوتا ہے میرے اندر نظر آجاتا ہے تو یہ میری خطا تو نہین ہے بلکہ جسنے مجھے ایسا بنایا ہے یعنی حق تعالیٰ نے اوس کی خطا ہوسکتی ہے اور اون کی خطا ہونا محال اور میری خطاؤن گی انداکسیکی بھی خطا نہین ہے خود انسان ہی کی خطا ہے کہ وہ بُرا ہوتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ۔

من گواہم الخ۔ یعنی مین تو گواہ ہون اور گواہ کہ قید خانہ نہین ہوتا۔ مین قیدیون مین سے نہین ہون خدا گواہ ہے

ہر کجا بینم الخ۔ یعنی جہان کہین کہ مین کوئی میوہ دار درخت دیکھتا ہون تو اوس کو دایہ کی طرح پالتا ہون۔

ہر کجا بینم درخت الخ۔ یعنی جہان کہین ککوئی درخت تلخ اور خشک دیکھتا ہون اوس کو کاٹ ڈالتا ہون اس لئے کہ مین مشک اور مینگنی کو پہچانتا ہون مطلب یہ ہے کہ مین بھلے برے کو خوب جانتا ہون جو اچھا ہوتا ہے اوس کی پرورش کرتا ہون اور جو بُرے ہوتے مین اون کو خوب اچھی طرح تباہ و برباد کردیتا ہون۔ آگے کہتا ہے کہ۔

خشک گوید باغبان را الخ۔ یعنی وہ خشک باغبان سے کہتا ہے کہ اے نوجوان میرا سر بیخطا کیون کاٹ رہا ہے۔

باغبان الخ۔ یعنی باغبان کہتا ہے کہ اے زشتخو چپ رہ کیا تیرا خشک ہونا جرم کافی نہین ہے۔ مطلب یہ کہ تیرے کاٹنے کے لیے اور کسی جرم کے ثبوت کی ضرورت نہین ہے صرف یہ جرم کافی ہے کہ تو خشک ہے۔ اسی طرح جب مین (شیطان) کسیکو جہنم واصل کرتا ہون اور وہ کہے کہ کیون مجھے برباد کررہا ہے میری کیا خطا ہے تو کہتا ہون کہ یہ تیری بدی اور بُرا ہونا کیا کچھ کم گناہ ہے تیرا تو یہی بہت بڑا گناہ ہے کہ تو بُرا ہے

خشک گوید الخ۔ یعنی وہ خشک کہتا ہے کہ ارے مین تو سیدھا ہون ٹیڑھا بھی نہین ہون تو کیون بیخطا میری جڑ کاٹ رہا ہے۔

باغبان گوید الخ۔ یعنی باغبان کہتا ہے کہ اگر تو نیکبخت ہوتا تو کاش کہ کج ہو مگر تر ہوتا۔

جاذب آب الخ۔ یعنی تو آب زندگانی کا جاذب ہوتا اور آب زندگی مین ملا ہوا ہوتا۔ تو اسی طرح جب کوئی بُرا خو کہتا ہے کہ مجھے کیون برباد کیا ہے مین نے کیا خطا کی مین تو ظاہر مین کیسا اچھا ہون تو وہ کہتا ہے کہ ہان ظاہر مین تو اچھا ہے مگر یہ تیری بھلائی کسی کام کی نہین ہے کاش کہ تو بظاہر خوبصورت نہوتا مگر تیری سیرت بھلی ہوتی اور تیرے اندر قابلیت علوم و معارف کے حاصل کرنیکی ہوتی۔ اور کہتا ہے کہ۔

تخم تو بد بودہ الخ۔ یعنی تیرا تخم بُرا ہے اور تیری اصل بھی اور تیرا میل کسی اچھے درخت کے ساتھ نہ ہوسکتا۔ اس لئے تجھے قطع کیا جاتا ہے اس لئے کہ اگر تر ہوتا تب تو کسی شاخ شیرین مین پیوند کردیا جاتا اور اوس سے تیرے اندر بھی شیرینی آجاتی مگر اب جب کہ خشک ہے اب تو تو کسی کام ہی کا نہین ہے۔

شاخ تلخ ار الخ۔ یعنی اگر شاخ تلخ (تر) کسی اچھے کے ساتھ پیوند ہوجاتی ہے تو وہ اچھا ہی آخر کرتا ہے مگر تو کہ خشک ہے تیرے اچھے ہونیکی کوئی تدبیر ہی نہین لہذا اب تیرا نہ ہونا ہی بہتر ہے تو شیطان کہتا ہے کہ جس طرح باغبان اوس خشک کو قطع کردیتا ہے مین بھی یہی کرتا ہون اور اوسکو جہنم رسید کردیتا ہون۔ یہ ساری تحقیقات بیان کرکے آگے خبیث پھر حضرت معاویہؓ کی طرف مخاطب ہوکر کہتا ہے کہ۔

اگر ترا بیدار الخ۔ یعنی اگر آپ کو مین نے دین کے لئے جگابھی دیا تو میری اصل خو تو یہی ہے یہی زیادہ تعجب کیون ہی) جب حضرت معاویہؓ نے دیکھا کہ یہ یون نہ بتاویگا تو سختی شروع کردی اور فرمایا کہ۔

شرح حبیبی

عنف کردن معاویہ رضی اللہ عنہ با بلیس علیہ اللعنۃ

گفت امیر اے راہ زن حجت مگو ۔۔۔ مر ترا رہ نیست در من رہ مجو

رہزنی تو من غریب و تاجرم ۔۔۔ ہر لباساتے کہ آری کے خرم

گرد رخت من مگرد از کافری ۔۔۔ تو نۂ رخت کسے را مشتری

مشتری نبود کسے را راہزن ۔۔۔ ور نماید مشتری مکرست و فن

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ارے ڈکیت زیادہ دلیل نکر میرے اندر تیرا رستہ نہین تو میرے اندر رستہ نہ تلاش کر۔ یعنی مین تیری باتون مین نہ آؤنگا مجھ سے نہ الجھ تو ڈکیت ہے اور مین مسافر تاجر ہون صاحب بصیرت ہون لہذا مین تیرے ہر مکر وزور کے لباس کو نہین خرید سکتا۔ بلکہ مین پہچان لونگا کہ اس مین نقص ہے خریدنے کے قابل نہین یعنی مین تیری بناوٹ کو سمجھتا ہون لہذا مین نہین مان سکتا۔ تو میرے متاع ایمان کے گرد بے ایمانی سے نہ پھر مین جانتا ہون کہ تو چور ہے مال اڑانا چاہتا ہے۔ نہ کہ خریدار و قدردان۔ ڈکیت مشتری نہین ہو سکتا۔ اگر وہ اپنے کو مشتری ظاہر کرے تو یہ اوس کا مکر و فریب ہے۔

نالیدن معاویہ رضی اللہ عنہ بحق تعالیٰ از مکر ابلیس و نصرت خواستن

تا چہ دارد این حسود اندر کدو ۔۔۔ اے خدا فریادرس ما زین عدو

گر یکے فصل دگر در من دمد ۔۔۔ در رباید از من این رہزن نمد

این حدیثش ہمچو دود ست اے الہ ۔۔۔ دست گیر ار نہ گلیمم شد سیاہ

من بحجت بر نیایم با بلیس ۔۔۔ کوست فتنہ ہر شریف و ہر خسیس

آدمے کو علم الاسما بگ ست ۔۔۔ در تگ چون برق این سگ بے تگ ست

از بہشت انداختش بر روئے خاک ۔۔۔ چون سمک در شست او شد از سماک

نوحۂ انا ظلمنا مے زدے ۔۔۔ نیست دستان و فسونش را حدے

اندرون ہر حدیث او شر ست ۔۔۔ صد ہزاران سحر در وے مضمر ست

مردیٔ مردان ببندد در نفس ۔۔۔ در زن و در مرد افروزد ہوس

اے بلیس خلق سوز فتنہ جو ۔۔۔ بر چیم بیدار کردی راست گو

زانکہ حیلت در نگنجد با منے ۔۔۔ ہین غرض را در میان نہ بے سخن

آخر کار ابلیس کی چالاکی سے پریشان ہو کر حضرت امیر معاویہ حق سبحانہ کی درگاہ مین مناجات کرتے ہین اور فرماتے ہین اے خدا تو میری فریاد سن اور اس دشمن کے مکر سے چھڑا نہین معلوم اسکے اس فعل مین کیا چال مضمر ہی - اگر ایک مرتبہ اور یہ مجھ سے گفتگو کریگا تو یہ رہزن میرا ممدا ایمان اڑالیگا - اے اللہ یہ اس کی گفتگو دہوین کی مثل ہی تو میری دستگیری کر ورنہ میرا کمبل سیاہ کر دیگا - یعنی میرے دلپر بڑا اثر ہوگا - مین ابلیس پر حجت سے غالب نہین آ سکتا کیونکہ یہ تو پہلے بڑے سب لوگون کو فتنہ مین ڈالنے والا ہی - آدم علیہ السلام جن کو علم الاسمار کا تمغہ عطا ہوا تھا اس کتے کی برق رفتاری کے مقابلہ مین عاجز رہگئے - اور یہ اُن سے بازی لے گیا اون کو بہشت سے زمین پر پہونچا دیا اور وہ سماک (مرتبہ عالیہ) سے جدا ہو کر اس کی شست مین مچھلی کی طرح پھنس گئے - بالآخر ربنا ظلمنا انفسنا کہہ کہہ کر روتے تھے اے اللہ اس کے منتر اور فریب کی تو کوئی حد ہی نہین - اس کی ہر بات مین کوئی نہ کوئی شر ہی بلکہ ہزارون لاکھون جادو اس مین مستتر ہین - یہ کمبخت بڑے بڑے ہمت والون کی ہمت ایک پھونک مین پست کر دیتا ہی اور ہر عورت و مرد مین آتش ہوس افروختہ کرتا ہی یہان تک حق سبحانہ سے دعا کر کے پھر ابلیس کی طرف مخاطب ہوتے ہین اور فرماتے ہین - اے خلقت کو جلانے والے اور فتنہ کے ڈہونڈہنے والے ابلیس سچ بتلا تو نے مجھے کیون جگایا - کیونکہ تیری چالاکی میرے سامنے نہین چل سکتی دیکھ بناوٹ نکر - اور اصلی غرض بیان کردے -

باز تقریر ابلیس تلبیس خود را با معاویہ رضی اللہ عنہ

گفت ہر مردے کہ باشد بدگمان ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ نشنود او راست را با صد نشان
ہر درونے کہ خیال اندیش شد ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ چون دلیل آری خیالش بیش شد
چون سخن در وے رود علت شود ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ تیغ غازی دزد را آلت شود
پس جواب او سکوت است و سکون ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ہست با ابلہ سخن گفتن جنون
تو ز حق ترس وز حق جو قطع نفس ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ کہ تو از شرش بماندستی بحبس
تو ز من با حق چہ نالی اے سلیم ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ تو بنال از شر این نفس لئیم
تو خوری حلوا ترا دمل شود ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ تپ بگیرد طبع تو مختل شود
بے گنہ لعنت کنی ابلیس را ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ چون نہ بینی از خود آن تلبیس را
نیست از ابلیس از تست اے غوی ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ کہ چو روبہ سوے دنبہ میروی
چون ندانی کت ز دانش دور کرد ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ میل دنبہ چشم عقلت کور کرد
حبک الاشیاء یعمیک و یصم ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ نفسک السوداء جنت لا تختصم
تو گنہ بر من منہ کژ مژ مبین ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ من ز بد بیزارم و از حرص و کین
من بدی کردم پشیمانم ہنوز ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ انتظارم تا دیم گردد تموز
حرص و کین است از طباع مختلف ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ مر مرا ہم چار صد شد مکتنف
ہم امیدے می پزم با درد و سوز ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ تا کہ کے گردد شب دیجور روز

متہم گشتم میان خلق من	فعل خود بر من نہد ہر مرد و زن
گرگ بیچارہ اگر چہ گرسنہ است	متہم باشد کہ او در طنطنہ است
چونکہ نتواند ز ضعف او راہ رفت	خلق گوید تخمہ است از لوت زفت

شیطان نے جواب دیا کہ اصل بات یہ ہی کہ جو شخص بدگمان ہوتا ہی وہ سچی بات سو دلیلون کی ساتھ بھی نہین مانتا - اور جس دلپر توہمات کا غلبہ ہوتا ہی جب تم اوس کے سامنے کوئی دلیل بیان کروگے تو اوس کے توہمات مین ترقی ہوگی - جب کوئی معقول بات اوس مین پہونچتی ہی مادہ فاسدہ بنجاتی ہی اور اوس کی ایسی مثال ہوجاتی ہی جیسے غازی کی تلوار جو فی الحقیقت آلہ اصلاح ہی ڈاکو کے ہاتھ مین جاکر آلہ فساد بنجاتی ہی ایسے شخص کا جواب سکوت اور خاموشی کے سوا کچھ نہین سکیونکہ بیوقوف کے ساتھ گفتگو کرنا جنون ہی تم کو چاہئے کہ خدا سے ڈرو اور اوس سے اس کی درخواست کرو کہ وہ تم کو نفس سے جدا کرے کہ تم اوس کے شر سے خرابیون مین گرفتار ہو - خدا کے سامنے میری کیا فریاد کرتے ہو - تم کو اس خبیث نفس کی شرارت سے فریاد چاہیے - دیکھو تم مٹھائیان کہاتے ہو اس سے تمہارے دل نکل آتا ہی اور بخار چڑھتا ہی اس لئے تمہاری طبیعت بگڑجاتی ہی یہ ہوستے - تو محض نفس کے سبب سے ہین مگر بیقصور اور بلاوجہ ابلیس پر لعنت کرتے ہو - اس فریب کو اپنے نفس کی طرف سے کیون نہین سمجھتے - ابلیس کی جانب سے یہ فعل نہین ہوسکتا - کیونکہ اس مین اس کا کوئی فائدہ نہین بلکہ خود تمہارے نفس کی طرف سے ہی کہ وہ لومڑی کی طرح خوش خوش دنبہ کی طرف جاتا ہی اور اوس کو اپنے لئے نافع سمجھتا ہی مگر جبکہ وہ دنبہ کو سبزہ مین دیکھکر اوس کی طرف جاتا ہی تو یہ نہین سمجھتا کہ وہ جال ہی جو مضرت پہونچائیگا - تم اس نقصان کو اس لئے نہین جان سکتے کہ مرغوب شے کی رغبت نے تمکو سمجھ سے بالکل الگ کردیا ہی اور تمہاری چشم عقل کو اندھا کردیا ہی - اس لئے کہ عام قاعدہ ہی کہ ایک شے کی محبت اندھا اور بہرا کردیتی ہی کہ نہ وہ مضرت کو دیکھ سکتا ہی اور نہ کسیکی نصیحت سنتا ہی - جب یہ تم کو معلوم ہوگیا تو سمجھو کہ تمہارا نفس بڑہی مجرم ہی تم دوسرون سے نہ لڑو تم غلط بین نہ بنو اور خوا مخواہ مجھے الزام نہ دو - مجھے تو برائی سے - حرص سے عداوت سے سخت نفرت ہی پھر ایسی باتون کی ترغیب کیون دینے لگا - حرص اور مخالفت تو مختلف طبیعتون کے اجتماع سے پیدا ہوتی ہین مجھکو کون سی چار ضدین گھیرے ہوئے ہین کہ میرے اندر حرص وعداوت ہو (یہ مطلب اچھا معلوم ہوتا ہی گو اس کا یہ قول "مر مرا کہ چار ضد شد مکتنف" جھوٹ اور فریب ہوگا کیونکہ تحقیق یہی ہی کہ وہ بھی عناصر اربعہ سے مرکب ہی - لیکن ناریت غالب ہے) مین نے عمر بھر مین ایک برائی کی ہی لیکن مجھے ابتک اس کی ندامت ہی اور مجھے انتظار ہی کہ دیکھئے کہ میری خزان بعد کب بہار قرب حق سے مبدل ہوتی ہی اور سوز و گداز کے یا بے چینی و قلق کے ساتھ امید لگائے ہون کہ کب وہ دن ہوگا کہ میری بدقسمتی کی شب تاریک خوش نصیبی کی روز روشن سے مبدل ہوگی - میری تو یہ حالت ہی لیکن اسپر بھی دنیا مین مین بدنام ہوگیا اور حالت یہ ہوگئی کہ مرد اور عورت اپنے فعل کو میرے ہی سر منڈھتا ہی - سچ ہی برا اچھا بدنام برا اچھیڑیا چونکہ بدنام ہی اسلئے اگر وہ بھوکا بھی ہو تب بھی لوگ یہی کہین گے کہ خوب مگن ہورہا ہی اور جبکہ وہ ضعف کے سبب چل بھی نہ سکے تو کہتے ہین کہ کوئی قوی غذا کمائی ہی جس سے اتنا ابھر گیا کہ چلا بھی نہین جاتا -

شرح شبیری

حضرت معاویہ رضؓ کا ابلیس سے سختی کرنا

گفت امیر اے الخ۔ یعنی حضرت امیر رضؓ نے فرمایا کہ اے ڈاکو دلیل مت بھگار مجھے کوئی رستہ نہین ہو میرے اندر راستہ مت تلاش کر۔ مطلب یہ کہ تو مجھے نہین بہکا سکتا اس لئے ذرا مجھپر رحم فرمائیے اور جو سیدھی بات ہے کہدیجئے ورنہ خبر لیجاویگی آگے اپنی اور ابلیس کی ایک مثال فرماتے ہین کہ۔

رہزنی الخ۔ یعنی ارے تو تو ڈاکو ہے اور مین غریب تاجر ہون تو تو جو لباس لاویگا مین کب خریدونگا۔ مطلب یہ ہو کہ تو تو ڈاکو ہو اور مین تاجر ہون اگرچہ کم درجکا اور غریب ہی ہون مگر آخر پھر بھی کچھ تو مجھے بھی پہچان ہو اسلئے مین تیرے دہوکون مین آنیوالا نہین ہون۔

گرد رخت من الخ۔ یعنی میرے اسباب کے پاس کافری کی وجہ سے ذرا مت پھر داس پہنے کہ تو کسیکے اسباب کو خریدنے والا نہین ہو بلکہ صرف دہوکہ دہی کے لیے سوداگر بنا پھرتا ہو تاکہ لوگون کو خوب اچھی طرح سے ٹھگلے۔

مشتری بنود الخ۔ یعنی ڈاکو کسی کا خریدار نہین ہوتا اور اگر اپنے کو خریدار ظاہر کرے تو وہ مکر ہے اور چالاکی ہو۔ لہذا تو جو کہتا ہو کہ مین نے تمھین دین کے لیے جگایا ہو بالکل غلط اور زور ہی۔ غرضکہ جب گفتگو اس حدتک پہونچی تو حضرت معاویہ رضؓ نے حق تعالیٰ سے دعا کی اور مدد چاہی کہ یا الٰہی اسکے مکر کو ظاہر فرما دے اور مجھے بچا۔

حضرت معاویہ رضؓ کا حق تعالےٰ کی درگاہ مین نالہ وزاری کرنا اور مدد چاہنا

تا چہ دارد الخ۔ یعنی یہ حاسد اپنے باطن مین کیا رکھتا ہو اے خدا ہمارے فریاد کو اس عدو کے مقابلہ مین پہونچیے

گر بکے الخ۔ یعنی اگر یہ ایک بھی اور پھونک میرے اندر ماردے تو یہ رہزن میرا مندہ بھی اُڑالیگا۔ مطلب یہ کہ اگر اسیطرح یہ حجت کرتا رہا تو مجھے خوف اپنے ایمانکا ہو۔

این حدیثش الخ۔ یعنی یا الٰہی یہ اس کی باتین دہوئین کی طرح ہین رحم فرمائیے ورنہ میرا کمبل تو سیاہ ہوجاویگا۔ مطلب یہ کہ مجھپر کہین اس کی یہ فسون اور باتین اثر نہ کرجاوین خدا کے لیے رحم کیجیے۔

من بحجت بر نیایم الخ۔ یعنی مین شیطان کی ساتھ مناظرہ مین تو غالب نہین آسکتا اس لئے کہ وہ تو ہر بھلے اور برے کے لیے فتنہ ہے۔

آدمے چون الخ۔ یعنی وہ آدم جو کہ علم الاسماء والے ہین اسکی بجلی جیسی چال کے آگے بے تگ ہین۔ مطلب یہ کہ وہ آدم علیہ السلام کہ جنکی شان مین علم الاسماء آیا ہو اور اسقدر بڑے اور عالم اور حقیقت شناس تھے اِس نالائق کی چالاکیونکے سامنے وہ بھی نہ چل سکے اور آخر یہ نتیجہ ہوا کہ۔

از بہشت اندا خنش الخ۔ یعنی اون کو بہشت سے روئے زمین پر لا ڈالا۔ اور وہ اوس کی جال مین سماک سے مچھلی کی طرح پھنس گئے۔

نوحہ انا ظلمنا الخ۔ یعنی انا ظلمنا الخ کا نوحہ کرتے رہے تھے اس شیطان کے مکر و فریب کی تو کوئی حد ہی نہین۔ مطلب یہ کہ جب وہ اس بلا مین مبتلا ہو گئے تو اب بجز اس کے کہ حق تعالیٰ سے دعا کرتے رہتے اور کچھ بھی نہوا۔

اس خبیث سے بازی نہ لیجا سکے۔
مردیٔ مردان الخ۔ یعنی اوس کی ہر بات مین شر ہے اور اوس کے اندر لاکھون جادو پوشیدہ ہین۔
مردیٔ مردان الخ۔ یعنی مردون کی مردانگی کو ایکدم مین باندھ دیتا ہی اور مرد و عورت مین ہوس کو بڑھاتا ہی۔ ایک جادو ہوتا ہے جس سے مرد عنین ہوجاتا ہی تو فرماتے ہین کہ یہ شیطان وہ ہی کہ اسکے جادو سے بڑے بڑے مردان خدا نامرد اور کم ہمت ہو گئے بس اس کمبخت کے ہاتھ سے خدایا مجھے بچا بس یہ دعا کرکے اب پھر اوس خبیث کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہین کہ۔
اے بلیس الخ۔ یعنی اے شیطان خلق کو جلانے والے فتنہ کے ڈھونڈھنے والے تو نے کس وجہ سے مجھے جگایا سچ بتا۔
زانکہ حیلت الخ۔ یعنی اس لئے کہ میری ساتھ حیلہ نہین سماتا ہان بات کو بیان کردے بے کسی دھوکے کے۔
یہ سنکر خبیث کہتا ہی کہ۔

پھر ابلیس کا اپنی تلبیس کی حضرت رض کے سامنے تقریر کرنا

گفت ہر مردیکہ الخ۔ یعنی کہنے لگا کہ جو آدمی کہ بدگمان ہوتا ہی وہ سچ بات کو باوجود سو نشانیون کے بھی نہین سنتا۔ مطلب یہ کہ چونکہ آپ کو مجھ سے بدگمانی ہو گئی ہی اس لئے آپ میری سچ بات کو بھی غلط ہی جانتے ہین۔
ہر درونے الخ۔ یعنی جو دل کہ خیال کا سوچنے والا ہوگیا جب تم دلیل لاؤ گے اوسکا خیال زیادہ ہی ہوگا۔ مطلب یہ کہ جب کسی کو بدگمانی ہو جاوے تو اوس سے جتنی باتین کرو وہ بدگمان زیادہ ہی ہوتا ہی۔
چون سخن الخ۔ یعنی جب اوس بدگمان مین کوئی بات جاوے وہ بھی علت ہوجاوے جیسا کہ غازی کی تلوار چور کے لیے آلہ (چوریکا) ہوجاتی ہی مطلب یہ ہی اوس خبیث نے کہا کہ چونکہ تمکو بدگمانی میری طرف سے ہی اسلئے ساری باتون کو غلط ہی سمجھتے ہو ورنہ مین بالکل صحیح کہہ رہا ہون۔
پس جواب الخ۔ یعنی پس جواب اوس بدگمان کا سکوت ہی اور سکوت اسلئے کہ بیوقوف کے ساتھ بات کرنا جنون ہے خبیث رافضی معلوم ہوتا ہی جو حضرت معاویہؓ کو برا بھلا کہہ رہا ہی۔
تو زحق ترس الخ۔ یعنی تو حق تعالی سے ڈر اور حق تعالے سے اس نفس کا قطع ہونا چاہ کہ تو اوس کے ہی شر سے جس مین ہے
تو زمن الخ۔ یعنی ارے بھلے آدمی تو حق کے سامنے میری وجہ سے کیا روتا ہی اس مرد و نفس کے شر سے رد۔ مطلب یہ ہے کہ مین تو اسقدر شریر ہون بھی نہین جتنا کہ تیرا نفس ہی اس لئے میری وجہ سے کیا حق تعالی سے پناہ مانگ رہا ہے اس نفس سے جسکو کہ بغلمین لئے بیٹھا ہی پناہ مانگ بعض بزرگون نے لکھا بھی ہی کہ نفس زیادہ پریشان کرتا ہی شیطان اسقدر نہین کرتا۔ اور اس بات کو جس کا دل چاہے آزما کر دیکھ لے پہچان اس کی یہ لکھی ہی کہ دیکھو کہ جو وسوسہ آرہا ہو آیا ایک وسوسہ ہی بار بار آتا ہی یا کہ نئے نئے وساوس آتے ہین۔ اگر بار بار آتا ہی وہ تو نفس کا ہی اور یہی اکثر ہے کہ ایک وسوسہ آیا اوسکو دفع کیا تو پھر وہی موجود ہی اور اگر نئے نئے وسوسے آدین تو سمجھ لو کہ وساوس شیطانی ہین اور نئے وساوس بہت کم آتے ہین اور یہ اسلئے ہی کہ شیطان تو صرف اضرار اور اضلال چاہتا ہی

توجب وہ ایک وسوسہ کو دیکھتا ہی کہ اس سے کام نہین چلا تو دوسرا وسوسہ لاتا ہی۔ اور نفس کا مقصود ہوتا ہو حصول حظ مزا لینا تو جب وہ اس قصد سے وسوسہ ڈالتا ہی اور اوسکو کوئی تنزل کر دے تو اوس کو لذت تو آتی ہی نہین اسلئے وہ اوسی کو پھر لاتا ہی اور یہ قاعدہ بھی کلی نہین بلکہ اکثری اور اس کے ضمن مین مولانا کو یہ بھی بتلانا ہے کہ اس شیطان سے تو بچتے ہو مگر اس سے بڑہکر دشمن تو تمھاری بغل مین دھرا ہوا ہی غرضکہ شیطان نے کہا کہ مجھ سے کیا پناہ مانگتے ہو اپنے نفس سے پناہ مانگو۔

تو دخوری حلوا الخ۔ یعنی تو خود تو حلوا کھاوے اور تیرے دل ہو جاوے اور بخار آ دے اور طبیعت خراب ہوجاوے +

بے گنہ لعنت الخ۔ یعنی بیچارے شیطان کو لعنت کرتے ہو تم اس تلبیس کو اپنے ہی اندر سے کیون نہین دیکھتے۔ مطلب یہ کہ خود تو برا کام کیا اور لعنت شیطان پر بھلا اس کے کیا معنی ہین ارے بھائی یہ تو خود تمھارے اندر سے ساری باتین پیدا ہوئی ہین سا اسی مضمونکو اوستاد ذوق نے لکھا ہی کہ ؎ مجھکو آتی ہی ہنسی ان حضرت انسان پر + فعل بد تو خود کرین لعنت کرین شیطان پر +

نیست از ابلیس الخ۔ یعنی ارے گمراہ یہ ابلیس کی طرف سے نہین بلکہ تیری ہی طرف سے ہی کہ تو لومڑی کی طرح دبنہ کی طرف جارہا ہے۔

چونکہ در سبزہ الخ۔ یعنی اے لومڑی جبکہ تو سبزہ مین دبنہ کو دیکھتی ہی وہ جال ہوتا ہی تجھے اس کی خبر نہین ہی۔ شاید لومڑی کے پکڑنیکے لئے دبنہ وغیرہ کو سبزہ مین باندہتے ہون گے۔ اوس پر وہ آتی ہوگی تو جال مین پھنس جاتی ہوگی۔ اس لئے فرماتے ہین کہ اے کمبخت نفس جو لومڑی کی طرح مکار ہی تو جو ان علوم و معارف کے شکار کرنیکے لئے جارہا ہی تجھے یہ بھی خبر ہی کہ وہان جال ہی اور جہنم مین جا کر گریگا۔

زان ندانی الخ۔ یعنی تو اس لئے نہین جانتا کہ تجھے عقل سے دور کر دیا ہے اور دبنہ کی خواہش نے تیری عقل کو اندھا کر دیا ہے۔

حبک الاشیاء الخ۔ یعنی محبت اشیاء کی تجھے اندھا اور بہرا کر دیتی ہے تیرے نفس برے نے جنایت کی ہے تو اس سے جھگڑا مت کر

تو گنہ بر من الخ۔ یعنی تو مجھ پر گناہ مت رکھ اور ٹیڑھا میڑھا مت دیکھ مین برے آدمی سے بیزار ہون اور حرص سے اور کینہ سے۔

من بدی کردم الخ۔ یعنی مین نے ایک گناہ کیا ہی تو اب تک پشیمان ہون اور انتظار مین ہون کہ میری رات دن سے بدلجاوے۔

حرص و کینہ الخ۔ یعنی حرص اور کینہ مختلف طبائع سے آتا ہی اور مجھے بھی چار ضدون نے ترکیب دی ہی۔

ہم امیدے الخ۔ یعنی مین بھی امید کر رہا ہون درد و سوز کے ساتھ کہ میری شب دیجور (دیکھئے) کب روز ہوتی ہے۔

متہم گشتم میان الخ۔ یعنی مین ساری مخلوق مین متہم اور بدنام ہوگیا اور ہر مرد و عورت میرے اوپر اپنے فعل

اور کہہ دیتے ہین۔

گرگ بیچارہ الخ۔ یعنی بھیڑیا بیچارہ اگرچہ بھوکا ہو مگر بدنام ہوگا کہ اکڑ مین ہی۔

چونکہ نتواند الخ۔ یعنی جبکہ وہ ضعف کی وجہ سے چل نہ سکے تو لوگ کہتے ہین کہ مجرب غذا کی وجہسے تخمہ ہوگیا ہے اسی طرح مین اگرچہ کیسا ہی مسکین ہون مگر سب مجھ ہی کو بدنام کرتے ہین۔ خیر اپنے منہ سے گرگ تو بنا خبیث مردود۔

شرح حبیبی

باز الحاح کردن معاویہ مر ابلیس را و جواب او

گفت غیر راستی نرہاندت ... داد سوے راستی میخواندت

راست گو تا وارہی از چنگ من ... مکر ننشاند غبار جنگ من

گفت چون دانی دروغ و راست را ... ای خیال اندیش و پُر اندیشہا

گفت پیغمبر نشانے دادہ است ... قلب نیکو را محک بنہادہ است

گفتہ است الکذب ریب فی القلوب ... باز الصدق طمانین و طروب

دل نیارآمد ز گفتار دروغ ... آب و روغن ہیچ نفروزد فروغ

در حدیث راست آرام دلست ... راستیہا دانۂ دام دلست

دل مگر رنجور باشد بد دہان ... کو نداند چاشنئ این و آن

چون شود از رنج و علت دل سلیم ... طعم صدق و کذب را باشد علیم

حرص آدم چون سوے گندم فزود ... از دل آدم سلیمی را ربود

پس دروغ و عشوہ ات را گوش کرد ... غرہ گشت و زہر قاتل نوش کرد

گندم از کژدم ندانست آن نفس ... مے برد تمییز از مست ہوس

خلق مست آرزو اند و ہوا ... زان پذیرا اند دستان ترا

ہر کہ خود را از ہوا خو باز کرد ... گوش خود را آشنائے راز کرد

ہمچنانکہ در حکایت گفتہ اند ... بشنو آنرا تا کشاید بستہ بند

شکایت قاضی از آفت قضا و جواب نائب او

قاضئی بنشاندند و مے گریست ... گفت نائب قاضیا گریہ ز چیست

این نہ وقت گریہ و فریاد تست ... وقت شادی و مبارکباد تست

گفت آہ چون حکم راند بیدلے ... در میان آن دو عالم جاہلے

آن دو خصم از واقعۂ خود واقف اند ... قاضی مسکین چہ داند زان دو بند

جاہلست و غافلست از حال شان — چون رود در خون شان و مال شان

گفت خصمان عالم اند و علتی — جاہلے تو لیک شمعی ملتی

زانکه تو علت نداری در میان — آن فراغت هست نور دیدگان

وان دو عالم را غرض شان کور کرد — علم شان را علت اندر گور کرد

جہل را بی علتی عالم کنند — علم را علت ز دلها بر کنند

تا تو رشوت نستدی بیننده — چون طمع کردی ضریر و بنده

از هوا من خوی را وا کرده ام — لقمهای شهوتی کم خورده ام

چاشنی گیر دلم شد با فروغ — راست را داند حقیقت از دروغ

اس کے جواب مین امیر معاویہؓ نے پھر فرمایا کہ سچ کے سوا کوئی چیز تجھے نہین چھڑا سکتی انصاف تجھے راستی کی طرف بلاتا ہی یعنی انصاف اسی کا مقتضی ہی کہ تو سچ بولے پس تو سچ کہدے تا کہ میرے پنجہ سے نجات پائے ورنہ مکر و فریب میری منازعت کو نہین دبا سکتا۔ شیطان نے کہا کہ تم تو ہمی ہو آخر یہ تو بتاؤ کہ تمھارے پاس کیا معیار ہی جس سے تم جھوٹ اور سچ مین تمیز کر سکتے ہو اور جس کے بنا پر میرے بیان کو جھوٹ کہتے ہو۔ اونھون نے جواب دیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ اور جھوٹ کی ایک شناخت تبلائی ہی اور اوس کو کھرے کھوٹے کی پہچان کے لیئے معیار قرار دیا ہی۔ وہ یہ ہی کہ آپنے فرمایا الصدق طمانینۃ والکذب ریبۃ یعنی جھوٹی بات سے دلکو تسکین نہین ہوتی۔ (جس طرح کہ تیل مین پانی کی آمیزش سے روشنی نہین بڑھتی) اور سچی بات سے دل کو سکون ہوجاتا ہی اور سچی باتین دل کے لیئے دانہ دام ہین۔ بجز اس دل کے جو بیمار ہو۔ اور جس کے منہ کا ذائقہ خراب ہوگیا ہو۔ کیونکہ وہ بیشک دونون مین امتیاز نہین کر سکتا۔ لیکن جب دل امراض سے صحیح و سالم ہوتا ہی تو وہ صدق و کذب کے مزہ کو ضرور جان لیتا ہی۔ اسپر یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ پھر آدم علیہ السلام نے میرے جھوٹ کو کیون نہ پہچان لیا کیونکہ اس کی وجہ یہ ہی کہ جب اون کے دلمین دانہ گندم کھانیکی حرص بڑھی تو اسی حرص نے ان کی دل کے مزاج کو اعتدال سے کسیقدر منحرف کر دیا۔ لہذا اونھون تیرا مکر و فریب سن لیا اور دھوکھا کھا گئے اور سم قاتل کو کھا لیا اور اون کو امتیاز نہوا کہ یہ دانہ گندم ہی یا حقیقت مین کژدم ہی کیونکہ قاعدہ ہی کہ ہوس مست ہوس کی تمیز کو کھو دیتی ہی۔ نیز چونکہ مخلوق ہوا و ہوس مین مبتلا ہی اسلیئے وہ تیرے فریب کو قبول کر لیتے ہین لیکن جو شخص اپنی خصلت ہوا و ہوس سے جدا کر چکا ہی۔ وہ حقیقت پر مطلع ہوتا ہی اور ہرگز دھوکھا نہین کھاتا جیسا کہ ایک حکایت مشہور ہی تیا اسکو سن تاکہ یہ عقدہ حل ہوجاوے اور تجھے میرے قول کی صداقت معلوم ہوجاوے لوگون نے ایک شخص کو قاضی بنا کر بٹھلایا تو وہ رونے لگا اوس کے نائب نے کہا قاضی صاحب آپ کیون روتے ہین یہ آپ کے رونے پیٹنے کا وقت نہین ہے۔ بلکہ آپ کے لئے خوشی اور مبارک باد کا وقت ہی۔ قاضی نے فرمایا کہ بھائی مین اس لئے روتا ہون کہ ایک متردد اور ناواقف شخص دو واقفونکا فیصلہ کیونکر کر سکتا ہی مدعی و مدعا علیہ تو حقیقت حال سے واقف ہین قاضی بیچارہ جو دو قیدون مین پھنسا ہوا ہی ایک جہل دوسری غفلت وہ ان دو قیدون سے باعث حقیقت حال کیونکر جان سکتا ہی اور جبکہ یہ اون کی حالت سے بالکل ناواقف اور بے خبر ہو پھر یہ اون کے خون و مال مین مداخلت کیونکر کر سکتا ہے نائب نے کہا کہ بیشک وہ دونون مدعی و مدعا علیہ واقف ہین۔ مگر مریض

ہوا و ہوس مین اس لئے جاہل ہین - اور آپ گو ناواقف ہین - مگر بانیہمہ شمع ملت ہین - چونکہ آپ کی کوئی غرض نہین ہی لہذا یہ آپکا غرض سے خالی ہونا آپکی دل کی آنکھون کو منور کرنے والا ہو - اور اس کی بدولت آپ حقیقت حال سے واقف ہو سکتے ہین اور مدعی و مدعا علیہ کی اغراض نے ان کو اندہا کر دیا ہی اور آپ کے علم کو خاک مین ملا دیا - بس بغیر ضی سے جہل مبدل بعلم ہوجاتا ہی - اور غرض علم کو دل سے نکال دیتی ہی - بس جب تک آپ رشوت نہ لینگے آپ بینا رہینگے - اور جب رشوت لینگے تو نابینا - اور بندہ غرض ہوجاوینگے - آپ کو حق ناحق کچھ نہ دکھلائی دیگا - محض وہ غرض پیش نظر ہوگی جبکہ تو یہ قصہ سن چکا اور تجھے معلوم ہوگیا کہ ہوا و ہوس ہی وہ شئے سے جو چشم دل کو اندہا کردیتی ہی تو اب سمجھ کہ مین نے اپنے آپ کو ہوائے نفسانی سے بالکل الگ کرلیا ہی اور غذائے ہوا و ہوس نہین کہائی ہی اسلئے میرا اسرار و معارف کا مزہ چکہنے والا دل منور ہی اور مین سچ اور جھوٹ مین امتیاز کرسکتا ہون -

شرح شبیری

پھر حضرت معاویہؓ کا ابلیس سے بالحاح سوال کرنا اوس کا جواب

گفت غیر راستی الخ - یعنی حضرت نے فرمایا کہ سوائے سچ کے تجھے کوئی چھڑا نہین سکتا انصاف تجھے راستی کی طرف بلا رہا ہے -

راست گوتا الخ - یعنی سچ کہدے تاکہ تو میرے چنگل سے چھوٹ جاوے اسلئے کہ مکر میری لڑائی کے غبار کو فرو نکریگا مطلب یہ کہ مکر سے مین تجھے چھوڑونگا نہین سچ سچ کہدے تو خیر چھوڑ بھی دونگا -

گفت چون دانی الخ - یعنی شیطان نے کہا کہ تم جھوٹ سچ کو کسطرح جانوگے اے بدگمان اور پر اندیشہ - مطلب یہ کہ اگر مین نے سچ کہا بھی تب بھی تمھین کیسے خبر ہوگی کہ مین سچ ہی بول رہا ہون -

گفت پیغمبر نشانے الخ - یعنی امیر نے فرمایا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نشانی دی ہی نیک قلب کو کسوٹی بنایا ہے لہذا اگر تو سچ بولیگا تو میرا قلب اوسکو فوراً قبول کریگا -

گفتہ است الکذب الخ - یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جھوٹ سے قلب مین ایک شبہ رہتا ہی اور پھر صدق قلوب کے اندر اطمینان اور خوشی ہوتی ہے - حدیث مین ہے الصدق طمانیتہ والکذب ریبتہ اسی طرف اشارہ ہے -

دل نیارامد الخ - یعنی جھوٹ سے قلب کو آرام نہین ملتا - پانی اور تیل کب روشنی بڑھا سکتے ہین - اسیطرح جھوٹ کب قلب مین سکون پیدا کرسکتا ہو تو اگر مجھے اطمینان ہوگیا تو سمجھونگا کہ سچ ہی -

در حدیث الخ - یعنی حدیث مین ہے کہ سچ آرام دلکا ہو اور راستیان دام دلکا دانہ ہین - یعنی جب سچ بولا اور قلب کو اطمینان ہوا اور قلب مسخر ہوا -

دل مگر رنجور الخ - یعنی دل جو کہ بیمار اور بدہان ہوتا ہی وہ تلخی اور اسکی چاشنی کو نہین جانتا - مطلب یہ کہ جو قلب کہ سلیم نہ ہوا وسکو تو بیشک صدق و کذب مین تمیز نہین ہوتی - ورنہ ضرور ہوتی ہے

چون شود از رنج و علت دل سلیم الخ۔ یعنی جبکہ رنج و علت سے دل سلیم ہو جاوے وہ صدق و کذب کے مزے سے واقف ہو جاتا ہی
حرص آدم الخ۔ یعنی آدم علیہ السلام کو حرص نے جب گندم کی طرف بڑھایا تو آدم علیہ السلام کے دل سے سلیمی جاتی رہی
پس دروغ و عشوہ الخ۔ یعنی پس اونھون نے تیرے مکر اور جھوٹ کو سن لیا اور دھوکہ مین آگئے اور زہر قاتل کو پی لیا۔
کژدم از گندم الخ۔ یعنی اُسوقت بچھو مین اور گیہون مین فرق نہین جانتا اور وہی حرص مست ہوس سے تمیز کو لیجاتی ہے۔
خلق مست الخ۔ یعنی چونکہ مخلوق حرص دھوا مین مست ہین اسلئے تیرے مکر کو قبول کرلیتے ہین۔
ہر کہ خود را الخ۔ یعنی جسنے کہ ہوا و ہوس سے اپنے کو چھڑا لیا اوسنے اپنے کان کو آشنا راز کا کیا۔ مطلب یہ کہ اوسکو اسرار وحقایق حق پر اطلاع ہو گئی۔
ہمچنانکہ الخ۔ یعنی جیسکہ حکایت مین بیان کیا ہو لوگون نے ذرا تم اوس کو سنو تاکہ یہ بندھا ہوا بند کہلجاوے۔
آگے ایک قاضی کی حکایت لاوینگے جس کا حاصل یہ ہو کہ ایک شخص کو لوگون نے قاضی بنادیا تو وہ مسند پر بیٹھکر رونے لگا نائب نے دریافت کیا کہ حضرت روتے کیون ہین تو اونھون نے کہا کہ بات یہ ہو کہ اصل واقعہ سے تو فریقین ہی مطلع ہوتے ہین اور مین ناواقف محض۔ تو کیا خبر ہو کہ کیا فیصلہ کردون اس لئے رو رہا ہون کہ دیکھئے انجام کیا ہوتا ہی تو اوس نائب نے کہا کہ اگر آپ کی نیت بخیر ہے اور آپ کو کسی قسم کی حرص نہین ہو تب تو خواہ کچھ بھی فیصلہ کردو وہ بھی درست ہی اور مواخذہ نہین ہی اور اگر حرص ہی تو پھر درست بھی کرو تب بھی مواخذہ ہی تو اس حکایت کو اسپر لاتے ہین کہ ؎ ہر کہ خود را از ہوا خو د باز کرد الخ کہ دیکھو اوس نے بھی کہا کہ اگر آپ کو حرص نہین ہے تو کچھ غم نہین ہے اب حکایت سنو۔

ایک قاضی کا آفت قضا کی شکایت کرنا اور اُسکے نائب کا جواب

قاضی بہ نشاندند الخ۔ یعنی ایک قاضی کو لوگون نے مسند پر بٹھایا اور وہ رو رہے تھے تو نائب نے کہا کہ اجی قاضی صاحب روتے کسلئے ہو۔
این نہ وقت گریہ الخ۔ یعنی یہ وقت تو آپ کی گریہ و فریاد کا نہین ہی بلکہ خوشی اور مبارک بادی کا وقت ہے
گفت آہ چون الخ۔ یعنی قاضی نے کہا کہ افسوس ایک بیدل کس طرح حکم چلادے دو عالم (اصلی معاملہ کے اندر) ایک جاہل۔ یعنی فریقین تو عالم ہین اصل معاملہ سے اور مین جاہل تو دو عالمون مین ایک جاہل کیا فیصلہ کریگا۔
آن دو خصم از الخ۔ یعنی وہ دونون فریق خود تو واقعہ سے واقف ہین اور بیچارہ قاضی اون دونون باتون کو کیا جانے۔
جاہل ست و غافل الخ۔ یعنی اون کی حالت سے بالکل غافل اور جاہل ہے تو اون کے خون اور بال مین کس طرح دخل دے۔

گفت خصمان الخ - یعنی نائب نے عرض کیا کہ دونون فریق بے شک عالم ہین مگر غرض مند ہین - اور تم باوجودیکہ جاہل ہو مگر شمع ملت ہو -

ز انکہ تو علت الخ - یعنی اسلیئے کہ تم کوئی علت ہی درمیان نہین رکھتے ہو اور نور دیدہ کے لیے یہ کافی ہی -

وان دو عالم الخ - یعنی وہ دونون عالم ہین مگر غرض نے اون کو اندہا کر دیا ہی اور اون کی اس علت نے اون کے علم کو گور مین گرا دیا ہی -

جہل را بے علتی الخ - یعنی بے غرضی تو جہل کو بھی عالم بنا دیتی ہی اور غرض علم کو بھی دلون سے نکال دیتی ہی - آگے حضرت امیر معاویہؓ فرماتے ہین کہ -

تا تو رشوت الخ - یعنی جب تک کہ تو رشوت نہ لے تو بینا ہی اور جب تو نے طمع کی تو تو اندہا ہی اور قیدی ہی - پس جب معلوم ہو گیا کہ حرص و ہوا وہ شئے ہی کہ انسان کو حقیقت بینی سے اندہا کر دیتی ہے اور اگر یہ نہو تو حقیقت اشیار کو انسان جانتا ہی لہذا بہ برکت فیض حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حرص و ہوا تو میرے اندر ہی نہین لہذا اگر تو سچ بولیگا تو مجھے فوراً معلوم ہو جاوے گا -

از ہوا من الخ - یعنی حرص و ہوا کو مین نے اپنی خصلت سے باہر کر دیا ہی اور شہوتی لقمے مین نے بہت کم کھائے ہین لہذا مجھے حقیقت کی پہچان ہی -

چاشنی گیر الخ - یعنی میرا چاشنی گیر دل بافروغ ہو گیا ہی وہ سچ کی حقیقت کو کذب سے جان لیتا ہی - مطلب یہ کہ چونکہ لطف حق کی چاشنی کو یہ میرا قلب بھی چکھ چکا ہی اسلیے یہ حقایق اشیار کو پہچان لیتا ہی لہذا اگر تو سچ بولیگا - تو میرا دل فوراً قبول کر لیگا - یہ فرما کر حضرت امیرؓ کو جلال آ گیا اور اس سے سختی فرما کر اقرار کرا ہی لیا آگے مولانا اسیکو بیان فرماتے ہین کہ -

شرح حبیبی

باقرار آوردن معاویہؓ ابلیس لعین را

اے سگ ملعون جواب من بگو ... راست پیش آور دروغے را مجو

تو چرا بیدار کر دی مر مرا ... دشمن بیدار یے تو اے دغا

ہمچو خفتان ہمہ خواب آورے ... ہمچو خمرے عقل و دانش می بری

چار میخت کردہ ام من راست گو ... راست را دانم تو حیلتہا مجو

من ز ہر کس آن طمع دارم کہ او ... صاحب آن باشد اندر طبع و خو

من ز سرکہ می بجویم شکرے ... در مخنث می بجویم لشکرے

ہمچو گبران می بجویم از بتے ... کہ بود حق یا ز حق او آیتے

من ز سرگین می بجویم بوئے مشک ... من در آب جو بجویم خشت خشک

من بجویم پاسبانی را ز دزد ۔۔۔ کار نا کردہ بجویم ہیچ مزد
من ز شیطان می نجویم کوست غیر ۔۔۔ کہ مرا بیدار گرداند بخیر

امیر نے فرمایا کہ او سگ ملعون میری بات کا جواب دے اور سچ سچ بتلا جھوٹ کو مت ڈھونڈھ کہ بے سود ہے بتا تو نے مجھے کیون جگایا۔ اے سراپا دغا تو بیداری کا دشمن ہے پھر کیا وجہ تھی کہ تو اوس کا طالب ہوا تو تو پوستے کی طرح نیند لاتا ہی اور شراب کی طرح عقل و فہم کو زائل کر دیتا ہی پھر کیا سبب ہے کہ تو نے اپنی اس خاصیت کو چھوڑ کر اس کی ضد اختیار کی ہے دیکھہ تو حیلے تلاش نکرنا کیونکہ مین سچ کو پہچانتا ہون میرے سامنے حیلہ نہ چلیگا تو سچ سچ بیان کر دے تو میرے شکنجہ مین ہی مین تجھکو بدون سچ کے نہ چھوڑونگا مین ہر شخص سے اوسی بات کی توقع رکہتا ہون جو اوس کی طبیعت و سرشت مین ہی لہذا مین سرکہ سے شکر ہونیکی توقع نہین رکہتا اور مخنث سے سپاہگری کا امیدوار نہین ہوتا۔ مین کافرون کی طرح بت مین خدائی یا نشانی خدا نہین ڈہونڈھتا مین گوبر مین بوے مشک نہین تلاش کرنا اور ندی کے پانی مین خشک اینٹ نہین ڈہونڈہتا مین چور سے پاسبانی کی توقع نہین رکہتا اور بدون کام کئے مزدوری کا امیدوار نہین ہوتا علیٰ ہذا مین شیطان سے بھی اس کا متوقع نہین کہ وہ مجھے کسی بہتری کے لئے جگائے کیونکہ وہ نا اہل ہی۔

شرح شبیری

حضرت معاویہؓ کا ابلیس لعین سے اقرار کرالینا

اے سگ الخ۔ یعنی ارے ملعون کتے میرا جواب دے پر سچ کہدے کسی جھوٹ مین راستہ مت ڈہونڈہ۔

تو چرا الخ۔ یعنی تو نے مجھے کیون جگایا ارے دغاباز تو تو بیداری کا دشمن ہی۔

ہمچو خشخاشے الخ۔ یعنی افیون کی طرح تو تو بالکل نیند اور غفلت ہی لاتا ہی اور شراب کی طرح تو تو عقل و دانش کو بھی لیجاتا ہی جب تیرے یہ کام ہین تو اب بجائے غفلت لانے کے تیرا بیدار کرنا خالی از علت نہین ہے جلد بتا کہ کیا بات ہے۔

چار میخت کردہ الخ۔ یعنی مین نے تجھے محبوس کر لیا ہے اب سچ بتا دے مین تو سچ کو جانتا ہون تو بہت حیلے مت ڈہونڈہ۔

من ز ہر کس الخ۔ یعنی مین ہر شخص سے وہی امید رکہتا ہون جو کہ اوسکی طبیعت اور خصلت کے اندر ہو یعنی اگر کوئی صحیح بولے تو مجھے معلوم ہوجاتا ہی اور جھوٹ کے فوراً معلوم ہوجاتا ہی لہذا ٹھیک بتا دو۔ آگے مثالین ہین کہ۔

من ز سرکہ الخ۔ یعنی مین سرکہ سے شکر ہونیکو نہین ڈہونڈہتا اور ہر مخنث کو مین لشکری نہین بناتا۔

ہمچو گبران الخ۔ یعنی کافرون کی طرح مین بت سے اس امر کا امیدوار نہین ہون کہ وہ خود حق ہوگا یا حق تعالےٰ کی جانب سے کوئی نشانی ہوگی مطلب یہ کہ مین اصل واقعی امر کو جانتا ہون مجھے کوئی دہوکا نہین دے سکتا۔

من ز سرگین الخ - یعنی مین گوبر مین سے مشک کی بو نہین تلاش کرتا اور پانی مین خشک اینٹ نہین ڈہونڈہتا
من بجویم الخ - یعنی مین چوہے سے پاسبانی کا متلاشی نہین ہون اور بے کام کئے ہوئے مین مزدوری کا متلاشی نہین
ہون - غرضکہ مطلب یہ کہ مین بے جوڑ کام نہین کرتا کہ تو سکے تو غلط اور مین اوسکو صحیح سمجھون - بلکہ غلط کہیگا تو غلط
اور درست کہیگا تو درست سمجھونگا۔
من ز شیطان الخ - یعنی مین شیطان سے اس کا متلاشی نہین ہون کہ وہ مجھے بھلائی کے لیے بیدار کریگا اسلئے
کہ وہ تو غیر ہے غرضیکہ اوس سے یہی کہا کہ بس خیر اسی مین ہی کہ سچ بول دو تب اوس نے جو دل کی بات تھی
وہ کہدی -

شرح حبیبی

راست گفتن ابلیس ضمیر خود را با معاویہ

گفت بسیار آن بلیس از مکر و عذر — میر ازو نشنید و کرد استیز و نکر
از بن دندان بگفتش بہر آن — کردمت بیدار میدان ای فلان
تارسی اندر جماعت در نماز — از پئے پیغمبر دولت فراز
گر نماز از وقت رفتے مر ترا — این جہان تاریک گشتے بے ضیا
از غبین و درد رفتے اشکہا — از دو چشم تو مثال مشکہا
ذوق دارد ہر کسے در طاعتے — لاجرم نشکیبد از وے ساعتے
آن غبین و درد بودے صد نماز — کو نماز و کو فروغ آن نیاز

شیطان نے بہت کچھ عذر کئے اور بہت دہوکے دیئے لیکن امیر نے ایک بھی نہ سنی اور لڑتے رہے اور یون ہی
جھگڑتے اور تردید کرتے رہے - آخر ش مجبور ہوکر اوسنے کہا کہ مین نے تمکو اس لئے جگایا تھا کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز و جماعت مین پہونچ جاؤ - کیونکہ اگر تمھاری نماز باجماعت فوت ہوجاتی تو یہ جہان
تمھاری نظر مین فرط غم سے تیرہ و تار ہوجاتا - اور اس خسارہ اور تکلیف کے باعث تمھاری آنکھون سے مشکون
کی طرح آنسو جاری ہوتے - کیونکہ ہر شخص کو ایک طاعت کے ساتھ خاص دلچسپی ہوتی ہی اور وہ اسکے بغیر دم بھر
صبر نہین کرسکتا ہی چنانچہ مین نے دیکھا کہ تمکو نماز سے زیادہ دلچسپی ہی اگر تمھاری نماز فوت ہو گئی تو یہ تمھاری
نظر مین بہت بڑا خسارہ ہوگا اور بہت بڑی تکلیف وہ بات ہوگی اور یہ خسارہ و تکلیف تمھارے لئے اجر کے لحاظ
سے سو نمازون کے برابر ہوجاویگی - پھر کہا ایک نماز اور کجا وہ فروغ نیاز - جو سو نمازون کی برابر ہو چنانچہ
ایک مرتبہ ایسا ہو بھی چکا ہو - جسکی تفصیل یہ ہی

شرح شبیری

ابلیس لعین کا حضرت معاویہؓ سے اپنا راز دل کہدینا

گفت بسیار آن الخ - یعنی شیطان نے بہت سے مکر اور عذر کئے مگر حضرت امیرؓ نے کوئی نہ سُنا اور سختی اور زجر فرمایا۔
از بن دندان الخ - یعنی صدق دل سے اون سے عرض کیا کہ جناب مین تمہارے لیے جگایا تھا کہ۔
تا رسی الخ - یعنی تاکہ تم نماز کے لیے جماعت مین حضرت پیغمبر دولت بلند کے پیچھے پہونچ جاؤ۔
گر نماز از الخ - یعنی اگر آپ کی نماز بے وقت ہوجاتی تو یہ جہان آپ کی نظر مین تاریک ہو جاتا۔
از غبین و درد الخ - یعنی رنج اور کلفت کیوجہ سے بہت آنسو نکلتے آپ کی آنکھون سے مشک کی طرح مطلب یہ کہ اگر آپکی نماز فوت ہوجاتی تو آپ کو رنج ہوتا اور آپ روتے اور اس سے ترقی درجات کی ہوتی۔ اس لئے مین نے جگادیا کہ خیر جتنے ہین اوسی قدر مراتب رہین بڑہین تو نہ۔ اللھم احفظنا من مکائدہ - بھلا کوئی بتادے کہ حضرت معاویہؓ ہی کا ظرف تھا کہ جو اونھون نے اس کے کہنے کو نہ مانا اور برابر پوچھتے ہی رہے ورنہ کسکا ذہن ہے جو اسقدر دور پہونچے اللھم احفظنا۔
ذوق دارد الخ - یعنی ہر شخص ایک طاعت مین ایک ذوق رکھتا ہے اور ضرور اوس سے ایک گھڑی کو صبر نہین پاسکتا۔
آن غبین الخ - یعنی وہ رنج اور درد سو نماز کی برابر ہوجاتا کہان تو وہ نماز اور کہان فروغ اس نیاز کا۔ یعنی اس کا مرتبہ بدرجہا بڑھا ہوا ہے۔ آگے ایک حکایت اس عاجزی اور نیاز کی فضیلت کی ظاہر لاتے ہین۔

شرح حبیبی

فضیلت حسرت خوردن آن شخص بر فوت نماز جماعت

آن یکے میرفت در مسجد درون	مردم از مسجد ہمی آمد برون
گشت پرسان کہ جماعت را چہ بود	کہ ز مسجد می برون آیند زود
آن یکے گفتش کہ پیغمبر نماز	با جماعت کرد و فارغ شد ز راز
تو کجا در میروی اے مرد خام	چون پیمبر باز داد آخر سلام
گفت آہ و درد ز آن آمد برون	آہ می داد از دل او بوے خون
آن یکے گفتا بدہ این آہ را	وین نماز من ترا بادا عطا
گفت دادم آہ و پذرفتم نماز	او ستد آن آہ را با صد نیاز
با نیاز و با تضرع باز گشت	باز بود و در سپے شہباز گشت
شب بخواب اندر بگفتش ہاتفے	کہ خریدی آب حیوان و شفے
حرمت این اختیار و این دخول	شد نماز جملہ خلقان قبول

ایک شخص صحابی مسجد مین جارہا تھا اور لوگ باہر نکل رہے تھے۔ اوسنے دریافت کیا کہ جماعت کیا ہوئی۔ کہ لوگ اسقدر جلد مسجد سے نکلکر جارہے ہین کیا آج جماعت نہوگی کسی نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جماعت اور راز و نیاز با حق سبحانہ سے فارغ ہو چکے ہین۔ جبکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی سلام پھیر چکے ہین تو تم اسوقت جماعت کی توقع مین مسجد مین کیسے جارہے ہو۔ یہ سنکر اوس نے ایک آہ کی جسکی ساتھ اوس کے جلتے ہوئے دل سے دھوان نکلا اوس کی آہ سے بوے خون آتی تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ دل پرخون سے نکلی ہے کسی نے کہا اچھا اگر تجھکو فوت نماز باجماعت کا اسقدر ملال ہی تو اس آہ کا ثواب مجھے دیدے۔ اور مین نے اپنی نماز باجماعت کا ثواب تجھے دیا۔ اوسنے کہا اچھا مین نے آہ کا ثواب دیا اور جماعت کا ثواب لیا۔ اوسنے اوس آہ کا ثواب لیلیا۔ جو نہایت خشوع کے ساتھ کیگئی تھی اور اس نیاز و خشوع کا ثواب لیکر واپس لوٹا۔ اس سے اوس کو اتنی ترقی ہوئی کہ جیسے باز بھاب شہباز سے لگا کھانے لگا۔ رات کو ہاتف نے خواب مین کہا کہ تونے تو آبحیات اور سراسر شفا خریدلی۔ تیرے اس اختیار اور اس دخول فی العقد کے سبب تمام مخلوق کی نماز مقبول ہوگئی اس سے تو سمجھ سکتا ہی کہ تیرا یہ فعل کتنا مکرم عند اللہ ہی۔

شرح شبیری

ایک شخص کا جماعت کی نماز فوت ہوجانے پر حسرت کھانا

آن یکے الخ۔ یعنی ایک شخص مسجد کے اندر جارہے تھے اور لوگ مسجد سے نکل رہے تھے۔

گشت پرسان الخ۔ یعنی وہ پوچھنے لگے کہ جماعت کو کیا ہوا کہ مسجد سے جلدی ہی باہر آرہے ہین۔

آن یکے گفتش کہ الخ۔ یعنی ایک نے کہا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے باجماعت نماز پڑھ لی اور مناجات سے فارغ ہوگئے ہین۔

تو کجا در می آئی الخ۔ یعنی اے مرد خام تو کہان جارہا ہی جبکہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا ہی مطلب یہ ہے کہ جماعت کی طلب مین فضول جارہے ہو ورنہ مسجد کے جاتے نہین روکتے۔

گفت آہ الخ۔ یعنی اوس نے ایک آہ کی اور اُس سے دھوان نکلا اور اوس کی آہ دل سے خون کی بو رہی تھی۔

آن یکے گفتا بدہ الخ۔ یعنی ایک شخص نے اس سے کہا کہ اس آہ کا ثواب تو مجھے دیدے اور میری باجماعت نماز کا ثواب حق تعالی تجھے دیدے۔

گفت دادم الخ۔ یعنی اوسنے کہا کہ مین نے آہ دی اور نماز قبول کی تو اس دوسرے اوس آہ کو سو نیاز کے ساتھ لیلیا۔ مطلب یہ کہ اوسکے ثواب کو اوسنے بہت شوق سے لیلیا۔

با نیاز و با الخ۔ یعنی وہ با نیاز اور با تضرع واپس چلے گئے وہ باز تھے اور شہباز کے پیچھے گئے مطلب یہ کہ اول تو اون کا درجہ اتنا نہین تھا مگر جب اس تضرع و زاری کا اون کو ثواب ملگیا تو ایک بہت بڑی شے ہاتھ آگئی اور اوسکو لیکر وہ چلے گئے۔

شب بخواب الخ۔ یعنی رات کو ایک ہاتف نے اوس آہ لینے والے سے کہا کہ تو نے تو آب حیوان اور شفا کو خرید لیا۔
حرمت این الخ۔ یعنی اس اختیار اور اس فعل کی برکت سے تمام لوگون کی نماز بھی قبول ہو گئی۔ مطلب یہ کہ اس آہ کی وہ برکت تھی کہ اوس کی برکت سے اور لوگون کی نماز بھی سبکی قبول ہو گئی سو چونکہ نماز کے فوت ہونے مین یہ درجات عالیہ حاصل ہوتے تھے اس لئے اس شیطان لعین نے حضرت امیر کو بیدار کیا تھا آگے اوسی کا تتمہ ہی فرماتے ہین کہ

شرح حبلی

تتمہ اقرار ابلیس با معاویہؓ مکر و فریب خود را

پس عزازیلش بگفت اے میر راد | مکر خود اندر میان باید نہاد
گر نمازت فوت میشد آن زمان | میزدی از درد دل آہ و فغان
من ترا بیدار کردم از نہیب | تا نسوزاند چنان آہے حجیب
تا چنان آہے بناشد مر ترا | تا بدان راہے بناشد مر ترا
من حسودم از حسد کردم چنین | من عدوم کار من مکرست و کین

عزازیل نے کہا اے حلیم امیر اب مین تجھکو اپنے مکر کا حقیقی راز پھر بتائے دیتا ہون وہ یہ کہ جب مین ایک واقعہ ایسا دیکھ چکا تھا تو مین نے خیال کیا کہ اگر تمھاری نماز فوت ہو جاتی تو اسوقت تم درد دل سے آہ و فغان کرتے اور وہ تاسف وہ آہ وہ خشوع دو سو رکعت سے بڑھ جاتا لہذا مین نے تمکو اس خوف سے جگا دیا کہ مبادا ایسے آہ اس حجاب کو نہ جلادے جو ہنوز تمھارے اور حق کے درمیان باقی ہی اور قرب کامل تمکو نہ حاصل ہو جاوے اور تاکہ تم کو یہ نصیب نہو۔ اور اس آہ تک تمھاری رسائی نہو سکے۔ مین فی الحقیقت حاسد ہون اور یہ جو کچھ مین نے کیا ہی حسد سے کیا ہے مین فی الحقیقت دشمن ہون اور میرا کام مکر و عداوت ہی ہی۔

شرح شبیری

حضرت معاویہؓ کے سامنے ابلیس لعین کا اپنے مکر و فریب کے اقرار کر لینے کا تتمہ

پس عزازیلش الخ۔ یعنی پس عزازیل نے اون سے عرض کیا کہ اے جوانمرد اب اپنے مکر کو درمیان رکھنا چاہیے۔ مطلب یہ کہ اب خلاصی اسی مین ہی کہ جو بات ہو اصل وہ ظاہر کر دینی چاہیے۔
گر نمازت الخ۔ یعنی اگر اسوقت آپ کی نماز فوت ہو جاتی تو آپ درد دل کی وجہ سے آہ و فغان کرتے۔
آن تاسف الخ۔ یعنی اوس افسوس اور فغان اور نیاز کا ثواب دو سو رکعت نماز سے بھی بڑھ جاتا اس لئے کہ

اصل تو تضرع و زاری ہی اور جبکہ نماز کا تدارک اوس کی قضا سے ہوجاتا اور تضرع و زاری اسقدر جو ہوتی تو ظاہر ہے کہ ثواب بہت زیادہ ہوجاتا۔

من ترا بیدار الخ - یعنی مین نے تمکو اس خوف سے جگا دیا کہ کہین ایسی آہ حجاب کو نہ جلا دے۔ مطلب یہ کہ مجھے خوف ہوا کہ اس افسوس وغیرہ مین تمکو عروج ہوگا اور وصل ہوگا اور جسقدر کہ پردے درمیان مین ہون وہ سب مرتفع ہوجاوینگے لہذا مین نے چاہا کہ جو مرتبہ حاصل ہی تیرو ہی ہم اور تو نہ بڑھے۔

تا چنان الخ - یعنی تاکہ تمکو وہ آہ نہ مل سکے اور تاکہ اوس درجہ تک تمکو راہ نہ مل سکے مطلب یہ کہ کہین وہ آہ تمکو مفید ہوجاتی اور وہ درجہ حاصل ہوجاتا اسلیے مین نے جگا دیا۔

من حسودم الخ - یعنی مین تو حاسد ہون مین نے ایسا حسد کیوجہ سے کیا ہی اور مین تو دشمن ہون میرا کام ہی مکر اور کینہ ہی - آگے نالائق نصیحت کرتا ہی کہ۔

مکرمن دیدی الخ - یعنی تمنے میرا مکر دیکھہ لیا اب مجھ سے بیخوف مت رہنا تاکہ زمانہ مین تم صدر جہان رہو - اور اگر کہین میرا اتباع کیا یا مجھ سے بیخوف ہوگئے تو بہت خرابی ہی - جب اوس نے یہ کہا تب حضرت امیرؓ نے بھی تصدیق فرمائی

شرح حبیبی

تصدیق کردن معاویہؓ ابلیس ادران قول

گفت اکنون راست گفتی صادقی — از تو این آید تو این را لایقی
عنکبوتی تو مگس داری شکار — من نیم اے سگ مگس زحمت میار
باز اسپیدم شکارم شہ کند — عنکبوتے کے بگرد من تند
کار تو اینست اے دزد لعین — سوئے دوغ آری مگس را ز انگبین
رو مگس می گیر تا تانی ہلا — سوئے دوغے زن مگسہا را صلا
ور بخوانی تو بسوئے انگبین — ہم دروغ و دوغ باشد آن یقین
تو مرا بیدار کردی خواب بود — تو نمودی کشتیم گرداب بود
تو درین خیرم ازان میخواندی — تا ز خیر بہترم می راندی

یہ سنکر امیرؓ نے فرمایا کہ ہان اب تو نے سچ کہا ہی اور اب تو سچا ہی یہی بات تیرے مناسب ہے اور یہی ہونا تھا - لیکن یہ مین تجھکو سمجھائے دیتا ہون کہ تو ایک مکڑی ہی اور مکھیون کا شکار کرنا تیرا کام ہے اور ضعیف الایمان لوگون کو بہکا سکتا ہی مین مکھی اور ضعیف الایمان نہین ہون میرے پھانسنے کی تکلیف نہ اٹھا ورنہ محروم ہوگا - مین حق سبحانہ کا باز ہون اور وہی میرا شکار کرتا ہی - مکڑی کی مجال نہین کہ میرے اوپر جالا تن دے اے ملعون چور تیرا کام یہ ہی کہ تو مکھیون اور ضعیف الایمان لوگون کو شہد اور نافع و مرغوب چیز سے ہٹاکر چھاچھ اور نامرغوب شئے کی طرف لائے - پس جا جہان تک تجھ سے ہوسکے مکھیون ہی کو پکڑتا رہ - دیکھ چھاچھ یعنی

مصنوعا مرغوب اشیار کی طرف مکھیوں اور ضعیف الایمان لوگون ہی کو بلانا مجھ باز کی طرف رُخ بھی نکرنا کیونکہ مین جانتا ہون کہ اگر تو شہد کی طرف بھی بلائیگا اور اچھی بات کی بھی ترغیب دیگا تو وہ بھی جھوٹ اور نامرغوب ہوگا۔ گو بادی النظر مین شہد اور اچھی بات معلوم ہو تو نے مجھے بیدار کیا لیکن یہ بیدار کرنا گو فی نفسہ بیدار کرنا تھا مگر بلحاظ سُلانے کے سلانا تھا اور تو نے مجھے کشتی دکھلائی گو وہ واقع مین کشتی نہ تھی لیکن وہ بلحاظ اس کشتی کے جو دوسری صورت مین مجھے ملتی گرداب تھی اسلئے کہ تو نے مجھے ایک بہتری کی طرف بُلایا۔ تاکہ تو مجھے اس بہتر مجنے سے دور کردے۔

شرح شبیری

حضرت امیرؓ کا ابلیس کے اس قول مین تصدیق فرمانا

گفت اکنون الخ۔ یعنی فرمایا کہ اب تو نے سچ کہا اور اب تو سچا ہو اس لئے کہ تجھ سے تو ایسی ہی بات آتی ہو اور تو تو اسیکے لائق ہے۔

عنکبوتی تو مگس الخ۔ یعنی تو ایک مکڑی (کی طرح جال تانے ہوئے) ہے اور مکھیون کا شکار کر رہا ہو تو رے کتے مین مکھی نہین ہون محنت مت کر۔ مطلب یہ ہو کہ تو اور تیرے مکر سب ضعیف ہین اور تو ضعفار اور ناقصین ہی کو جال مین پھنسا سکتا ہو اور الحمد للہ مین قوی اور کامل ہون لہذا فضول محنت مت کر مین تیرے جال مین پھنسنے والا نہین ہون۔

باز اسپیدم الخ۔ یعنی مین تو سفید باز ہون میرا شکار تو بادشاہ کرتا ہو اور کوئی مکڑی میرے گرد کیا جال تن سکتی ہو۔ مطلب یہ کہ جو کہ خود ہی ضعیف ہو وہ کسی قوی کو کیا مغلوب کر سکتا ہو۔

کار توانیست الخ۔ یعنی ارے ملعون چور تیرا تو کام ہی یہ ہو کہ مکھی کو شہد سے چھاچھ کی طرف لاتا ہو۔ مطلب یہ کہ تو تو لوگون کو بہکا کر عمدہ سے ارذل کی طرف لاتا ہی ہو تیرا تو کام ہی یہ ہے پس اگر تو نے میری ساتھ ایسا کیا تو کیا عجب ہے۔

رو مگس را گیر تا الخ۔ یعنی جا مکھیون کو پکڑ جب تک کہ تجھ سے ہو سکے اور چھاچھ کی طرف مکھیون کو آواز دے۔ مطلب یہ کہ ضعفار اور ناقصین کو بہکا اور ان کے ساتھ کذب کا معاملہ کر مین تیرے قابو کا نہین ہون۔

ور بخوانی ہم الخ۔ یعنی اور اگر تو شہد کی طرف بھی بلادے تو وہ بھی یقیناً کذب اور دروغ ہی ہوگا۔ مطلب یہ کہ اگر تو کبھی داعی الی الخیر بھی ہو جاوے تب بھی یقیناً اوسمین کوئی نہ کوئی دھوکا اور مکر ہوگا جیسا کہ خود اس قصہ مین ہے کہ اٹھایا نماز کے لئے اور کسقدر عظیم مکر نکلا۔

تو مرا بیدار الخ۔ یعنی تو نے مجھے (بظاہر) جگایا اور وہ (فی الواقع) خواب تھا اور تو نے (بظاہر) کشتی دکھائی اور (فی الواقع) وہ گرداب تھا۔ مطلب یہ کہ اسمین بھی غفلت عن الحق تھی اسلئے کہ اگر تو نہ جگاتا تو اوس تضرع وزاری سے اور مرتبہ بلند ہوتا تجھ کمبخت کا بیدار کرنا بھی منحوس ہی ہے جیسا کہ خود ہے۔

تو درین الخ۔ یعنی تو اس بھلائی مین مجھے اسلئے بلا رہا تھا کہ ایک اچھی خیر سے مجھے ہٹا دے۔ چنانچہ کامیاب ہوا آگے ایک حکایت لاتے ہین کہ ایک شخص نے ایک چور کے پکڑنے کو اوس کا تعاقب کیا اور قریب تھا کہ ایک جست کر کے اسکو

پکڑنے جب اوس چور کے ساتھی نے دیکھا کہ میرا ساتھی پکڑا جاتا ہی تو اس متعاقب کو آواز دی کہ ارے کمبخت یہاں آ دیکھ کیا آفت برپا ہی یہ سمجھا کہ شاید اور چور میرے گھر مین گھس گئے ہین وہ اوس چور کا تعاقب چھوڑ کر لوٹا کہ بتا کیا ہی تو وہ بولا کہ دیکھ چور کے نشان قدم یہ ہین ان پر چلا جا اور اوسکو پکڑ لینا اوسنے کہا خدا تجھے غارت کرے تو نشان قدم بتاتا ہے اور مین نے اوس ذات ہی کو پکڑ لیا تھا تو دیکھو اوس نے بظاہر ایک خیر کی طرف بلایا تھا مگر فی الواقع وہ شر تھا اور اس سے ایک بہت بڑی چیز کھودی اسی طرح یہ شیطان بظاہر ایک خیر کیطرف بلاتا ہی مگر اوسکے اندر بہت بڑا ضرر مضمر ہوتا ہی۔ اب حکایت سنو۔

شرح حبیبی

گریختن دزد از دست صاحبخانہ باواز شخص دیگر

این بدان ماند کہ شخصے دزد دید ــ درو ثاق اندر پے او می دوید

تا دو سہ میدان دوید اندر پیش ــ تا در افگند از تعب اندر خویش

اندر آن حملہ کہ نزدیک آمدش ــ تا بدو اندر جہد دریابدش

دزد دیگر بانگ کردش کہ بیا ــ تا ببینی این علامات بلا

زود باش و باز گرد اے مرد کار ــ تا ببینی حال اینجا زار زار

چون شنید این مرد گشت اندیشناک ــ گفت باخود گشتہ گیر این جامہ چاک

گفت باشد کان طرف دزدی بود ــ گر نگردم زود او بر من دود

بر زن و فرزند من دستے زند ــ کشتن این دزد سودم کے کند

این مسلمان از کرم میخواندم ــ گر نگردم زود پیش آید ندم

بر امید شفقت او نیکخواہ ــ دزد را بگذاشت باز آمد براہ

گفت اے یار نکو احوال چیست ــ این فغان و بانگ تو از دست کیست

گفت اینک بین نشان پائے دزد ــ این طرف رفت است دزد زن بمزد

نک نشان پائے دزد قلتبان ــ در پے او رو بدین نقش و نشان

گفت اے ابلہ چہ میگوئے مرا ــ من گرفتہ بودم آخر دزد را

دزد را از بانگ تو بگذاشتم ــ من تو خر را آدمی پنداشتم

اینچہ ژاژست وچہ ہرزہ اے فلان ــ من حقیقت یافتم چہ بود نشان

گفت من از حق نشانت میدہم ــ این نشانست کز حقیقت آگہم

گفت طراری تو یا خود ابلہی ــ بلکہ تو دزدے ازین حال آگہی

خصم خود را می کشیدم موکشان ــ تو رہانیدی مرا کاینک نشان

تو جهت گو من برونم از جهات — در وصال آیات کو یا بینات
صنع بیند مرد محجوب از صفات — در صفات آنست کو گم کرده ذات
واصلان چون غرق ذات اند ای پسر — کی کنند اندر صفات او نظر
چونکه اندر قعر جو باشد سرت — کی برنگ آب افتد منظرت
ور برنگ آب باز آیی ز قعر — پس پلاسی بستدی دادی شعر
طاعت عامه گناه خاصگان — وصلت عامه حجاب خاص دان

تمثیل

گر وزیری را کند شه محتسب — شه عدوی او بود نبود محب
هم گناهی کرده باشد آن وزیر — بی سبب نبود تغیر ناگزیر
وانکه ز اول محتسب بد خود ورا — بخت و روزی آن بدست ابتدا
لیک آن کاول وزیر شه بدست — محتسب کردن سبب فعل بدست
چون ترا شه ز آستانه پیش خواند — باز سوی آستانه باز راند
تو یقین میدان که جرمی کردهٔ — جبر را از جهل پیش آوردهٔ
گر ترا روزی و قسمت آن بدست — پس چرا دی بودت این دولت بدست
قسمت خود خود بریدی تو ز جهل — قسمت خود را فزاید مرد اهل

تیرے اس فعل کی مثال ایسی ہی جیسے ایک شخص نے مکان کے اندر چور کو دیکھا اور اوس کے پیچھے دوڑا غرض دو تین میدان اوسکے پیچھے دوڑا حتے کہ پسینہ پسینہ ہوگیا جس دوڑ مین کہ وہ اوس کے پاس پہنچ گیا اور کوگر اوسکو پکڑ نیکو ہوا دفعۃً ایک چور نے آواز دی کہ اید ہر آ تا کہ مصیبت کے نشان دیکھے۔ اے مصروف کار شخص فوراً لوٹ آ۔ اور یہان کی حالت زار دیکھ جب اوس شخص نے یہ بات سنی تو اوس کو سوچ ہوئی اور اپنے دل مین کہا کہ اس چور کو تو مرنے دو اور ادہر چلو ممکن ہی کہ اوس طرف کوئی اور چور رہا ہو اور مجھ پر دوڑ پڑے یا میری بیوی بچو نپر ہاتھ صاف کرے اگر اس چور کو مار بھی دیا تو ایسی حالت مین کیا مفید ہو سکتا ہی یہ مسلمان اپنی مہربانی سے مجھے بلا رہا ہے اگر مین فوراً واپس نہین ہوتا ہون تو ممکن ہے کہ مین پشیمان ہون اس بظاہر نیکخواہ آدمی کی شفقت کے بہروسا اوسنے چور کو تو چھوڑ دیا اور خود پلٹ پڑا اور جاکر پوچھا کہ میان یہ شور و فریاد تمہاری کسکے دست تعدی سے تھی اوسنے کہا مجھے یہ کہنا مقصود تھا کہ یہ چور کا نقش قدم ہی اور وہ دیوث چور کسطرف کو گیا ہی یہ اوس دیوث چور کے نشانات قدم ہین پس تم ان نشان پر اس چور کا تعاقب کرو۔ اوسنے کہا ارے احمق تو کیا کہہ رہا ہے مین نے تو چور کو پکڑ ہی لیا تھا تیری آواز سنکر اور گھبرا کر چھوڑ دیا۔ مین تو سمجھا تھا کہ تو کوئی آدمی ہوگا مگر تو تو گدہا نکلا۔ اسے یکیا ہرزہ درآئی اور بیہودہ سرائی ہی نشان کسکو کہتے ہین مین نے تو حقیقت کو پا لیا تھا۔ اوسنے کہا مین آپ کو بہت صحیح نشان دے رہا ہون مین خوب واقف ہون یہ آپکے لئے نشان ہی اس نشان سے

آپ اُس کو پکڑ سکتے ہین اُس نے کہا تو یا تو کوئی ٹھگ کٹا ہی یا احمق۔ بلکہ معلوم ہوتا ہی کہ تو بھی چور ہی کہ مین
اُس چور کو مونے پیشانی پکڑ کر لاتے ہی کو تھا تونے دہوکہ دیکر اوسے چھڑا دیا اور اب کہتا ہی کہ یہ نشان ہی۔ اب مولانا ایک
محبوب کو مخاطب بناکر فرماتے ہین کہ تو وجوہات بیان کرتا ہی اور مین وجوہ و دلائل سے بالاتر ہون مجھے وصال و مشاہدہ ذات
حاصل ہی لیکن وصال مین بھی آیات و بینات کارآمد ہوتے ہین قاعدہ ہی کہ جو صفات سے محجوب ہوتا ہی وہ افعال کو
دیکھتا ہی اور صفات مین وہ مصروف ہوتا ہی جسکی ذات تک رسائی نہین۔ جو واصل ہین وہ تو مشاہدہ ذات مین مستغرق
ہین وہ صفات کی طرف التفات نہین کرتے۔ گو معتقد صفات ہین اور ان کا بھی اعتراف کرتے ہین اُس کو یون سمجھو
کہ جب ندی کی تہ مین تمھارا سر ہو تو رنگ آب پر تمکو نظر نہوگی گو تم رنگ کے نافی بھی نہ ہوگے۔ لیکن اس حالت مین اگر تم
تہ مین سے رنگ کی طرف متوجہ ہوئے تو تم بہت خسارہ مین ہو کہ پشمینہ دیکر ٹاٹ خریدا۔ اور اصل چھوڑ کر تابع پر نظر کی
یون ہی ذات کو چھوڑ کر صفات پر نظر کرنے والے کی حالت سمجھو۔ اس سے تمکو اسکا راز معلوم ہوا ہوگا۔ کہ عام لوگونکی
طاعتین خواص کے معاصی ہین اور عوام کا وصال خواص کا حجاب ہے۔ اسکو ہم ایک اور مثال سے واضح کرتے
ہین دیکھو اگر کسی وزیر کو بادشاہ محتسب بنا دے تو اس سے معلوم ہوگا کہ بادشاہ اس سے ناخوش ہی اور خوش نہین
اور اوسنے کوئی قصور کیا ہی جسکی یہ سزا دیگئی ہی کیونکہ یہ تغیر بلا وجہ نہین ہوسکتا اور جو پہلے ہی سے محتسب ہے اوسکے لیے
یہ ابتدا ہی سے خوش قسمتی ہی۔ لیکن جو شخص پہلے وزیر تھا اوسکو محتسب بنا دینا یہ اُس کے جرم کا نتیجہ ہے پس اگر
تمکو بادشاہ حقیقی نے آستانہ سے اپنی حضور مین بلا لیا ہی اور بعد سے قرب عطا فرمایا ہی اور پھر قریب سے بعید کر دیا
اور آستانہ پر پہونچا دیا ہی تو تمکو یقین کرنا چاہیئے کہ تمنے کوئی قصور کیا ہی لیکن اسوقت تم اپنی جہالت سے جبر کا عذر
پیش کرتے ہو مگر یہ تمھاری غلطی ہی اگر تمھارے مقدر ہی مین یہ تھا تو کل وہ دولت تمکو کیسے ملی تھی بس بات یہ ہے
کہ تم نے اپنے حصہ کو اپنی نادانی سے خود قطع کر دیا۔ اسلیے تم اہل نہین ہو دیکھو جو اہل ہوتے ہین وہ اپنے حصہ کو بڑہاتے
ہین قطع نہین کرتے ہین۔

شرح شبیری

ایک صاحبخانہ کے ہاتھ سے ایک چور کا بھاگ جانا ایک دوسرے شخص کے آواز دینے کی وجہ سے

این بدان الخ۔ یعنی یہ تو اوسکے مشابہ ہی کہ ایک شخص نے گھر مین چور دیکھا۔ تو وہ اوسکے پیچھے دوڑا۔
تا دو سہ میدان الخ۔ یعنی دو تین میدان تک تو اوسکے پیچھے بھاگا یہانتک کہ اوس چور نے تعب کیوجہ سے اوسکو پسینہ مین ڈالدیا۔
اندر آن الخ۔ یعنی اوس حملہ مین کہ اوسکے نزدیک آگیا کہ ایک دو مرتبہ کودے تو اوسکو پالے۔
دزد دیگر الخ۔ یعنی ایک اور چور نے اس تعاقب کو آواز دی کہ اے یہان آ تاکہ تو علامات مصیبت کو دیکھے۔
زود باش الخ۔ یعنی جلدی کر اور لوٹ اے مرد کار تاکہ تو یہانکا حال ابتر اور خراب دیکھے۔

چون شنید الخ۔ یعنی جب اُسنے یہ سُنا تو اندیشہ ناک ہو گیا اور اپنی بیوی کہا کہ ہن جامہ چاک کو مار ڈالنا غرض کہ بو مطلب کہ اسنے کہا کہ ہن چور کو چھوڑ دونگا مجھکو جیسے یہ تھا ہی نہین۔
گفت باشد الخ۔ یعنی اپنے دلمین کہنے لگا کہ شاید اُسطرف کوئی چور ہو تو اگر مین جلدی نہ لوٹون تو وہ مجھپر حملہ کر بیٹھے۔
در زن الخ۔ یعنی میری بیوی بچون پر وہ حملہ کرے تو پس چور کا مار ڈالنا مجھے کیا فائدہ دیگا۔
این مسلمان الخ۔ یعنی یہ مسلمان کوئی نیک کرم کیوجہ سے مجھے بلا رہا ہی تو اگر مین جلدی سے واپس ہونگا تو مجھے سخت ندامت ہوگی۔
بر امید شفقت الخ۔ یعنی اس نیکخواہ کی شفقت کی امید پر چور کو چھوڑ دیا اور راستہ پر لوٹ آیا۔
گفت اے یار الخ۔ یعنی لوٹکر کہا کہ اے یار کیا حال ہے یہ فغان اور آواز کس کے ہاتھ سے ہے۔
گفت اینک الخ۔ یعنی وہ آواز دالا بولا کہ یہ چور کے نشان قدم ہین کہ اسطرف کو وہ بھڑوا چور گیا ہی۔
اینک نشان پا الخ۔ یعنی اوس چور قلتبان کے پاؤن کے یہ نشان ہین تو اوسکے پیچھے جا اس نقش و نشان پر۔
گفت اے ابلہ الخ۔ یعنی اوس صاحبخانہ نے کہا کہ اربے بیوقوف تو مجھے کیا کہہ رہا ہی آخر مینے تو اوس چور کو پکڑ ہی لیا تھا۔
دُزد را الخ۔ یعنی تیری آواز کیوجہ سے اوس چور کو مینے چھوڑ دیا اور مین نے تجھ گدھے کو آدمی سمجھا۔
اینچہ ژاژ الخ۔ یعنی ارے یہ کیا بیہودگی اور بدتمیزی ہے مین نے تو خود حقیقت کو پا لیا تھا نشان کیا چیز ہوتی ہے۔
گفت من الخ۔ یعنی اُس داعی نے کہا کہ مین تجھے بالکل ٹھیک نشان بتا رہا ہون اور یہ اُس امر کی نشانی ہی اور مین حقیقت سے آگاہ ہون۔
گفت طراری الخ۔ یعنی اُس صاحبخانہ نے کہا کہ ارے تو گرہ کٹ ہی یا کوئی بیوقوف ہی بلکہ تو تو خود چور ہے اور حقیقت حال سے آگاہ ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ اُسی کا ساتھی ہی۔
خصم خود را الخ۔ یعنی مین تو اپنے دشمن کو بال کھینچتا ہوا لاتا تو نے اُسکو چھڑا دیا کہ یہ اُسکا نشان قدم ہے تو اب بتا کہ اُسکے نشان قدم کو لیکر کیا چاٹون۔
تو جہت گو من الخ۔ یعنی تو توجہات بتا رہا ہی اور مین جہات سے باہر ہون تو دلائل بتا رہا ہی اور مین بینات سے بے نیاز ہون یا بینات رب سے بے سو ہون مطلب یہ کہ مین وہان تک پہونچ چکا تھا اب جو تو مجھے یہ نشان بتا رہا ہی یہ تو میرے لئے بالکل بے سود ہی یہان مولانا کو یہی بتانا مقصود ہی کہ جو اولیاء اللہ فنا ہو جاتے ہین اور جنکو فنا کا مل حاصل ہو جاتی ہی پھر اونکی نظر اسباب پر یا بہاب پر یا صفت پر نہین رہتی بلکہ اونکی نظر محض ذاتی طرف ہوتی ہی جسکو شاہد ذاتی اور معاینہ کے لفظ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہی اسیکو آگے بھی بیان فرماتے ہین کہ۔
صنع بیند الخ۔ یعنی فعال تو وہ دیکھیگا جو صفات سے محجوب ہو اور صفات مین وہ رہیگا جو ذات سے گم ہو مطلب یہ کہ تجلی فعالی تو اوسے ہوتی ہے کہ جسے تجلی صفاتی نہین ہوتی اور تجلی صفاتی اوسے ہوتی ہے جسے تجلی ذاتی نہین ہوتی اور جسے تجلی ذاتی اور معاینہ ہو گیا وہ تو واصل حق اور فنا فی الذات ہو گیا اوسے ان اشیا کی طرف نظر کرنے کی چندان ضرورت نہین ہی۔
واصلان الخ۔ یعنی یہی صاحب اور وہ واصلین جو کہ ذات حق مین فنا ہین وہ صفات مین کب نظر کرتے ہین آگے اسکی مثال ہی کہ۔
چونکہ اندر الخ۔ یعنی جبکہ قعر ندی مین تیرا سر ہو تو پھر پانی کے رنگ پر کب تیری نظر پڑیگی یعنی اگر پانی کے اندر کوئی ڈوبا ہوا ہو تو ظاہر ہی کہ اوسکو پانی کے اوپر کا سطح بالکل نظر نہ آویگا اسیطرح جو حضرات کہ ذات مین فنا ہو گئے ہین اونکی نظر بھی ظاہر اور صفات پر نہین رہتی۔

ور بہ رنگ الخ۔ یعنی اور اگر رنگ آب پر تو غیرت واپس آ جاوے تو ایسا ہی جیسے لشمینہ دیکر ٹاٹ لیلیا مطلب کہ اگر اس حالت سے کہیں رجوع ہوا اور تجلی ذاتی یا افعالی ہونے لگی تو پھر سمجھو کہ بہت بڑی شے کہودی اور کم قیمت شے لیلی تو اسیطرح یہ صاحب جو بھی ذلت تک پہنچ چکا تھا گمراہ نے بلا لیا۔ تو اوسکو ترک کردیا تو کسقدر سخت نقصان ہوا اسیطرح اس راہ مین نفس شیطان اسی طرح راہزن ہوتے ہیں اور نزول کرادیتے ہیں لہذا انکے دہوکہ سے بچے رہنا۔

طاعت عامہ الخ۔ یعنی عوام کی طاعت خاص لوگونکے لئے گناہ ہے اور عوام کا وصل خواص کا حجاب ہے تو اسکے معنی یہ ہین کہ حسنات الابرار سیئات المقربین جو عوام ہین اور کم درجے مین انکے لئے تو تجلی افعالی و صفاتی بہی بہت بڑی شے ہے اور انکی معراج ہے مگر جنکو تجلی ذاتی ہو چکی ہے انکے لئے تجلی افعالی یا صفاتی ہونا موت ہے اور اونکا نزول ہے آگے اسکی ایک مثال فرماتے ہین سبحان اللہ کیا مثال ہے فرماتے ہین کہ۔

گر وزیرے الخ۔ یعنی اگر کسی وزیر کو بادشاہ محتسب بنا دے تو بادشاہ اوسکا دشمن ہے دوست نہین ہے۔

ہم گناہے الخ۔ یعنی اس وزیر نے ضرور کوئی گناہ کیا ہوگا بلا کسی سبب کے ایسا نامعقول تغیر تو نہوگا۔

وانکہ زاول الخ۔ یعنی جو شخص کہ اول سے محتسب ہے خود اوسکی یہ بخت اور روزی ہے ابتدا ہی سے۔

لیک کان الخ۔ یعنی لیکن جو کہ اول سے وزیر تہا اوسکو محتسب کردینا کسی نعل کیوجہ سے ہے اسلئے کہ احتساب کا مرتبہ تو وزارت سے کم ہی ہے تو ایک ہی درجہ ایک کے لیے تو اچھا اور دوسرے کے لئے برا ہوتا ہے آگے ایک اور مثال ہے۔

ہوتا ہے مگر ایک بزرگ کے لیے اچہا اور دوسرے کے لیے برا ہوتا ہے آگے ایک اور مثال ہے۔

چون ترا شاہ الخ۔ یعنی جبکہ تجھے بادشاہ نے آستانہ سے سامنے بلالیا اور پھر آستانہ ہی کی طرف لوٹا دیا۔

تو یقین میدان الخ۔ یعنی تو یقینا جان لے کہ کوئی جرم تو نے کیا ہے اور جہل کیوجہ سے جبر کو سامنے لایا ہے تو یعنی کیا تو خود ہے اور الزام جہل کیوجہ سے کہتا ہے کہ کیا کرین تقدیر مین ہی اسطرح تھا اور کہتا ہے کہ۔

کہ مرا روزی الخ۔ یعنی کہ میری روزی و قسمت تو یہی تھی مولانا فرماتے ہین کہ پہر کل کیسے یہ دولت تیرے ہاتھ مین تھی۔

قسمت خود الخ۔ یعنی اپنی قسمت کو خود تو نے ہی جہل کیوجہ سے قطع کردیا ہے اور جو کم اہل ہوتے ہین وہ اپنی قسمت کو بڑہاتے ہین اور تو ایسا کمبخت ہے کہ اور گہٹاتا ہے تو معلوم ہو گیا کہ بعض مقامات ایسے ہین کہ جو ایک کیلئے وجہ زیادتی درجہ ہین اور دوسرے کیلئے موجب کمی درجہ کے ہین آگے فرماتے ہین کہ۔

یک مثال دیگر الخ۔ یعنی ایک اور مثال بجز دوسرے کے اندر چاہیئے نقل قرآن سے سنے تو یہ بھی اہل کیطرف رجوع ہے اور بر فعل شیطانی کی بھی پیروی اور صاحبانکی مثال لائے تھے اب یہ دوسری مثال وسی مضمون پر فرماتے ہین۔

قدتم الربع الثالث

من الدفتر الثانی

واللہ اعلم